ولولہ انگیز تقریروں کا مجموعہ

# خطباتِ بریلی

حصہ اول

تالیف

مکتبۃ المصطفیٰ

نو محلہ مسجد اسلامیہ مارکیٹ، بریلی، یوپی

## سلسلۂ اشاعت ۴

نام کتاب ــــــ خطباتِ بریلی حصہ اوّل

مولف ــــــ علامہ قاری محمد سلطان رضا نوری بہرائچی بانی دارالعلوم

نظرِ ثانی ــــــ علامہ مولانا محمد انور علی رضوی استاذ جامعہ منظرِ اسلام بریلی شریف

پیش لفظ ــــــ مولانا مفتی محمد شمشاد حسین رضوی صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم

کتابت ــــــ زرق الاسیٰ قادری و سید اُسید میاں رامپوری

سنِ اشاعت بارِ اوّل ــــ سنہ ۱۴۰۹ھ / سنہ ۱۹۸۸ء بارِ جدید صفر المظفر سنہ ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء

ناشر ــــــ مکتبۃ المصطفےٰ قادری مسجد گلی منیہاران بریلی شریف

# فہرست


| نمبر شمار | عنوانات | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۱- | آفتابِ رسالت کی جلوہ گری | ۷ |
| ۲- | اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم | ۳۸ |
| ۳ | ذکرِ معراج | ۷۱ |
| ۴ | معجزاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم | ۱۰۰ |
| ۵ | شانِ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ | ۱۳۰ |

از:- حضرت مولانا مولوی محمد شمشاد حسین صاحب رضوی صدر مدرس مدرسہ
شمس العلوم بدایوں شریف

اس بات میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ پچھلے مختلف ادوار کی بہ نسبت یہ دور نہایت ہی علمی انحطاط اور کساد بازاری کا دور ہے اس کے باوجود پورے ہندوستان میں خطابت کی دھوم مچی ہوئی ہے اصلاح سماج ومعاشرۂ انسانی میں اسے فوقیت حاصل ہے۔ ہند کے کسی بھی گوشے کا رہنے والا انسان ہو وہ اس بات کا برملا اعتراف کرتا ہے کہ خطابت ہی سے تو سطح ذہن انسانی میں انقلابات آتے ہیں اور رنگین سے رنگین تر حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ دل کے سوکھے ہوئے سوتوں میں بیداری آتی ہے اور ایمانی دنیا میں لہلہاتی سبزو شادابی نظر آتی ہے۔ خطابت کا مطلب صرف اسقدر ہے کہ خطیب اپنے مافی الضمیر کو الفاظ کے ایسے حسین پیرائے میں بیان کرے جس سے سامعین کو پورا پورا فائدہ پہونچے اور ان کی طبیعت واہ کر اٹھے۔ یہ حقیقت ہے کہ ہمارے علماء اس میدان کے بہترین شہسوار اور فلک خطابت کے نیر تاباں ہیں عرصہ دراز سے یہ سلسلہ بھی شروع ہو گیا ہے کہ خطابت کو بانداز تحریر پیش کیا جا رہا ہے اس مقصد کے پیش نظر کہ آنے والی نسلوں میں زور خطابت پیدا کیا جائے اس مضمون کی مایۂ ناز کتابیں خطبات مولینا ابوالنور، خطبات برطانیہ، خطبات علمی، خطبات نعیمی وغیرہ۔ اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی "خطبات بریلی" بھی ہے جو فاضل نوجوان مولینا قاری محمد سلطان رضا صاحب نوری بہرائچی مدرس دارالعلوم منظر اسلام کی تصنیف ہے جس کا ہر مضمون اپنی جگہ گوناگوں خوبیوں سے بھرپور ہے انداز بیان کی توانائی، الفاظ کا حسن انتخاب اپنے کمال کو پہونچا ہوا ہے۔

میں نے عزیز موصوف سلمہ کی اس کتاب کو دیکھا ماشاء اللہ خوب سے خوب تر پایا اور سارے خطبات لاجواب۔ مولینا موصوف بہترین صلاحیت وقابلیت کے مالک ہیں زبان وبیان کی نزاکتوں سے آشنا ہیں اور مرکزی درسگاہ منظر اسلام کے مسند تدریس پر فائز ہیں۔ انداز خطابت لاجواب ہے۔ جس طرح لکھتے ہیں اسی طرح بولتے ہیں۔ اور سونے پر سہاگہ یہ کہ یہ کتاب مکتبۃ المصطفیٰ بریلی سے شائع ہو رہی ہے۔ یہ وہی مکتبہ ہے جس نے چند برسوں میں بہت ہی نمایاں کام انجام دیا ہے۔ یہ مکتبہ مولانا ازہری صاحب رضوی مدرس منظر اسلام کی زیر نگرانی قائم ہے۔ خدائے قدیر مکتبہ کو روز افزوں ترقی بخشے آمین اپنے احباب سے گذارش ہے کہ اس کتاب کو خرید کر مصنف کی ہمت افزائی کریں۔ ناچیز محمد شمشاد حسین رضوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ الاسلام والمسلمین میرے آقا و مولیٰ پیر طریقت رہبر شریعت مرشد برحق، حامل قدرت، تاجدار اہلسنت، شہزادۂ اعلیٰحضرت، عظیم البرکت، رفیع الدرجت، وحید الاوان

حجۃ الزمان، امام العالمین، حجۃ اللہ فی الارضین، حجۃ المناظرین، غیظ المنافقین، قامع المبتدعین، عین الزمان، اوحد الاوان

افضل الفضلاء، افصح الفصحاء، ابلغ البلغاء، اعلم العلماء، افقہ الفقہاء، عاشق مجدد

قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، سلطان الاماثل، درویش کامل، جبل العلم والعمل

جبل الاستقامت، فانی فی اللہ، باقی باللہ، عاشق رسول اللہ، کنز الکرامۃ

والحبیب، سیدنا، شیخنا، مرشدنا و

ذخرنا فی یومنا و غدنا

# انتساب

مجدد شریعت محمدیہ، مظہر امام اعظم، جانشین غوث اعظم، غوث زمانہ، قطب یگانہ

حضور مفتیٔ اعظم ہند و سندھ

حضرت علامہ الشاہ آل الرحمٰن ابو البرکات محی الدین محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب قادری نوری

قدس سرہ النورانی کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں

جنہوں نے ہماری ہر موڑ پر دستگیری فرمائی ہے

سرکار کی بارگاہ عالی جاہ میں عرض ہے کہ اس حقیر نذرانہ کو قبول فرمائیں

گر قبول افتد زہے عز و شرف

سگ بارگاہ رضوی محمد سلطان رضا نوری بلرامپی، مدرس دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف

# تقریظ جمیل

از

نبیرۂ اعلیٰ حضرت پیشوائے اہل سنت یادگار حجۃ الاسلام جانشین و نواسہ حضور مفتی اعظم ہند تاج المشائخ فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مولینا قاری مفتی الحاج الشاہ محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ فاضل جامعہ ازہر مصر صدر آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء۔

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم وآلہ وصحبہ الکرام اجمعین

فقیر نے عزیز سعید مولینا مولوی سلطان رضا صاحب نوری زید مجدہٗ کے خطبات میں سے کچھ ان کی زبانی سنا جس قدر سنا خوب ہے۔ مولائے کریم ان کی کاوش کو شرف قبول بخشے اور اس سے عوام اہلسنت کو مستفیض فرمائے آمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۱۱ صفر المظفر ۱۴۰۹ھ

# حسنی عنایات

از:- بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، جامع معقول ومنقول، حاوی فروع ووصول، غزالی دوراں، حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی تحسین رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ الاقدس خلیفہ وبرادرزادہ تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ وشیخ الحدیث جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

۷۸۶ نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

مجھے یہ معلوم کرکے مسرت ہوئی کہ مقرر خوش بیاں مولوی سلطان رضا صاحب نوری بہرائچی کی تقاریر کا مجموعہ "خطبات بریلی"، چھپنے جارہا ہے۔ میں دست بدعا ہوں کہ مولائے کریم اُن کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔ اور قارئین کو اس کتاب کے مطالعے سے مستفید فرمائے

آمین بجاہ سید المرسلین

دعا گو تحسین رضا غفرلہٗ۔ ۱۱ر صفر المظفر سنہ ۱۴۰۹ھ

# آفتابِ رسالت کی جلوہ گری

اَللّٰهُمَّ یَا نُوْرُ لَكَ الْحَمْدُ سَرْمَدًا صَلِّ عَلٰی نُوْرِكَ الْمُنِیْرِ وَاٰلِهٖ اَبَدًا یَا نُوْرُ وَیَا نُوْرَ النُّوْرِ وَیَا نُوْرًا قَبْلَ كُلِّ نُوْرٍ وَیَا نُوْرًا بَعْدَ كُلِّ نُوْرٍ وَیَا نُوْرًا مَعَ كُلِّ نُوْرٍ وَیَا نُوْرًا فِیْ كُلِّ نُوْرٍ وَیَا نُوْرًا فَوْقَ كُلِّ نُوْرٍ لَكَ النُّوْرُ وَبِكَ النُّوْرُ وَمِنْكَ النُّوْرُ وَاِلَیْكَ النُّوْرُ وَاَنْتَ النُّوْرُ وَنُوْرُ النُّوْرِ وَنُوْرٌ عَلٰی كُلِّ نُوْرٍ صَلِّ عَلٰی نُوْرِكَ الْاَنْوَرِ وَاٰلِهِ السُّرُجِ الْغُرَرِ وَصَحْبِهِ الْمَصَابِیْحِ الزُّهَرِ صَلٰوةً تَجْعَلُ لَنَا بِهَا فِیْ قُلُوْبِنَا نُوْرًا وَفِیْ صُدُوْرِنَا نُوْرًا وَفِیْ عُیُوْنِنَا نُوْرًا وَفِیْ وُجُوْهِنَا نُوْرًا وَفِیْ قُبُوْرِنَا نُوْرًا اٰمِیْن یَا نُوْرَ الْحَقِّ الْمُبِیْنِ۔ اَمَّا بَعْد۔

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۝

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وبلغ رسوله الحبیب الرؤف الرحیم ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم وتب علینا انك انت التواب الرحیم ۝

سنی سچائیو! مذہب حق کے فدائیو، اسلام کے ماننے والو، سچائی کے پسند کرنے والو، مکی مدنی آقا پہ ایمان لانے والو، غوث اعظم کے شیدائیو، خواجہ کے پروانو، اعلیٰحضرت کے دیوانو، مفتی اعظم کے چاہنے والو، اسلام کے نونہالو، ملت کے نوجوانو، محترم دوستو اور بزرگو، اسلام کی خواتین باعزت پردہ نشین ماں اور بہنو وخصوصاً اسٹیج پر رونق افروز ذوی الاحترام علمائے کرام۔ آیئے ہم اور آپ ایک ساتھ ملکر بلند آواز سے شاہ بحر و

مالک خشک وتر، اللہ کے پیغمبر، امت کے رہبر، دونوں عالم کے سرور، صاحب اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر، شہنشاہ کون ومکان، سید انس وجان، صفوۃ آمیاں، رحمت عالمیان، تتمہ دور زمان، صاحب قرآن، حبیب رحمٰن، مالک جنان، رسول رسولاں، پیغمبر پیغمبراں، اللہ کے محبوب، حق کے مطلوب، دانائے غیوب، معراج والے، کالی کالی زلفوں والے سنہری جالی والے غریبوں پر شفقت فرمانے والے، گرتوں کو اٹھانے والے، ڈوبتوں کو تیرانے والے کنکروں سے کلمہ پڑھانے والے، جانوروں سے سجدہ کرانے والے، سورج کے پلٹانے والے چاند کے دو ٹکڑے کرنے والے، سراپا انوار، محبوب کردگار، شافع روز شمار، امت کے غمخوار، واقف خزائن اسرار یعنی حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار ہوکر، ان کی بارگاہ گہربار، ضیا بار، پرانوار میں جھوم جھوم کر درود پاک کی ڈالیاں نچھاور کریں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اَبَدًا اَبَدًا دَائِمًا سَرْمَدًا۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

جو گدا دیکھو لئے جاتا ہے توڑا نور کا
نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا

کٓ گیسو ھا دہن یا ابرو آنکھیں عین صاد
کٓھٰیٰعٓصٓ ان کا ہے چہرہ نور کا

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

بیئی پر نور پر رخشاں ہے بکہ نور کا
ہے لواء الحمد پر اڑتا پھریرا نور کا

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سائے کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

اے رضا یہ احمد نوری کا فیض نور ہے
ہو گئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

حضرات آج میں چاہتا ہوں کہ حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خلقت، ولادت، اور بعثت پاک پر روشنی ڈالوں اور اسی کو اپنا موضوع تقریر بناؤں لہٰذا آپ حضرات غور کریں، علمائے کرام متوجہ ہوں کہ سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالےٰ

علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کے تین پہلو ہیں عالم اجسام میں جلوہ گر ہونے سے قبل ذات پاک ستودہ صفات حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ وسلم کا عدم سے وجود میں آنا، جلوہ گر ہونا یہ ہے خلقت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور وہاں سے پھر اس دار دنیا میں حضرت عبداللہ کے گھر حضرت آمنہ کی گود میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیدا ہونا یہ ہے ولادت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور پھر چالیس سال کی عمر شریف میں اعلان نبوت فرمانا۔ اور دین حق کی طرف دعوت دینا یہ ہے بعثت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اب اس اجمالی گفتگو کے بعد تفصیل کی طرف آئیے اور سرکار کی سیرۃ مقدسہ سماعت کیجئے کہ خلقت کہیں اور ہوئی . . . . اور مکہ کی سرزمین پر صبح فرمارہے ہیں۔ اسی کو اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نعتیہ کلام میں یوں ارشاد فرماتے ہیں ؎

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا ؛ صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

برادران اسلام! دنیا کا غبی سے غبی تر انسان اس بات کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ جب ایک چیز کا وجود ہوتا ہے تو اس شئی کے لئے عدم بھی آہی جاتا ہے۔ مثلاً ہماری یہ مادی دنیا ایک نظام خاص پر رواں دواں ہے۔ کبھی رات ہوتی ہے تو اس کی تاریکی دیکھنے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب کبھی اس کی تاریکی نہیں جائے گی اور دن کبھی دیکھنے کو نصیب نہ ہوگا اور وہ تاریکی سورج غروب ہونے کے بعد ہی بڑھنا شروع ہو جاتی ہے اور چشم زدن میں ایسی گھٹا ٹوپ عالم پر چھا جاتی ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اب کبھی اس رات کی رخصتی نہ ہوگی مگر جب وہ اپنے شباب پر پہنچ جاتی ہے تو خود بخود گھٹنے لگتی ہے۔ اور چند ساعت کے بعد ہی دن کا بادشاہ آفتاب عالم تاب رات کی تاریکیوں کو مسمار کرتا ہوا پوری توانائی سے نمودار ہوتا ہے۔ اسی طرح جب خزاں آتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اب اشجار بے اوراق و عریاں ہی رہیں گے۔ مگر فوراً کچھ دنوں کے بعد ہی ان عریاں اشجار کی شاخوں پر شگوفوں کا تاج زریں رکھا ہوتا ہے اور وہی درخت جو پتوں سے عریاں تھے اب لہلہاتے ہوئے سبزہ زار ہو جاتے ہیں۔ غرض کہ گرمی جاتی ہے تو جاڑے آتے ہیں، پھول اپنے وقت پر کھلتے ہیں۔ درخت اپنے موسم میں پھلتے ہیں۔ ستارے اپنے

معین اوقات پر چمکتے ہیں۔ بلا تشبیہ و تمثیل اسی طرح روحانی عالم کا بھی ایک خاص نظام ہوتا ہے۔ اس کا بھی ایک آسمان و زمین ہے۔ وہاں بھی تاریکی اور روشنی ہے۔ خزاں اور بہار ہے۔ فصل اور موسم ہے۔ کہ جب اس نیل گوں آسمان کے نیچے گناہوں کے بادل چھانے لگتے ہیں۔ جب اس کرۂ ارض پر برائیوں کا شامیانہ تن جاتا ہے۔ جب ہستئ کائنات کو ظلم و ستم محیط ہو جاتے ہیں، باغِ عالم میں جب برائیوں کی خزاں چھا جاتی ہے تو پھر موسم بدلتا ہے اور صبح عارض کا تڑکا ہوتا ہے، اور آفتابِ رشد و ہدایت نمودار ہوتا ہے۔ اور بہار نبوت رونق افروز ہو جاتی ہے اور پھر چشم زدن میں جمہوریت کا قیام ہوتا ہے اسی لئے کسی شاعر نے کہا ہے ؎

جب ظلم گزرتا ہے حد سے قدرت کو جلال آجاتا ہے
فرعون کا سر جب اٹھتا ہے کوئی موسیٰ پیدا ہوتا ہے

برادرانِ اسلام! آؤ میں آج تمہیں ماضی کی طرف لے چلوں، اور ایک دو سال قبل نہیں سو دو سو برس پہلے نہیں بلکہ آج سے چودہ سو برس پیچھے پلٹ کر دیکھو تو تمہیں یقین ہو جائے گا کہ واقعی جب برائیوں کی خزاں عالم پر چھا جاتی ہے تو بادِ بہاری رونق افروز ہو جاتی ہے جب ہستئ کائنات پر ظلم و ستم کے بادل چھا جاتے ہیں تو صبح عارض کا تڑکا ہوتا ہے باغ عالم میں جب گناہوں کے شامیانے گھر جاتے ہیں تو آفتاب رشد و ہدایت طلوع ہوتا ہے دیکھو اسی نیل گوں آسمان کے نیچے اسی کرۂ ارضی کی وسیع و عریض فضا میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے بعد جب کوئی دینی مربی نوعِ انسانی کی تربیت کے لئے نظر نہ آتا تھا۔ اور اس وحدہٗ لاشریک کی وحدانیت کا پرچم لہرانے والا کوئی فرقہ دکھائی نہیں پڑتا تھا۔ خدا کی خدائی کا اقرار کرنے والا جب کہیں نہیں معلوم ہوتا تھا، جب خالق ارض و سما، مالک انس و جاں کی تسبیح و تہلیل کرنے والا کوئی نہ تھا، رب الارباب کی عبادت کرنے والا روئے زمین پر کوئی نہ تھا، جب ہر چہار جانب کفر و شرک کے بادل چھائے ہوئے تھے کوئی آسمان کی بلندی کو دیکھ کر تعجب میں ہو کر اسی کی عبادت کرتا تھا، خدائے لم یزل کی عبادت کی بجائے خود ساختہ بے جان بتوں کی پوجا کی جاتی تھی، کوئی سورج کی

کرنوں کی تمازت کو دیکھ کر اسی کے آگے سر خم کر رہا تھا۔ کوئی چاند کی موہنی چاندنی کو دیکھ کر اسی کی پوجا کرتا تھا کوئی زمین کے وسیع و عریض فضا کو دیکھ کر اسی کو اپنا معبود ٹھہرائے ہوئے تھا، کوئی سمندر کی موجوں کی اٹھان کو دیکھ کر انھیں کو پوجتا تھا کوئی دریا کی بے قرار لہروں کے سامنے اپنی بندگی کا اظہار کر رہا تھا، کوئی جھلملاتے تاروں کے روبرو عقیدت کی جبیں خم کئے ہوئے تھا، کوئی سانپ کے زہر سے متعجب ہو کر اسی کو پوج رہا تھا کوئی گائے کی منفعت کو دیکھ کر اسی کو اپنا معبود ٹھہرائے ہوئے تھا، کوئی پہاڑوں کی بلندی کو دیکھ کر اسی کے سامنے سجدہ ریز تھا۔ غرض کہ دنیا کے اندر ایک معبود حقیقی کو چھوڑ کر ہزار ہا معبودان باطل کی پرستش کی جا رہی تھی اور حد تو یہ ہے کہ خود خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ خود ساختہ بت رکھے ہوئے تھے جن کے الگ الگ نام تھے جو کسی بت کو اپنا لیتا تھا پھر اسی کو پوجتا تھا، اور یہی نہیں بلکہ ظلم و ستم تو حد سے متجاوز ہو چکے تھے کہ کوئی چھوٹا غریب آدمی کسی مالدار کے پاس بیٹھ نہیں سکتا تھا۔ ننھی ننھی بچیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا پھر اسی میں وہ اپنے لئے فخر سمجھتے تھے تو پھر اس وحشت و بربریت اور تاریخی ظلم و ستم کو دیکھ کر انسانیت چیخ پڑی اسی وحشیانہ رنگ ڈھنگ کو دیکھ کر ہستی کائنات لرز اٹھی آخر کار خدائے وحدہٗ لاشریک کو اس پر رحم فرمایا۔ انسانیت کو مسمار ہوتے دیکھ کر رب کو رحم آ ہی گیا۔ اور حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں پر خدا کو رحم آ ہی گیا، اور پھر جسطرح چمنستان دھر میں بار ہا روح پرور بہاریں چل چکی ہیں چرخ نادرہ کار جس طرح بزم عالم میں اس سروسامانی سے سجایا گیا کہ نگاہیں خیرہ ہو کر رہ گئیں ہیں۔

لوگو! اسی طرح آج کی تاریخ وہ تاریخ ہے جس کے انتظار میں پیر کہن سال دھر نے کروڑوں برس صرف کر دیئے سیارگان فلک اسی دن کے شوق میں ازل سے چشم براہ تھے چرخ کہن مدتہائے دراز سے اسی صبح جاں نواز کے لئے لیل و نہار کی کروٹیں بدل رہا تھا کارکنان قضا و قدر کی بزم آرائیاں عناصر کی جدت طرازیاں، خورشید کی فروغ انگیزیاں ابر و باد کی تنگ دستیاں، عالم قدس کی انفاس پاک توحید ابراہیم، جمال یوسف، معجزہ طرازیٔ موسیٰ علیہم السلام، جان نوازیٔ مسیح سب اسی لئے تھے کہ یہ متاع ہائے گراں، شاہنشاہ کونین

مالکِ دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں کام آئیں گے، سبحان اللہ، کہ رات گذر چکی تھی، ستارے جھلملا کر آسمان میں چھپ رہے تھے، ضیابار روشنی بڑھنے لگی تھی ہستی کائنات انگڑائی لے کر بیدار ہو کر چمک اٹھی تھی، ریگزار کا شبنم سے بھیگا ہوا سفید ریت نہایت بھلا اور پیارا معلوم ہونے لگا تھا اور ایسا کیوں نہ ہو کہ آج کی صبح وہی صبح جاں نواز، وہی ساعت ہمایوں، وہی دور فرخ فال ہے کہ ارباب سیر اپنے محدود پیرائے بیان میں لکھتے ہیں کہ آج کی رات ایوان کسریٰ کے چودہ[۱۴] کنگرے ٹوٹ کر گر گئے۔ آتش کدۂ فارس بجھ گیا۔ دریائے ساوہ خشک ہو گیا، یہی نہیں بلکہ میں کہتا ہوں کہ سچ تو یہ ہے کہ ایوانِ کسریٰ نہیں، بلکہ شانِ عجم، شوکت روم اوج مجوسیت کے قصر ہائے فلک بوس گر پڑے آتشِ فارس نہیں بلکہ آتش کدۂ کفر اور آذر کدۂ گمرہی سرد ہو کر رہ گئی صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی بت کدے خاک میں مل کر رہ گئے شیرازۂ مجوسیت بکھر گیا نصرانیت کے اوراق خزاں رسیدہ ایک ایک کر کے جھڑ گئے، توحید کا غلغلہ اٹھا چمنستان سعادت میں بہار آ گئی آفتاب ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں، اخلاق انسانی کا آئینہ پرتو قدس سے چمک اٹھا حُسنِ حقیقی کے ذوقِ نمو نے انگڑائی لی۔ خطیرۂ قدس کی ملکوتی فضا میں ہلکا سا تموج پیدا ہوا، ملاء الاعلیٰ کے حریم ناز کے حریری پردوں میں غیر محسوس جنبش نظر آئی تبربطِ عدم کے خاموش تاروں میں نورانی ارتعاش سا محسوس ہوا، فرشتوں کی معصوم نگاہیں اوپر کو اٹھیں، سبوح وقدوس کی بے صورت صدائیں نور ونکہت کے رنگین ترشح کی صورت میں زمزمہ ریز نغمہ بار ہوئیں، اور جناب عرش عظیم سے کُن کی جبروتی آواز نے اس طلسم کے سکوت کو توڑا۔ عدم کے پردے اٹھنے لگے، اور افق سے اس پار عالم تصور سے نگار خانۂ کائنات میں نور وحدت نے خاموشی سے ابھرنا شروع کیا۔ سائنسدانوں نے اسے حرکت اور حرارت سے تعبیر کیا فلاسفر نے حلقۂ دام خیال قرار دیا عشق نے جلوۂ یکتائی محبوب کہا ارباب مقتضائے قضا وقدر نے ایک متعین پروگرام کا نقطۂ اولین بنایا۔ مذہب نے امر تکوین کا کرشمۂ حیرت نام رکھا اور قلب سلیم نے مشیت ایزدی سمجھ کر سر جھکایا، اسی ہیولائے کائنات نے بکھرے ہوئے ذروں میں ربط وضبط پیدا کرنا شروع کیا، جس سے اس

خاکہ میں رنگینی کے آثار محسوس ہونے لگے۔ بکھری ہوئی شوخیاں سمٹ کر بجلیاں بننے لگیں۔ جنت کی حوروں نے کنکھیوں سے باہم اشارے کئے نواجبین فطرت کی نگاہوں میں ہلکا سا تبسم پیدا ہوا۔ حریم قدس کے رازداروں نے کانوں ہی کانوں میں کچھ کہا سُنا۔ زمین جھومنے لگی، آسمان کا سر جھکرانے لگا۔ چاند کا ساغر زریں چھلکنے لگا، ستاروں کی آنکھیں چمک اُٹھیں، فضا میں ایک شور بلند ہوا کہ نور نظر عبداللہ جگر گوشۂ آمنہ، شاہِ حرم، حکمرانِ عرب، فرماں روائے عالم، شہنشاہِ کون ومکاں، مالک انس وجاں، صفوتِ آدمیاں، رحمتِ عالمیاں، رؤف آدمیاں، تتمۂ دورِ زماں، خاتم پیغمبراں، سیاح لامکاں، مالکِ جنین وچناں اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، عالم قدس سے عالم امکان میں جلوہ فرما ہوئے۔

دوستو یاد رہے کہ جس طرح اس وقت سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ گری سے فارس میں کسریٰ کے قلعہ کے کنگرے ٹوٹ گئے تھے اور اس میں زلزلے پڑ گئے تھے اسی طرح آج بھی جب ہم اہلسنّت میلادِ رسول منعقد کرتے ہیں اور سرکار کی پیدائش کا ذکر ہوتا ہے تو نجد کے اندر ایوان نجد میں زلزلے آتے ہیں اور نجدیوں کے دل دہل جاتے ہیں اسی لئے تو امام اہلسنّت مجدد دین وملت اعلحضرت عظیم البرکت رفیع الدرجت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولیٰ کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

اللہ اللہ جس کے آنے سے کفر میں زلزلہ آگیا ہو بت خانوں میں طوفان آگیا ہو اس آنے والے کی کیا شان ہوگی آئے تو بہت مگر دیکھو یہ آنے والا آیا تو کس شان سے۔ ذرا غور سے سوچو تفکرات کی دنیا میں آؤ اور بحر افکار میں مستغرق ہو جاؤ اپنے دماغ پر زور دو آنے والے تو بہت سے ہیں مگر یہ آنے والا انوکھا و نرالا ہے اس کے آنے سے عشق انگڑائیاں لے رہا ہے عالم حب میں طوفان آیا ہوا ہے حوریں آنکھ مچولی کھیل رہی ہیں غلمان پا بہ رکاب معلوم ہوتے ہیں فرشتے منتظر ہیں کہ یہ آنے والا کون ہے جس کی آمد پہ زمین آسمان کے مقابلے میں سرِ فخر بلند کئے ہوئے زبانِ حال سے

بات کر رہی ہے، وہ کون ہے جس کی آمد پر زمین کے اشجار خوشی سے اُمنڈ کر طغیانی پر ہیں۔ جس کی آمد پر بادِ بہاری ہوائے رحمت چلا رہی ہے جس کی آمد پر نسیمِ سحری مسکراتی ہوئی دکھائی پڑ رہی ہے، جس کی آمد پر اصنام کے جبر مسٹ میں زلزلہ آ گیا ہے، جس کی آمد پر غزال نغمے بجا رہے ہیں جس کی آمد پر سورج مثل عاشق زار کے بہت عجلت سے طلوع ہو کر اس کے دیدار سے مشرف ہونا چاہتا ہے، جس کی آمد پر ظلم و ستم کے پہاڑ مسمار ہوتے ہوئے دیکھے جا رہے ہیں۔ جس کی آمد پر شرافت کے رخ زیبا پر تبسم کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ جس کی آمد پر ننھی ننھی بچیوں کے چہرے کی اداسی معدوم ہو چکی ہے۔ آخر وہ کون ہے، یہ وہی تو ہے جس کو محبوب کہتے ہیں اور پھر کس کا محبوب اللہ کا محبوب سبحان اللہ کیا بات ہے جبھی تو آنے والے کی شان نرالی ہے آئے تو سب مگر کوئی نبی بنکر آیا، کوئی رسول بنکر آیا مگر یہ آنے والا نبی و رسول کے ساتھ ساتھ محبوب بنکر آیا، کون محبوب!

وہ محبوب ...... جن کے لئے محب نے قد جاء کم من اللہ نور فرمایا۔

وہ محبوب ...... جن کے لئے محب نے وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین فرمایا۔

وہ محبوب ...... جن کے لئے محب نے یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھدا ومبشرا ونذیرا فرمایا۔

وہ محبوب ...... جن کے رخ انور کو محب نے والضحیٰ سے تعبیر کیا۔

وہ محبوب ...... جن کی زلفوں کو محب نے واللیل اذا سجیٰ سے تعبیر کیا۔

وہ محبوب ...... جن کی آنکھوں کے لئے محب نے ما زاغ البصر وما طغیٰ فرمایا۔

وہ محبوب ...... جن کی گفتار کو محب نے وما ینطق عن الھواء سے یاد کیا۔

وہ محبوب ...... جن کے دست مبارک کو محب نے وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ فرمایا ہے۔

وہ محبوب ...... جن کی بیعت اور جن کے دست حق پرست کو محب نے ید اللہ فوق ایدیھم فرمایا۔

وہ محبوب ...... جن کی سوزش عشق کی بے قراری کے پردے چاک کرنے کے لئے محب نے

ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ فرمایا۔

وہ محبوب ...... جن کی رفتار کو محب نے سبحان الذی اسریٰ فرمایا۔

وہ محبوب ...... جن کو اپنے قرب خاص میں بلاکر اس قرب کو محب نے فکان قاب قوسین او ادنیٰ سے تعبیر کیا۔

وہ محبوب ...... جن کی رفعت ذکر کو محب نے ورفعنا لک ذکرک فرما کر ظاہر فرمادیا۔

وہ محبوب ...... جن کی اطاعت محب نے اپنی اطاعت بتائی اور من یطع الرسول فقد اطاع اللہ فرمایا۔

وہ محبوب ...... جن کے اخلاق کو محب نے خلق عظیم سے واضح فرمایا۔

وہ محبوب ...... جن کی رہ گذر کو محب نے قسم سے یاد کیا اور لآ اقسم بھذا البلد وانت حلٌ بھذا البلد فرمایا۔

وہ محبوب ...... جن کو محب نے انا اعطینٰک الکوثر فرماکر جام کوثر کا مالک بنایا۔

وہ محبوب ...... جن کی شوق عبادت پر محب نے قم اللیل الا قلیلا فرمایا۔

وہ محبوب ...... جن کے بارے میں محب نے وما محمد الا رسول فرمایا۔

وہ محبوب ...... جن کے بارے میں محب نے محمد رسول اللہ فرمایا۔

وہ محبوب ...... جن کو محب نے کبھی حرف ندا سے یاد نہیں فرمایا۔

اللہ اکبر وہ محبوب کہ کہیں فرمایا یا ایھا المزمل تو کہیں فرمایا یا ایھا المدثر کہیں فرمایا طٰہٰ تو کہیں فرمایا یٰسٓ ائے وہی محبوب جن کے فراق میں بلبل در در کی ٹھوکریں کھارہی ہے اور پھول کے اندر ان کی خوشبو تلاش کرتی پھر رہی ہے، قمری اسیٔ قامت کی طلب میں ہر شجر کی پھینٹ کرتی پھر رہی ہے اور سرد کے اوپر اپنی جان کو قربان کرنے کے لئے مستعد رہتی ہے کول اگر کوک رہی ہے تو انھیں کی الفت میں، مور اگر جھوم رہا ہے تو انہیں کے عشق میں، مینا اگر آنسو بہارہی ہے تو انہیں کی چاہت میں مہ و خورشید اگر رواں دواں ہیں تو انھیں کی طلب میں غرض یہ کہ ہر ایک آپ کا مستانہ ہر شخص آپ کا دیوانہ ہے ہر مخلوق آپ کی پروانہ ہے۔ اور اس پر لطف

یہ کہ جس نے آپ کو جس نظر سے دیکھا اس کو آپ کے اندر اسی کی بو ملی، جس نے آپ کو جس نظر سے دیکھا اس کو وہی نظر آئے۔ مثلاً بلبل نے انہیں جب دیکھا تو گل کہہ دیا، قمری نے جب انھیں دیکھا تو سرو کہہ دیا مگر جب ایک عاشق رسول نے یہ دیکھا کہ کوئی انہیں اپنا آقا کہہ رہا ہے کوئی ملجا اور ماویٰ کہہ رہا ہے کوئی گل کہہ رہا ہے تو کوئی سرو کہہ رہا ہے تو اس عاشق زار کے عشق کا پیالہ چھلک ہی گیا اور فوراً وہ پکار اٹھا..... کہ اے لوگو کوئی کچھ بھی کہتا رہے کہنے دو، اگر کوئی انہیں آسمان کا سورج کہہ رہا ہے تو کہنے دو، اگر کوئی انہیں چاند کہتا ہے تو کہنے دو تم کو تو صرف محبوب خدا ہی کہنا ہے، تم انہیں حبیب خدا کہو اور اس عاشق نے یوں کہا ؎

رخ دن ہے یا مہر سما یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
شب زلف یا مشک ختا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
بلبل نے گل ان کو کہا قمری نے سرو جانفزا
حیرت نے جھنجھلا کر کہا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

وہ صاحب جمال کہ جن کی شانِ جمالی کو حضرت یوسف دیکھا کریں۔ وہ شہنشاہِ دو عالم کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تمام تر جاہ و حشم کے باوجود اس بارگاہ میں نیاز مندیوں کی نذر پیش کریں وہ ابن آدم کہ جن کو دیکھ کر حضرت آدم اپنی ہمہ ابوت و خلافت کے باوجود اس کے وسیلہ کے حاجت مند دکھائی دیں۔ وہ سلطان عالم کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام اپنی تمام تر مسیحائی کے باوجود اس کے شرف غلامی کی دعا مانگتے نظر آئیں۔ وہ حاصل کائنات کہ سب اس کے وجود کا صدقہ لینے آئیں۔ وہ حسن وجمال کے مالک کہ جن کے دربار سے صبح عارض کو حسن تابانی ملے، ارے غنچوں کو تبسم ملے تو پھولوں کو سوغات تکلم، اگر چاند کو چاندنی کا جام ملے تو سورج کو کرنوں کا طوفان ملے اگر سمندر کی لہروں کو بے قراری ملے تو موجوں کو بانکپن ملے۔ یارو سنو اگر عاشق بیقرار ہے تو انہیں کی حسن کی جھلک میں اور معشوق اگر سرشار ہے تو انہیں کے حسن کی طلب میں۔ ایسا کیوں نہ ہو کہ وہ محبوب اگر کمبل اوڑھیں تو یا ایھا المزمل کا لقب پائیں

اور اگر چادر میں لپٹ جائیں تو یا ایھا المدثر کا خطاب ملے۔ اگر ان کی زبان کو وما ینطق عن الھواء سے تعبیر کیا جائے تو ان کی آنکھوں کو ما زاغ البصر وما طغیٰ کی تفسیر کہا جائے جہاں وہ قدم رکھدیں اگر وادیٔ غیر ذی زرع ہو تو مکہ بن جائے، جہاں وہ جلوہ فرما ہو جائیں اگر یثرب ہو تو طیبہ ہو جائے وہ جس بستی میں آجائیں وہ بستی معظم ہو جائے۔ وہ عربوں میں آئے تو عربوں کو مکرم بنا دیا وہ بنو ہاشم میں پیدا ہوئے تو بنو ہاشم کو معظم کر دیا کعبہ میں قدم رنجہ فرمایا تو کعبہ کو نئی زندگی عطا فرمائی اور کعبہ کو کعبہ بنا دیا۔ سجدہ گاہ اہل ایمان بنا دیا اسی لئے تاجدار اہل سنت مجدد مأۃ حاضرہ سرکار مفتیٔ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

تم آئے چھٹی بازی رونق ہوئی پھر تازی ؛ کعبہ ہوا پھر کعبہ کر ڈالا صنم خانہ

غرضیکہ بروں میں آئے تو انہیں اچھا بنا دیا، جاہلوں میں آئے تو انہیں معلموں کا امام بنا دیا۔ ان کے قدموں کی برکت سے کانٹوں کی زمین پھولوں کا چمن بن جائے، اگر سوکھے ہوئے درخت کے نیچے سے گزر جائیں تو وہ سبزہ زار شجر ہو جائے جدھر گذر جائیں عطر برسا جائیں شعر

جہاں جہاں جدھر جدھر وہ ذات معتبر گئی ؛ حیات تو حیات ہے ممات بھی سدھر گئی

۔ اگر پتھر پہ قدم رکھدیں تو موم ہو جائے اگر مشکیزہ میں دست مبارک لگادیں تو پانی کا چشمہ جاری ہو جائے۔ اگر اپنے تلوؤں کا دھوون سوکھتے ہوئے درخت میں ڈالدیں تو فوراً سرسبز ہو کر پھلوں سے مالا مال ہو جائے۔ یہی نہیں اگر اشارہ کردیں تو جانور سجدہ کریں اشجار سر جھکائیں، کنکریاں کلمہ گو ہو جائیں، اگر اپنا لعاب دہن کھاری کنوئیں میں ڈال دیں تو شیریں ہو جائے اور اگر وہی لعاب دہن صدیق اکبر کے پیر میں لگ جائے تو زہر کیلئے تریاق ہو جائے۔ اور حیدر کرار کی آنکھوں میں لگ جائے تو دکھتی ہوئی آنکھیں صحت یاب ہو جائیں اور وہ لعاب داروئے شفا ہو جائے اور ساتھ ہی ساتھ حیدر کرار کے بدن میں اتنی قوت ہو جائے کہ در خیبر کو ڈھال بنا کر رکھدیں وہ اگر انگلی کا اشارہ کریں تو چاند اپنے کلیجہ کو شق کردے۔ اسی انگلی کا اشارہ کریں تو ڈوبا

ہوا سورج پلٹ آئے اعلیٰحضرت فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ :-

اشارے سے چاند چیر دیا چھپے ہوئے خور کو پھیر لیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و تواں تمہارے لئے

اے مسلمانو! اے پیارے مصطفےٰ کے شیدائیو یہ تمام خوبیاں کیوں نہ ہوں کہ وہ حبیبِ خدا ہیں۔ کون حبیبِ خدا.....!

وہ حبیبِ خدا ـــــ جنہیں رسولوں کا امام کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ـــــ جنہیں نبی الانبیاء کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ـــــ جنہیں حضرت ابراہیم کی دعاؤں کا نتیجہ کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ـــــ جنہیں غریبوں کا ملجا کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ـــــ جنہیں یتیموں کا ماویٰ کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ـــــ جنہیں گمرہوں کا راہبر کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ـــــ جنہیں بے سہاروں کا سہارا کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ـــــ جنہیں بے قراروں کا قرار کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ـــــ جنہیں پیغمبرِ اعظم کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ـــــ جنہیں اسریٰ کا دولہا کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ـــــ جنہیں باعثِ تخلیقِ کائنات کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ـــــ جنہیں ختم رسل مالک کل کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ـــــ جنہیں روحِ روانِ عالم کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ـــــ جنہیں عزیزِ مصر کنعان کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ـــــ جنہیں فخرِ یوسف کنعان کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ـــــ جنہیں جمالِ یوسف کنعان کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ـــــ جنہیں جلالِ ایوانِ سلیمان کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ـــــ جنہیں طرۂ ناصیۂ سنبلستان کہا جائے۔

وہ حبیبِ خدا ــــــــ جنہیں قرۃ العین دیدۂ نرگستان کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ــــــــ جنہیں گلدستۂ بہارستانِ جہان کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ــــــــ جنہیں یاقوتِ نسخۂ امکان کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ــــــــ جنہیں روحِ روانِ عقیق و مرجان کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ــــــــ جنہیں گوہرِ محیطِ احسان کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ــــــــ جنہیں غالیہ سائے مشامِ جہان کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ــــــــ جنہیں عطر آمیزِ دماغِ قدسیان کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ــــــــ جنہیں مقومِ نوعِ انسان کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ــــــــ جنہیں قوتِ دلہائے ناتوان کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ــــــــ جنہیں عینِ علم و ایقان کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ــــــــ جنہیں غواصِ بحارِ عرفان کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ــــــــ جنہیں قاموسِ محیطِ اتقان کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ــــــــ جنہیں بلاغِ مبینِ فرقان کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ــــــــ جنہیں روحِ چشمۂ حیوان کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ــــــــ جنہیں آشنائے دریائے عرفان کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ــــــــ جنہیں زیبِ نجمِ گلستان کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ــــــــ جنہیں گلِ ماہتابِ آسمان کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ــــــــ جنہیں اسدِ میدانِ شجاعت کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ــــــــ جنہیں اعتدالِ میزانِ عدالت کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ــــــــ جنہیں معدنِ نہارِ سخاوت کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ــــــــ جنہیں منطقۂ بروجِ سعادت کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ــــــــ جنہیں حافظِ حدودِ شریعت کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ــــــــ جنہیں ماحیِ کفر و بدعت کہا جائے۔

وہ حبیبِ خدا ——— جنہیں تحفۂ دورِ زماں کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ——— جنہیں شہنشاہِ کون و مکاں کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ——— جنہیں مالکِ انس و جاں کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ——— جنہیں سیّاحِ لامکاں کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ——— جنہیں خاتمِ پیغمبراں کہا جائے۔
وہ حبیبِ خدا ——— جنہیں مالکِ زمین و زماں کہا جائے۔

اں ہاں وہی حبیبِ خدا جو نائبِ دستِ قدرت ہیں انہیں نو بہارِ شفاعت کہو، مہرِ چرخِ نبوت کہو، انہیں نقطۂ سرِ وحدت کہو، انہیں شرقِ انوارِ قدرت کہو، فتحِ بابِ نبوت کہو، ماہِ لاہوتِ خلوت کہو، شاہِ ناسوتِ جلوت کہو، سرِ غیبِ ہدایت کہو، سبزۂ بزمِ رحمت کہو، چشمۂ علم حکمت کہو، پشتیِ قصرِ ملت کہو، غنچۂ رازِ وحدت کہو، برجِ ماہِ رسالت کہو، سنو سنو، یہی نہیں بلکہ نورِ نگاہِ شہود کہو، مقبولِ ربِ ودود کہو، انہیں حق الیقین کہو، تفسیرِ قرآنِ مبین کہو، صفائے سینۂ نیرِ اعظم کہو، نورِ دیدۂ ابراہیم و آدم کہو، وارثِ علومِ اولین کہو، مورثِ کمالاتِ آخریں کہو، قائدِ فوجِ اسلام کہو، دافعِ جیوشِ اصنام کہو سے

محمد شاہدِ دیں جانِ ایماں ؛ محمد رحمتِ حق لطفِ یزداں
بہارِ ہشت جنت رنگ و بوئیش ؛ بہشت نہ فلک خاکِ کوئیش

اور سرکار اعلیٰحضرت مجددِ دین و ملت یوں فرماتے ہیں :-

سرور کہوں یا مالک و مولیٰ کہوں تجھے ؛ باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے
لیکن رضاؔ نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا ؛ خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے۔ (اردو ترجمہ)

برادرانِ اسلام! اس مبارک اور مقدس ذات کی کیا تعریف کی جائے کہ جس کی نماثل کمال وہ مبارک ذات کس قدر دل کش و دل کشا، جاں بخش و جاں نواز، پرسوز اور دلولہ انگیز، وجد آفریں اور کیف افروز ہے کہ جس کی یاد آتے ہی تمام مصائب و آلام دور ہو جائیں، دکھ درد کافور ہو جائیں، آنکھیں پُر نور ہوں، اور دل مسرور ہو جائے

اس کی یادوں کی ضیا پاشیاں، رگ و ریشہ میں زندگی و بیداری اور حریت و حرارتِ ذہن و ضمیر کی نورانی لہر بن کر دوڑ جاتی ہے۔ اگر ان کی یادوں سے روح سرشار ہو جاتی ہے تو یقین انگڑائیاں لینے لگتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ وجدان عالم بالا کی طرف مائل بہ پرواز ہوتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

برادران اسلام! یقین جانو کہ اس سرو جان افروز کی یاد ہماری زندگی اور انہیں کی توصیف ہماری بندگی ہے۔ انہیں کی اطاعت سرمایۂ حیات ہے، حاصلِ کائنات ہے مستوجب نجات ہے، اور ان کی ذاتِ کریمہ سب کچھ ہے جس کا کسی کو علم ہے یا علم نہیں ہے، سارے عالم ماکان و مایکون میں انہیں کا غلغلہ ہے۔ انہیں کے حسن کی گونج ہے، انہیں کی شہنائی بج رہی ہے، انہیں کا شور ہے، انہیں کا ڈنکا پٹ رہا ہے۔ اور انہیں کی تابانی و توانائی کا پھریرا اُڑ رہا ہے، ساری رفعتیں و بلندیاں و عظمتیں و ارجمندیاں انہیں کے قدوم لزوم میمنت کے چومنے سے ان کو ان القاب کا حصول ہے، اگر کسی کو رفعت ملی تو انہیں کے در سے اور کسی کو عظمت ملی تو انہیں کے قدموں کی برکت سے، اگر کسی کو بلندی ملی تو انہیں کے صدقے میں بلکہ آج یہ کہنا چاہتا ہوں اور کہنے کی اجازت چاہوں گا کہ اگر کسی کو نبوت ملی تو آپ ہی کے صدقے اور کسی کو رسالت ملی تو آپ کے وسیلے سے۔ سنو اگر کسی کو شہادت ملی تو آپ ہی کے صدقے میں، اور اگر کسی کو ولایت ملی تو آپ ہی کے طفیل میں، میں اس مضمون کو اس شعر میں پروتا چلوں ؎

نبوت ہو رسالت ہو شہادت ہو ولایت ہو
جسے جو کچھ بھی ملتا ہے تمہارے آستانے سے

آخر کار یہی کہنا پڑتا ہے کہ ایسا کیوں نہ ہو کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، خدائے حئی قیوم کے نبی ہیں، اسی پر بس نہیں بلکہ وہ خالق کائنات کے حبیب ہیں، فاطر ہستی کے محبوب ہیں۔ انبیاء کے پیشوا ہیں، سارے عالم ماکان و مایکون کے رہنما ہیں، خواجہ ہر دو سرا ہیں، دولت دار البقاء ہیں، دانائے سُبل ہیں، ختم الرسل ہیں، مولائے

کل ہیں، سید المرسلین ہیں، خاتم النبیین ہیں، شفیع المذنبین ہیں، رحمۃ للعالمین ہیں، طہٰ، یٰسین ہیں، حبل اللہ ہیں، ذکر اللہ ہیں، نور من نور اللہ ہیں، قاسم رزق اللہ ہیں، زینت عرش اللہ ہیں، خیر خلق اللہ ہیں۔

نبی کا چہرہ وجہ اللہ، نبی کا کلام کلام اللہ ہے، نبی کا ہاتھ ید اللہ ہے، نبی کا حکم حکم اللہ ہے۔ نبی کی اطاعت اطاعت اللہ ہے، نبی کا فرمان اذن اللہ ہے، نبی کا دوست ولی اللہ ہے، نبی کا بندہ عبد اللہ ہے، نبی کا دیدار رویت اللہ ہے۔ الغرض یہ کہ میرے آقا اعلیٰحضرت یوں فرماتے ہیں ؎

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

وہ مصطفےٰ جانِ رحمت ہیں، شمع بزم ہدایت نوشہ بزم جنت ہیں، گل باغِ رسالت کہو، نوشہ بزم جنت کہو۔ یارو ان کی عظمتوں، رفعتوں، بلندیوں اور ارجمندیوں کا اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ما و شما تو کس گنتی میں حضرت جبرئیل بھی ان کی شان و شوکت رعب دبدبے کو دیکھ کر دنگ ہیں جیسا کہ ایک بار سرکار دو جہاں مالک کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل سے سوال کیا کہ اے جبرئیل تم نے تو سارے جہاں کو دیکھا ہے، سارے عالم کو ملاحظہ کیا ہے تمام انبیاء و مرسلین کو دیکھا ہے، بڑے بڑے شان و شوکت، جاہ و حشمت، عالی مرتبت صاحب سلطنت کو دیکھا، عجیب و غریب حسن و جمال والوں کی شانِ جمالی دیکھی ہے، دنیا کی ہر شئے دیکھی، مشارق، مغارب چہار جوانب و آسمان کی بلندی اور زمین کی پستی سب کچھ دیکھا۔ مگر اے جبرئیل ذرا یہ بتاؤ کہ تمہاری نظر سے کہیں میرا مثل و مثال گزرا ہے۔ اگر گزرا ہے تو بتاؤ، اگر دیکھا ہے تو سناؤ۔ جب سرکار یہ سوال کرتے ہیں تو حضرت جبرئیل عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ میں نے ہر نبی و رسول کو دیکھا، ان کی شانِ نبوت و رسالت دیکھی بڑے بڑے تاجور کے تاج دیکھے صاحب سلطنت و عالی مرتبت کو دیکھا اور یا رسول اللہ حد تو یہ ہے کہ میں نے طبقات زمین کو الٹ پلٹ کے دیکھا، مشرق و مغرب کا کونا کونا دیکھا شمال و جنوب کا گوشہ گوشہ دیکھا، بڑے بڑے

شان والوں کی شان جمالی دیکھی، مگر یارسول اللہ آپ کی نظیر، آپ کا مثل ومثال، میری نظروں سے نہیں گزرا، یارسول اللہ خدا کی قسم آپ جیسا نہیں دیکھا۔

اک روز یوں کہنے لگے جبریل سے شاہِ امم
تم نے کہیں دیکھا ہو تو بتاؤ ذرا کیسے ہیں ہم
کی عرض یوں جبریل نے اے مہ جبیں تیری قسم
آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

اور اعلحضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت یوں ارشاد فرماتے ہیں ؎

لَمْ یَاتِ نَظِیْرُکَ فِیْ نَظَرٍ مثلِ تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سوہے تجھ کو شہِ دوسرا جانا

آیئے ہم آپ حضرات کو حضور کے بے مثل وبے مثال ہونے پر ایک حدیث پاک سنائیں حدیث کے سنانے سے قبل آپ حضرات درود پاک سنائیں۔ اللّٰھمّ صلِّ الخ حدیث یوں ہے:

جلس الناس من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخرج حتی اذا دنا منھم سمعھم یتذاکرون قال بعضھم ان اللہ اتخذ ابراھیم خلیلا وقال اٰخر موسیٰ کلمہ تکلیما وقال آخر عیسیٰ کلمۃ اللہ وروح اللہ وقال آخر آدم اصطفاہ اللہ فخرج علیھم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقال قد سمعت کلامکم وعجبکم ان ابراھیم خلیل اللہ وھو کذٰلک وموسیٰ کلیم اللہ وھو کذٰلک ونوح نجی اللہ وھو کذٰلک وعیسیٰ روحہٗ وکلمتہٗ وھو کذٰلک وآدم اصطفاہ اللہ وھو کذٰلک الا وانا حبیب اللہ۔ مشکوٰۃ شریف

یعنی کچھ صحابۂ کرام ایک جگہ بیٹھے ہوئے آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ وہاں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے اور ان سے قریب ہوئے۔ تو سنا ان میں سے ایک نے یہ کہا کہ حضرت آدم کا بہت بڑا مرتبہ ہے اس لئے کہ وہ صفی اللہ ہیں، تو دوسرے صحابی بولے یہ ٹھیک ہے مگر حضرت نوح کا بہت بڑا مرتبہ ہے اس لئے کہ ان کا لقب نجی اللہ ہے

ایک اور صحابی بولے کہ صاحب ٹھیک ہے مگر حضرت ابراہیم کا بہت بڑا مرتبہ ہے اس لئے کہ وہ خلیل اللہ ہیں اتنے میں ایک اور صحابی نے کہا کہ تم بھی صحیح کہہ رہے ہو حضرت موسیٰ کا بہت بڑا مرتبہ ہے اس لئے کہ انہوں نے اللہ سے بلا واسطہ کلام کیا ہے وہ کلیم اللہ ہیں۔ آخر میں ایک صحابی بولے بھائی سب سے بڑا مرتبہ تو حضرت عیسیٰ کا ہے کیونکہ اللہ نے ان کو بلا باپ کے پیدا کیا وہ روح اللہ ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ سب سب سن چکے تو اچانک ان حضرات کے پاس تشریف لائے اور جلال میں آکر ارشاد فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کی باتیں سنیں اور مجھے تعجب ہوا تم جو کہہ رہے تھے کہ حضرت آدم صفی اللہ ہیں، تو وہ ایسے ہی ہیں کہ وہ اللہ کے صفی ہیں اور حضرت نوح نجی اللہ ہیں بے شک۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں بیشک ہیں۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہیں بیشک ہیں۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ ہیں بے شک وہ روح اللہ ہیں۔ مگر سنو یہ سب کچھ تو ٹھیک ہے مگر میں حبیب اللہ ہوں ـــ سبحان اللہ سرکار کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ صفی ہونا اور ہے نجی ہونا اور ہے، خلیل ہونا اور ہے، کلیم ہونا اور ہے، مسیح ہونا اور ہے ـــ مگر حبیب ہونا اور ہے۔

صفی وہ ہے کہ جو خدا کی مرضی کا طالب ہو اور حبیب وہ کہ خدا اس کی مرضی کا طالب ہو۔ نجی وہ کہ جو خدا کی رضا کا طالب ہو اور حبیب وہ کہ خدا اس کی رضا کا طالب رہو۔ خلیل اس کو کہتے ہیں کہ سب کچھ قربان کر دے خدا کے لئے اور حبیب وہ ہے کہ خدا ہر شئی کی تخلیق اس کے لئے کرے۔ کلیم وہ کہ جو خدا کو راضی کرے اور حبیب وہ کہ خدا اس کو راضی کرے۔ ارے سنو! مسیح وہ کہ خدا کی طلب میں ہو اور حبیب وہ کہ خود خدا اس کی طلب میں ہو۔ اس موقع پر مجھے اعلیٰحضرت یاد آتے ہیں کہ وہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم (صلی اللہ علیہ وسلم)

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا ٭ ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

اسی پر ختم نہیں بلکہ حبیب اور کلیم میں دیکھو کلیم وہ ہے کہ جس کے بارے میں اللہ فرماتا ہے

اے موسیٰ اگر تم کو کتاب لینا ہے تو طور پر آؤ۔ اے موسیٰ اگر تمہیں کلام کرنا ہے تو طور پر آؤ۔ اے موسیٰ اگر تمہیں کوئی بات معلوم کرنی ہے تو طور پر آؤ، اے موسیٰ اگر تم کو تجلی دیکھنی ہے طور پر آؤ۔ اے موسیٰ تم کو اگر کوئی مسئلہ معلوم کرنا ہے تو طور پر آؤ۔ اے موسیٰ تم کلیم ہو ہر بات کے لئے تمہیں طور پر آنا ہوگا۔ ہر کام کی اجازت کے لئے تمہیں طور ہی پر آنا ہوگا۔

مگر حبیب کو دیکھو، کوئی شرط نہیں حکم ہوا، اے میرے حبیب آپ کو کہیں آنے جانے کی ضرورت نہیں، کوئی زحمت اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ اے میرے حبیب تم میرے حبیب ہو۔ اے حبیب تم کو قرآن کے لئے کہیں آنا جانا نہیں ہے۔ اے محبوب اگر تم غار حرا میں جلوہ فرما ہو گے تو حضرت جبریل وہیں جائیں گے۔ اگر آپ مکہ کی گلیوں میں چلتے پھرتے ہوں گے تو حضرت جبریل قرآن کی وحی لے کر وہیں پہنچیں گے۔ اگر آپ سفر کر رہے ہوں گے تو حضرت جبریل وحی لیکر وہیں پہنچیں گے، اگر آپ مدینہ کے بازاروں میں ہوں گے تو حضرت جبریل وحی لیکر وہیں حاضر ہونگے۔ اگر آپ بدر کے کارزار میں ہونگے تو حضرت جبریل وحی لیکر وہیں پہنچیں گے یہاں تک کہ اے محبوب اگر آپ چادر میں لپٹے ہوئے آرام کر رہے ہوں گے تو حضرت جبریل وحی لیکر وہیں حاضر ہوں گے۔ اگر آپ حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں ان کے بستر پر آرام فرما ہوں گے تو حضرت جبریل وحی لیکر وہیں حاضر ہوں گے۔ اے حبیب آپ تو حبیب ہیں آپ کو کسی قسم کی کوئی زحمت اٹھانے کی ضرورت نہیں یہاں تک کہ محبوب اور محب کے درمیان کا حسب بیکراں دیکھو تو ارشاد فرماتا ہے۔ اے حبیب آنا جانا تو درکنار جب جبریل وحی لیکر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور قرآن آپ کو سنائیں تو آپ اپنی زبان کو بھی نہ ہلائیں اس لئے کہ یہ بھی شانِ محبوبیت کے خلاف ہے اور فرمادیا لا تحرك به لسانك لتعجل به۔ یعنی اپنی زبان مبارک کو حرکت بھی نہ دو.... سبحان اللہ کیا شانِ محبوبیت ہے۔ جبھی تو اعلیحضرت ارشاد فرماتے ہیں۔

جو آنکھیں ہیں محوِ لقائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ؛ خدا ان کو کس پیار سے دیکھتا ہے

اللہ اللہ خدا کو اپنے محبوب سے کتنا پیار ہے کہ آپ کی آمد کا پہلے اعلان کر رہا ہے پھر اپنے محبوب کو جلوہ افروز کر رہا ہے اور اس کی سند کے لئے ارشاد فرماتا ہے واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ۔ قال ءاقررتم واخذتم علی ذالکم اصری قالوا اقررنا۔ قال فاشھدوا وانا معکم من الشھدین فمن تولی بعد ذالک فاولئک ھم الفسقون ۰ پارہ ۳۔

اور یاد کرو اے محبوب جب خدا نے عہد لیا تھا پیغمبروں سے کہ جو میں تم کو کتاب حکمت دوں پھر آئے تمہارے پاس رسول تصدیق فرماتا اس بات کی جو تمہارے ساتھ ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا۔ اور بہت ضرور اس کی مدد کرنا۔ پھر فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ تو سب انبیاء کرام نے عرض کی۔ کہ ہم ایمان لائے۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔ اب جو اس کے بعد پھرے گا تو وہی لوگ بے حکم ہیں۔

اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں امام اجل ابو جعفر طبری وغیرہ محدثین حضرت مولی المسلمین امیر المومنین غیظ المنافقین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں۔

لم یبعث اللہ نبیا من ادم فمن دونہ الا اخذ علیہ العھد فی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لئن بعث وھو حی لیومنن بہ ولینصرنہ ویاخذ العھد بذالک علی قومہ ــــ یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک جتنے انبیاء بھیجے سب سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عہد و پیمان لیا کہ اگر یہ اسی نبی کی زندگی میں مبعوث ہوں تو وہ ان پر ایمان لائے اور انکی مدد کرے اور اپنی امت سے اسی مضمون کا عہد لے۔ اے لوگو اور اے حاضرین مجلس سنو مخلوق میں سے کوئی بھی اس پیارے محبوب کی تعریف کیا کر سکتا ہے جس کا ذکر ازل سے ہی خدا کر رہا ہو اسلئے اعلیحضرت ارشاد فرماتے ہیں ؎

اے رضا خود صاحبِ قرآں ہے مدّاحِ حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

اللہ اللہ کیا بات ہے جبھی تو جس وقت حضرت موسیٰ کو توراۃ عطا فرمائی تو حکم ہوا خذما آتیتک وکن من الشاکرین ومت علی توحید وحب محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اے موسیٰ جو تم کو دیا جا رہا ہے اسے لے لو اور شاکرین میں سے ہو جاؤ۔ اور مرتے دم تک میری توحید کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے رہنا۔ جب اللہ نے یہ حکم صادر فرمایا تو حضرت موسیٰ کو تعجب ہوا اور عرض کیا اے اللہ میں تیرا رسول، محمد بھی تیرے رسول، میں بھی تیرا نبی، محمد بھی تیرے نبی، پھر کیا وجہ ہے کہ مجھے ان کی اطاعت کا حکم دیا جا رہا ہے اور ان کی محبت کا اقرار کرایا جا رہا ہے آخر کیا وجہ ہے تو حضرت حق جل شانہ، نے ارشاد فرمایا۔

لولا محمد وامتہ لما خلقت الجنۃ ولا النار ولا الشمس ولا القمر ولا اللیل ولا النہار ولا ملکاً مقربا ولا نبیاً مرسلا ولا ایاک۔ (معارج النبوۃ)

یعنی اے موسیٰ تم یہ سوال کرتے ہو کہ مجھ میں اور محمد مصطفےٰ میں کیا فرق ہے تو سنو اگر محمد مصطفےٰ اور ان کی امت کو پیدا کرنا منظور و مقصود نہ ہوتا تو نہ جنت ہوتی نہ دوزخ ہوتی، نہ چاند ہوتا نہ سورج ہوتا نہ رات ہوتی نہ دن ہوتا نہ ملائکہ مقربین ہوتے اور نہ انبیاء و مرسلین ہوتے — اور اے موسیٰ تم بھی تو نہ ہوتے۔

اور ایک جگہ ارشاد فرماتا ہے۔ لولا محمد لما اظہرت الربوبیۃ — اگر محمد نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو بھی ظاہر نہ کرتا۔

معلوم ہوا زمین و آسمان، اشجار و ابحار، انبیاء و مرسلین، ملائکہ و مقربین، جنت کی بہاریں، دنیا کی رنگ ریزیاں اگر موجود ہوئی ہیں تو حضور کے صدقے اور طفیل میں، اگر سرکار نہ ہوتے تو یہ سب بہاریں و نورانیت نہ ہوتی اسی لئے تو اعلیحضرت عظیم البرکت کثیر الدرجت مجدد اعظم دین و ملت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

برادرانِ اسلام! حدیث قدسی ہے کہ جب خدائے لم یزل نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور کہا اے آدم اپنے سر کو اٹھاؤ جب حضرت آدم نے اپنے سر کو اٹھایا تو

عرش کے پائے پر ایک نور دیکھا۔ عرض کیا اے رب یہ کیسا نور ہے تو خدائے لم یزل نے فرمایا کہ اے آدم! تمہاری ذریت سے ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے یہ انہیں کا نور ہے۔ ان کا آسمانی نام احمد اور فرش پر ان کا نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اور اگر انہیں پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو تمہیں کبھی پیدا نہ کرتا، نہ زمین و آسمان کو پیدا فرماتا۔ اسی حدیث کی ترجمانی کرتے ہوئے اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

دوسری حدیث قدسی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے بعد دیگر انبیاء کرام کے نور کو پیدا فرمایا تو اپنے حبیب سے حکم فرمایا کہ اے حبیب آپ ان نوروں کی جانب دیکھیں آپ کا دیکھنا تھا کہ سارے انبیاء کرام کے نور پر پردہ پڑ گیا۔ انبیاء کرام نے عرض کیا اے خدا کس کے نور نے ہمارے نور پر پردہ ڈال دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ محمد بن عبداللہ کا نور ہے اگر تم سب ان پر ایمان لاؤ تو تم کو نبوت و رسالت سے نوازوں گا تو سب نے عرض کیا کہ ہم ان پر ایمان لائے اور ان کی نبوت پر ایمان لائے۔ پھر اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے ارشاد فرمایا تمہارے اس وعدے کا میں گواہ بنا جاتا ہوں۔ اسی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے اعلیحضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

تو ہے خورشید رسالت پیارے چھپ گئے تیری ضیا میں تارے
انبیاء اور ہیں سب مہ پارے تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں

حضرات یہ محبوب ایسے محبوب ہیں جو باعث تخلیق کائنات ہیں گویا یہ حقیقت ہے کہ خالق کائنات خدا اور مالک کائنات محبوب خدا ہیں جبھی تو یہ عالم ہے کہ ان کے اشارے پر ساری کائنات گردش کر رہی ہے۔ اگر نگاہ اٹھ جاتی ہے تو مادی طاقتوں کو پسینہ آجاتا ہے اگر کرہ ارض پر کھڑے ہو کر انگلی کا اشارہ کرتے ہیں تو آسمان کا سیارہ دو ٹکڑے ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ اگر لبوں کو جنبش دیتے ہیں تو ڈوبا ہوا سورج اپنی منزل سے پلٹ آتا ہے راہوں سے گزرتے ہیں تو پتھروں کی بیجان

کنکریاں درود و سلام کا خراج عقیدت پیش کرتی ہیں۔ اگر درختوں کو آواز دیتے ہیں تو وہ ایک اطاعت شعار خادم کی طرح دوڑتے ہوئے حاضر خدمت ہوتے ہیں۔ پھر اشارہ کر دیتے ہیں تو واپس چلے جاتے ہیں پتھر کی چٹانوں پر قدم رنجہ فرماتے ہیں تو کف پا کا نقش اتر آتا ہے پہاڑوں پر تشریف لے جاتے ہیں تو کہسار کا دل خوشی سے جھومنے لگتا ہے اگر زمین کو حکم دیتے ہیں تو وہ حملہ آور کے لئے پاؤں کی زنجیر بن جاتی ہے۔ سنگریزوں کو ہاتھ لگا دیں تو جان پڑ جائے اور اشارہ فرماتے ہیں تو کلمہ گو ہو جاتے ہیں۔

کبھی برہم ہو کر مشت غبار اڑا دیتے ہیں تو ہر طرف طوفان امنڈنے لگتا ہے اور جب کبھی مائل بہ کرم ہوتے ہیں تو ایک قطرۂ آب چشمۂ سیال بن جاتا ہے اگر مسکراتے ہیں تو نور کی کرن پھوٹتی ہے چلتے ہیں تو راستوں میں عطر برستا ہے۔ کسی کو چھو دیتے ہیں تو مہکنے لگتا ہے ہاتھ رکھ دیتے ہیں تو شفا ہو جاتی ہے۔ جس پر نظر پڑ جاتی ہے تو اس کے دل کا آئینہ چمک اٹھتا ہے۔ زبان حرکت میں آتی ہے تو غیب کے اسرار کھلتے ہیں۔ رخ زیبا پھیر لیتے ہیں تو پیٹھ پیچھے کی خبر رکھتے ہیں جو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے جو سوچتے ہیں وہ ڈھل جاتا ہے۔ جو کہہ دیتے ہیں مہر لگ جاتی ہے جو فرما دیتے ہیں وہی دستور بن جاتا ہے۔ ہر ہر ادا سے ہر ہر بات سے ایک کائنات گیر اقتدار ایک آسمانی سلطنت اور ایک عجیب با اختیار نمائندگی اور ایک محبوب و دل آویز و دل کش شخصیت کا جلال و جمال برستا ہے۔ وہ جب چاندنی شب میں نکلیں تو چاند ان کے چہرے کی چمک کو دیکھ کر شرمندہ ہو جائے۔ وہ اگر دن میں باہر نکلیں تو ابر کرم ان پہ سایہ فگن ہو جائے اسی کو میرے اعلحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک ✽ اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی
تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو ✽ ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

# ربّ کی نعمتِ عظمیٰ

دوستو غور کرو تو اللہ کی عطا کردہ ہر شئے نعمت ہے اور ایسی نعمت کہ جس کا بدل نہیں بعض تو ایسی ہیں جس کا بدل ہو سکتا ہے مگر اکثر ایسی ہیں جنکا کوئی نعم البدل نہیں۔ مثلاً مال و دولت، جاہ و حشم، رعب و دبدبہ، عقل و فہم، علم، حلم، زہد و تقویٰ مہ و خورشید، زمین و آسمان، آب و آتش، باد و خاک، آنکھ، کان، ناک، منھ، ہونٹ دانت، دست و پا، پشت و شکم، پھر انواع و اقسام کے اشجار، احجار، ابحار، یہ سب ایسی رب کی نعمتیں ہیں کہ جن کا مماثل نظر نہیں آتا۔ مثلاً اگر ہوا بند ہو جائے تو بغیر اس نعمت کے انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ دھوپ اگر نہ نکلے تو بے چینی و بے قراری چھا جاتی ہے یہ بھی رب کی ایک عظیم نعمت ہے کہ اگر نہ ہو تو انسان کی زندگی کو بقا کے باوجود اس کا کوئی مزا نہیں، اگر قوت سماعت نہ ہو تو ہر چیز کے باوجود کوئی مسرت نہیں اگر قوت ذائقہ نہ ہو تو انسان کے جسم و جسمانیت کے باوجود کوئی لطف نہیں۔ اگر قوت لامسہ نہ ہو تو انسان کے جسم و جسامت کے ساتھ لطافت نہیں۔ دندان خوش طبع نہ ہوں تو ہر شئے کی موجودگی میں کوئی خوشی نہیں۔ غرضیکہ دنیا کی ہر شئے اگر بنظر عمیق دیکھی جائے تو ہر چیز نعمت ہے۔ مگر ان تمام نعمتوں کو اللہ نے عطا کیا تو یہ نہ فرمایا کہ اے بندو میں نے تم کو یہ نعمتیں عطا کیں میں نے تم پر احسان کیا۔ یہ نہ فرمایا کہ اے بندو تم کو آنکھوں جیسی نعمت عطا کی، تم پر احسان کیا۔ یا تم کو جاہ و حشمت دیا اور احسان کیا۔ یا طاقت و قوت دیکر تم پر احسان کیا۔ اب غور کرو سوچو کہ جب تمام نعمتوں کو دیکر یہ نہ فرمایا کہ میں نے تم پر احسان کیا تو یقیناً ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگرچہ یہ تمام نعمتیں ہیں مگر ان میں کوئی شئے نعمت عظمیٰ نہیں۔ کیونکہ ان نعمتوں پر اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے احسان کیا معلوم ہوا کہ نعمت عظمیٰ وہی شئے ہو سکتی ہے جس پر اللہ خود ارشاد فرمائے۔ اے لوگو اس نعمت کو دیکر تمہارے رب نے تم پر احسان عظیم فرمایا۔ اب دیکھنا ہے کہ وہ نعمت کونسی ہے؟

وہ عظیم نعمت جس کی مثال کوئی نعمت نہیں وہ کون سی نعمت ہے جس کا جواب نہیں۔ وہ کون ہستی ہے جس کو عطا کر کے رب نے احسان فرمایا ہو۔ وہ کون متقدس ذات ہے کہ رب لم یزل فرمارہا ہے کہ اے لوگو سنو وہ نعمت عظمیٰ میرے محبوب کی ذات پاک ستودہ صفات ہے جیسا کہ ارشاد ربانی آیۃ قرآنی ہے۔

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم ایتہٖ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ط وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ــــ بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا۔ جو ان پر اپنے رب کی آیتیں پڑھتا ہے۔ اور ان کو پاک فرماتا ہے۔ اور ان کو کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے (کنزالایمان)

غور طلب بات یہ ہے کہ اللہ نے کلمۂ مَن ارشاد فرمایا۔ یعنی احسان جتایا تو صرف اس نعمت کا کہ ہم نے مسلمانوں پر بے شک احسان فرمایا کہ ان کو اپنا پیارا محبوب دیدیا اور کس لئے ان کی ہدایت کے لئے۔ جس سے ثابت ہوا کہ حضور کی جلوہ گری ہی تمام نعمتوں میں نعمت عظمیٰ ہے اس کی بہت سی وجہیں ہیں اوّل تو یہ کہ دنیا میں ہر ایک کو ہر چیز دی جا سکتی ہے مگر محبوب نہیں دیا جا سکتا۔ لوگ یہ تعجب کرتے ہیں کہ حضور معراج کو گئے مگر سوچتے نہیں۔ تعجب کی بات یہ نہیں کہ حضور معراج گئے محبوب تو بلائے ہی جاتے ہیں یہی تو بات ہے کہ معراج میں جانا تعجب نہیں بلکہ جا کر پھر وہاں سے واپس آنا یہ تعجب کی بات ہے تعجب تو یہی ہے کہ محبوب بلا کر دوبارہ مخلوق کو دے دیئے گئے۔ مگر مسلمانوں کو دیئے گئے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

انداز حسینوں کو سکھائے نہیں جاتے ÷ امی لقبی ہوں وہ پڑھائے نہیں جاتے

ہر ایک کا حصّہ نہیں دیدار کسی کا ÷ بوجہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے

دوسری وجہ یہ ہے کہ دنیا اور دنیا کی ساری نعمتیں حضور علیہ التحیۃ والثناء کے ہی صدقے میں ہیں جیسا کہ حدیث قدسی ہے۔

لولاک لما خلقت الافلاک و(م) الارضین ـــ اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمان وزمین کو پیدا نہ کرتا ـــ اس حدیث قدسی کو علامہ ملا علی قاری نے اپنے موضوعات میں بھی ذکر کیا ہے توساری نعمتیں اگر ملی ہیں تو حضور کے صدقے میں تمام نعمتوں کا وجود ایک ان ہی کے دم سے ہے گویا تمام عالم براتی اور حضور دولہا ہیں. اعلیحضرت فرماتے ہیں ؎

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

ہے جہاں میں ان کی چمک دمک ہے چمن میں جن کی چہل پہل
وہی ایک مدینہ کے چاند ہیں سب انہی کے دم کی بہار ہے

تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ تمام چیزیں اگر نعمت ہیں تو فقط دنیاوی زندگی ہی میں نعمت ہیں اور یہ تمام نعمتیں صرف زندگی میں فائدہ پہنچاتی ہیں جیسے روح جسم عنصری سے پرواز ہوئی۔ دل نے حرکت بند کی۔ خون نے بدن میں روانی ختم کی۔ جہاں آنکھیں بند ہوئیں تمام رشتے ٹوٹ گئے مال اوروں کا ہو گیا۔ ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان سارے اعضاء جواب دے گئے۔ اگر دنیا میں کسی خویش واقارب نے کرم فرمائی کی تو فقط قبرستان تک۔ ہاں جو زندگی میں، موت میں، حشر میں، قبر میں، جنت میں اور ہر مصائب و آلام میں کام آئے وہ میرے مولیٰ عربی دولہا ہیں جگ موہن، داتا محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کریم ہے۔

اللھم ارزقنا الموت علی دینہا۔ اور فانی نعمتیں باقی نعمتوں کے مقابلہ میں ہیچ ہیں قل متاع الدنیا قلیل ۔ اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ ساری نعمتیں چاہے وہ مال ہوں یا دولت اعضاء وغیرہ اگر ان سے صحیح کام لیا جائے تو نعمت ورنہ سراسر زحمت زبان اگر درست رہے تو زبان ہے اگر ٹیڑھی چلے تو زبوں یعنی بری اور زیادہ چلے تو زیاں۔ اس کے برعکس کہ وہ حبیب تو رحمت ہی رحمت ہیں۔ زمین پر ہیں تو رحمت ہیں بلکہ یہاں ہیں تو رحمت ہیں اور وہاں جائیں تو رحمت ہیں مکہ میں ہوں تو رحمت مدینہ میں ہوں تو رحمت، زمین پہ ہوں تو رحمت آسمان پہ ہوں تو رحمت کوئی ان کے پاس ہو تو

رحمت دور ہو تو رحمت کہیں ہوں وہ رحمت ہی رحمت ہیں۔ مگر ان تمام خوبیوں کے باوجود آج کل کچھ دل کے اندھے حق پوشی کرنے والے پیدا ہو گئے ہیں۔ انہیں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت اعلحضرت قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں ؎

وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سربسر
ارے تجھ کو کھائے تپ سقر ترے دل میں کس سے بخار ہے

اور بعض حمقائے زمانہ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ وہ تو فقط اللہ کے بندے ہیں وہ بڑے ہیں ہم چھوٹے ہیں اور اپنا بڑا بھائی بتاتے ہیں ایسے لوگوں پہ افسوس ہوتا ہے۔ کہ اس محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا جیسا کہتے ہیں جس کا مرتبہ کل کائنات سے افضل ہے خدا کے بعد اور سب سے بڑا اگر کسی کا مقام ہے کسی کا مرتبہ ہے تو وہ خدا کے حبیب کا ہے مگر اندھا کیا کرے اس نے تو سرکار کی شان کو گھٹانے کی سوچی ہے مگر سوچتا نہیں کہ اس کی عظمت کو کون گھٹا سکتا ہے جس کے مرتبے کو، جس کی شان کو جس کے مقام کو خدا نے بڑھا دیا ہو اس کو کوئی کم نہیں کر سکتا جب کہ سرکار خود ان کے لئے بھی رحمت ہیں جیسا کہ اعلحضرت ارشاد فرماتے ہیں ؎

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

نجدی اس نے تجھ کو مہلت دی کہ اس عالم میں ہے ؞ کافر و مرتد پہ بھی رحمت رسول اللہ کی
ذکر روکے فضل کاٹے عیب کا جویاں رہے ؞ پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

اے غیور مسلمانو، او بھو، مدبرو، سنو ہمارا دعویٰ ہے کہ کوئی بھی سرکار کون و مکاں مالک انس و جاں اللہ کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسا ہر گز نہیں دیکھو مشکوٰۃ باب الایمان ــ قال جاءت ملائکۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو نائم فقالوا ان لصاحبکم ھذا مثلا فاضربوا لہٗ مثلا قال بعضھم انہٗ نائم وقال بعضھم ان العین نائمۃ والقلب یقظان فقالوا

مثلہ کمثل رجل بنیٰ دارًا وجعل فیہا مادبۃ وبعث داعیاً فمن اجاب الداعی دخل الدار واکل من المادبۃ ومن لم یجب الداعی لم یدخل الدار ولم یاکل من المادبۃ فقالوا اولوھا لہ یفقہھا قال بعضہم ان العین نائمۃ والقلب یقظان فقالوا الدار الجنۃ والداعی محمد فمن اطاع محمدًا فقد اطاع اللہ ومن عصیٰ محمدًا فقد عصی اللہ ومحمد فرق بین الناس۔

فرشتوں کی ایک جماعت سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئی اس حالت میں جبکہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محوِ خواب تھے۔ تو اس جماعت ملائکہ میں سے بعض نے کہا یہ جو تمہارے صاحب سو رہے ہیں ان کی ایک مثال ہے تو بعض نے کہا کہ اس مثال کو بیان کرو۔ تو کچھ فرشتوں نے کہا کہ بیان کرنے سے کیا فائدہ وہ تو سو رہے ہیں۔ پھر کیا بتایا جائے پھر بعض فرشتوں نے تنبیہ کرتے ہوئے کہا کہ کیا وہ اور لوگوں کی طرح ہیں ارے وہ جب سوتے ہیں تو ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل جاگتا ہے۔ اسکے بعد فرشتوں نے کہا کہ ان کی مثال اس شخص کی طرح ہے کہ جس نے ایک گھر بنایا پھر اس میں دستر خوان بچھوایا اور عمدہ قسم کے کھانے جمع کئے اور ایک بلانے والے کو بھیجا (لوگوں کو بلانے کے لئے) پس جو بھی اس بلانے والے کی بات مانے اس کی دعوت قبول کرے تو وہ گھر میں بھی داخل ہوگا اور دستر خوان سے کھانا بھی کھائے گا اور مالک مکان کو بھی خوش کرے گا اور جس نے اس داعی کی بات نہ مانی۔ اس کے بلانے پر نہ آیا۔ وہ نہ گھر میں داخل ہوگا نہ دستر خوان سے کھائے گا اور نہ مالک کی خوشی حاصل کرے گا جب بات بتائی تو بعض فرشتوں نے کہا کہ اس بیان و مثال کا مطلب کیا ہوا اس کی تاویل کیا ہے فرشتوں نے کہا کہ ان کا دل تو جاگ رہا ہے اور آنکھیں سو رہی ہیں اور دار سے مراد جنت ہے داعی سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ بیھجنے والا خدا ہے اب جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی ان کی دعوت کو قبول کیا وہ جنت میں داخل ہوگا اور خدا کو خوش کرے گا جنت

کے مزے حاصل کرے گا اور جس نے حضور کی نافرمانی کی اس سے نہ خدا راضی ہوگا نہ وہ جنت میں ہی داخل ہوگا اور نہ جنت کے مزے پائے گا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مومن اور کافر کے درمیان اور حق و باطل کے مابین فرق کرنے والے ہیں، سرکار اعلحضرت ارشاد فرماتے ہیں ؎

تجھ سے اور جنّت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنّت رسول اللہ کی

خود سرکار دو عالم نور مجسّم سرور عالم فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کل امتی ید خلون الجنۃ الامن ابیٰ قیل یا رسول اللہ ومن ابی قال من اطاعنی دخل الجنۃ ومن عصانی فقد ابیٰ۔ یعنی میری امت کا ایک ایک فرد جنت میں داخل ہوگا مگر وہ جو میری نافرمانی کرے گا۔ صحابۂ کرام موجود تھے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون نابکار بدکار ہوگا جو آپ کی نافرمانی کرے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے میری اطاعت کی وہ جنتی ہے اور جو نافرمانی کرے اس نے میرا انکار کیا۔ حضور جان ایمان ہیں خود سرکار فرماتے ہیں۔ لایؤمن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔ تم میں سے اس وقت تک کوئی مومن کامل نہیں جب تک کہ میری محبت اس کے دل میں اس کے ماں باپ سے اور اولاد سے اور تمام عالم سے زیادہ نہ ہو جائے۔

اب وہ لوگ خود فیصلہ کرلیں کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا جیسا کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو شیطان و ملک الموت کے علم سے کم بتاتے ہیں تو ان کا انجام کیا ہوگا اور ان کا ٹھکانا کہاں ہے میرے آقا اعلحضرت نے سچ کہا ہے ؎

تجھ سے اور جنّت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنّت رسول اللہ کی

اور فرماتے ہیں :۔

تیری دوزخ سے تو کچھ چھینا نہیں ⁘ خلد میں پہنچا رضا پھر تجھ کو کیا

ارے ان کو اللہ کا محبوب کہو، دانائے غیوب کہو۔ نورٌ من نور اللہ کہو جس پہ فرمان رب غفور یعنی آیۃ نور دال ہے۔ قَدْ جَاءَکُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ بے شک اللہ کی جانب سے آگیا نور اور روشن کتاب یہ آیت کریمہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظیم الشان نعت ہے اس میں اہل کتاب کو مخاطب فرما کر ارشاد ہو رہا ہے کہ اے اللہ کے بندو تمہارے پاس بڑی شان والا نور اور کھلی ہوئی کتاب آگئی۔ اس آیۃ کریمہ میں حضور انور کو نور فرمایا گیا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ نور کون ہے، اور نور کیا ہے۔ تو نور وہ ہے جو خود ظاہر ہو اور دوسروں کو ظاہر کر دے۔ دیکھو آفتاب نور ہے آفتاب کو دیکھنے کے لیے کسی روشنی کی ضرورت نہیں وہ خود روشن ہے اور جس پر اس نے خود توجہ کر دی وہ بھی چمک گیا۔

غور کرو کہ دنیا میں کوئی اپنے خاندان کی وجہ سے مشہور ہوتا ہے کوئی پیشہ کی وجہ سے مشہور ہوتا ہے کوئی سلطنت کی وجہ سے لیکن حضور انور کسی وجہ سے نہیں چمکے۔ وہ خود نور ہیں ان کو کون چمکاتا بلکہ ان کی وجہ سے سب چمک گئے یہی وجہ تھی کہ کسی سلطان یا سلطانی خاندان میں آپ تشریف نہ لائے۔ دولت مند گھرانے میں جلوہ گر نہ ہوئے یہاں تک کہ ولادت باسعادت سے قبل سایۂ پدری بھی سر سے اٹھا لیا گیا تقریباً سارے اہل قرابت آگے پیچھے دنیا سے چلے گئے اور جو باقی رہے وہ خون کے پیاسے تاکہ کوئی کہہ نہ سکے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ شہرت ان کے خاندان یا اہل قرابت کی وجہ سے ہوئی ہے۔ غرضیکہ اس طرح کی بے سروسامانی ہے جو سب پر روشن ہے۔

سبحان اللہ تمام عالم کس طرح جانتا ہے کہ ولادت پاک سے پہلے دنیا میں ہلچل مچ گئی کہ نبی آخر الزماں کا زمانہ قریب آگیا۔ دوستوں میں خوشی دشمنوں میں رنج پھیل گیا جیسے کہ سورج کے نکلنے سے پہلے آسمان پر روشنی پھیل جاتی ہے۔ اسی طرح عہد طفلی سے ہی تمام لوگ اور تمام جانور جانتے تھے، پتھر بھی جانتے تھے۔ گویا تمام مخلوق جانتی تھی کہ یہ نبی آخر الزماں ہیں، خاتم پیغمبراں ہیں، دستگیر بے کساں ہیں۔

سیاحِ لامکاں ہیں، صفوتِ آدمیاں ہیں، مالکِ جنین و جہاں، ہادیِ انس و جاں ہیں، فخرِ رسولاں ہیں، حبیبِ رحماں ہیں، محبوبِ یزداں ہیں، محمد رسول اللہ ہیں ؎

اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن

اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

پھر حضور انور کی وہ نورانیت ہے کہ سب جانتے ہیں حد یہ ہے کہ آپ کو زمین جانے، آسمان پہچانے، فرشتے جانیں، سرشتی خدمت گاری کریں۔

کیوں جانتا ہے ـــــ آج چودہ سو سال سے زیادہ ہو چکے ہیں مگر زمین کے ہر گوشہ میں دنیا کے ہر ملک میں آپ کا نام ہے آپ کے سارے کام آپ کی زندگی کا ایک ایک حال شریف دنیا والوں کے سامنے ہے۔ اتنے عرصہ میں دنیا میں کتنے معشوق گزرے بادشاہ گزرے، بڑے بڑے عالم و فاضل گزرے مگر کسی کا نام نہ رہا۔ اگر کسی کا نام ہے تو خدا کے محبوب کا۔ اللہ کے رسول کا، رسولوں کے رسول کا، اماموں کے امام کا ؎

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے ؛ پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

خوب کی سیرِ چمن پھول چنے شاد رہے

باغباں جاتا ہوں میں گلشن ترا آباد رہے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

# اتباعِ رسول

الحمد للہ الذی ھو امجدہ والذی ھو احمد رضا عند کل ذکی ہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبیہ الامی ہ الذی تجلی لہٗ کلّ شیٔ من الجلی والخفی ہ وعلیٰ اٰل رسول ھو عبد العزیز علیٰ کل عاتٍ ونادی ہ وھدایت اللہ لکل مسلم وبخاری ہ وعلیٰ اصحابہ الذین ھم فضل حق لمن تفاھم سیما الترمذی والنسائی مادام ابوداوٗد وابن ماجۃ بایدی الطالبین لابل الی ابد الابدین ہ اما بعد.

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ﴿ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ہ

صدق اللہ العلی العظیم وصدق رسولہ النبی الامین الکریم ونحن علیٰ ذلک لمن الشاھدین والشاکرین والاٰمنین والمطمئنین والحمد للہ رب العالمین

مومن وہ ہے جو ان کی عزت پہ مرے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

بچھڑی کہاں ہے گلی کیسی بگڑی ہی ہے بنی کیسی
پوچھو کوئی یہ صدمہ ارمان بھرے دل سے

بھٹکا ہے کہاں مجنوں لے ڈالی بنوں کی خاک
دم بھر نہ کیا خیمہ لیلیٰ نے پرے دل سے

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

کرتا تو ہے یاد ان کی غفلت کو ذرا روکے
للہ رضا دل سے ہاں دل سے ارے دل سے

اور دوسری جگہ اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد اعظم دین وملت رضی اللہ تعالےٰ عنہ یوں ارشاد فرماتے ہیں ؎
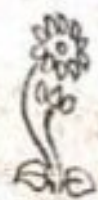
مکاں عرش ان کا فلک فرش ان کا
ملک خادمانِ سرائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

برادرانِ ملتِ اسلامیہ آئیے ہم اور آپ سبھی ملکر جوشِ عقیدت و محبت کے ساتھ اس عالی مقام کی خدمت میں جو خواجۂ کائنات اور سردفترِ مخلوقات ہیں، جو چودھویں کا چاند ہیں، شہنشاہِ کون ومکان ہیں، جو باغِ یمانی کے میوہ ہیں جو سبع مثانی کے تلاوت کرنے والے ہیں۔ بوستانِ ایمان کی زینت ہیں۔ جو آشیانِ عرفان کے شہباز ہیں جو نافۂ نبوت کی مشک روحانیت ہیں، وجود کی پیشانی کا نور ہیں، شہود کی جبین کی روشنی ہیں جو منبرِ سعادت کے خطیب اور لشکرِ سیادت کے نقیب ہیں۔ جو قدرت کے کارخانے کی بہترین صنعت ہیں۔ جو صانعِ حقیقی کے نگارخانہ کی اعلیٰ تصویر ہیں، جو دیوانِ نبوت سلطانِ بارگاہ لی مع اللہ، وہ اللہ کی برہان ہیں۔ حضرت خداوندی کے محبوب و مقبول ہیں۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۔ محمد رسول اللہ کے اعلیٰ خطاب سے مشرف ہیں انہیں کی بارگاہ عالی وقار میں جھوم جھوم کر ہدیۂ درود پاک نچھاور کریں۔ اللّٰھم صل علی الخ۔

اے لوگو تم جانتے ہو کہ وہ چاند کے چہرہ والا، وہ آفتاب کی پیشانی والا وَالضُّحٰى کی روشنی والا، وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى کی سیاہ زلفوں والا مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى کے بخت والا، وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى کی برہان والا، اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى کی آب وتاب والا، دُرِّ یتیم وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى والا، ندیم فَاَمَّا الْيَتِيْمَ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى کا خطاب، یافتہ درویشی وتوانگری والا۔ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ کے لطیف مزاج والا، وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ کی تربیت والا اور وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کے نغمات وکلمات الاپنے والا۔

ہاں ہاں دوستو آج میں اسی سید والا مرتبت کا نام لے رہا ہوں جو مقتدائے محقق اور دانائے مدقق ہے۔ وہ حقیقت کے ادراک میں کامل تھا فعلمت علم الاولین والآخرین کے پیش نظر اسے طریقت کا مقتدا اور حقیقت کا راہنما ماننا ہی پڑے گا۔ وہی طریقت میں صاحب ہمم عالیہ اور وہی پیشوائی میں مقدم و مکرم ہیں وکنت نبیا وادم بین الماء والطین۔ یہ ساری مخلوقات گمراہی کے زندان خانہ سے نکل کر محبت الٰہی کے حقائق کی بلندیوں تک پہنچتی ہے تو یہ آپ کی ہدایت و وساطت سے پہنچتی ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ کی روشنی میں تمام دانا و نادان نقائص کے گڑھوں سے ابھر کر توحید و ایمان کی بلندیوں پر پہنچکر مقامات عرفان حاصل کرتے ہیں تو آپ کی عنایت سے قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِیْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ۔ آپ کے محبوبانہ تیر کا نشانہ تھا۔ فاحببت ان اعرف آپ کی ہی تقدیر کا قبلہ تھا۔ فخلقت الخلق لاعرف آپ کے اعزاز کا دیباچہ تھا۔

اے لوگو، آج مجھے فخر ہے کہ آج میں اس ہستی کی نعت بیان کر رہا ہوں۔ جس کے حسن کے آفتاب کی ایک تاب آسمانوں کے تمام گوشوں کے روشن وہ اپنی جانوں کے کانوں میں حلقہ بندگی بنا کر پہنتے ہیں۔ جس کی زلف عنبریں کا ایک طرہ رات کی اندھیریوں کے منشور کو صبح کے گریبانوں کی طرح پارہ پارہ کر دیتا ہے جس کے ہلالی ابرو کے رشک سے آسمان کا چاند گھوڑے کے نعل کی طرح بے وقار ہو گیا ہے۔ آسمان کی کمان کے تیر مژگان کی تاب نہ لا کر قوس قزح کی شکل میں آسمان کے ایک کنارے میں گوشہ نشین ہو گئی ہے۔ جس کے رخسار کے گلشن بے خار کا ایک شگوفہ دنیا بھر کے باغوں کے پھولوں کی آنکھوں کو خیرہ کر رہا ہے جس کے لعل لب عقیق یمن کو بازار عالم میں بے وقار بنا رہے ہیں جس کے عارض کی رعنائی نے بہاروں کی رونق کو درہم برہم کر دیا ہے جس کی پیشانی کے نور کے عکس جمیل نے زہرہ کے رخساروں کی چمک دمک کو خاک میں ملا دیا ہے۔ جس کے منہ کا زلال لعاب

عاشقوں کے زہرِ ہجر کو تریاق بن کر آیا ہے۔ جس کے پسینۂ مشکیں کے سامنے آبِ حیات اندھیرے خلوت کدوں میں جا چھپا ہے۔ کون؟ وہی جو ابدی اسرار کا بادشاہ ہے وہ ازلی انوار کا چاند ہے وہ عرفان کے علوم کا نتیجہ اور احسان کی تحریروں کا صحیفہ ہے۔ وہ افسردہ جانوں کا طبیب لبیب ہے وہ مردہ دلوں کے لئے چشمۂ آبِ حیواں ہے۔ وہ گدایانِ امت کے غمکدہ کا چراغ ہے۔ وہ درماندگانِ ملت کی محفل کی شمع ہے۔ وہ تمام گنہگاروں کا شفیع ہے، وہ تمام اوّلین و آخرین کا مقتدا و پیشوا ہے وہ بے سہاروں کا سہارا بے چاروں کا چارہ ہے۔ وہ بے نواؤں کا نوا ہے۔ وہ بے بسوں کا بس بے کسوں کا کس، ٹوٹے دلوں کا جوڑنے والا ہے سارے عالم کا ملجا و ماویٰ ہے۔ اس ذات ستودہ صفات کے بارے میں زبان سے کیا ادا ہو سکتا ہے بس میں تو اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ ؎

لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقَّہٗ ∴ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ان کا عالم تو حقیقت میں ایسا ہے کہ ؎

فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں

خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

پڑھئے درود پاک اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

برادرانِ اسلام اب میں اپنے اصل موضوع کی طرف آرہا ہوں تو سنو۔ کہ اللہ عزوجل نے اپنے پیارے رسول مقبول حضور جانِ نور شافع یوم النشور محبوبِ ربِ غفور رسول معظم نبی محترم فخر آدم و بنی آدم نور مجسم سید المرسلین رحمۃ للعٰلمین امام المتقین خاتم النبیین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری و محبت و الفت و عقیدت کا اپنے کلام میں نہایت ہی واضح اور بیّن الفاظ میں اور بڑی تاکید و تاکید کے ساتھ حکم فرمادیا۔ جس پر متعدد آیاتِ بیّنات دلالت کرتی ہیں۔

برادرانِ اسلام آج میں نے جو خطبۂ مسنونہ کے بعد جس آیۂ کریمہ کو اپنا

موضوع سخن بنایا ہے اس میں اللہ جل شانہٗ وعم نوالہٗ نے اپنے پیارے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم دیا ہے۔ دوستو یاد رہے حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ان کی فرمانبرداری ان سے الفت ان سے محبت ہر ایک پر لازم ہے یہی نہیں کہ انسانوں ہی پر ان کی اتباع لازم ہو بلکہ ہر مخلوق پر سرکار کی اتباع لازم ہے چاہے وہ بچہ ہو یا بچی، بوڑھا ہو یا جوان مرد ہو یا عورت انسان ہوں یا حیوان، نباتات ہوں یا جمادات، ملئکہ ہوں یا جنات انبیاء ہوں یا رسل، فرشی ہوں یا عرشی۔ ہر ایک پر جان عالم وجان ایمان یعنی حبیب رحمٰن صاحب قرآن حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ان کے نقش قدم کو اختیار کرنا ان کی بات کو ماننا ان کی اطاعت شعاری کرنا ان کی فرمانبرداری کرنا ان کے اوپر اپنی جان کو قربان کرنا لازم ہے جس پر آیات قرآنی ارشادات ربانی شاہد ہیں دوستو بزرگو آج میں چاہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بآیات قرآن بفرمان رحمان بطور برہان آپ حضرات کے سامنے بیان کروں چنانچہ روز اول کا مالک سارے عالم کا خالق اللہ جل مجدہٗ عرش اعظم پر باندازِ نورِ ظہور جلوہ افروز انجمن آرائی شان جمال وجلالی ہے۔ اور بزم عشاق آراستہ ہے تجلیات باری کا سایہ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا دو لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیاء کرام ورسولان عظام علیہم السلام کی مقدس ونورانی روحیں قیام ازل کے حضور میں حاضر ہیں رحمۃ للعٰلمین کی میلاد پڑھی جارہی ہے اس اجتماع عظیم میں شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر بہ نفس نفیس خدا کی زبان قدرت سے ہورہا ہے ارشاد ربانی ہوتا ہے اے میرے مقدس انبیاء کرام اے میرے معصوم رسولو میں تمہیں نبوت ورسالت کا خلعت عطا کروں گا۔ تمکو کتاب وحکمت مرحمت کرکے تمہارے مدارج تمہارے معارج تمہارے مناصب تمہارے مراتب بلند کروں گا تم کو مخلوق کی ہدایت کے لئے دنیا میں مبعوث کروں گا اب تم اگر عالم موجودات میں تبلیغ توحید ونبوت کررہے ہو عین اسی زمانے میں اگر

میرا محبوب رحمۃ للعلمین شفیع المذنبین مالک کل عالم باعث تخلیقِ عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں اور تمہاری نبوت تمہاری کتاب وحکمت کی تصدیق فرمائیں تو اے میرے پاک نبیو، اے میرے رسولو، تم پر لازم ہے کہ ضرور بالضرور تم اس پر ایمان لانا اور ان کی نصرت پر کمربستہ ہو جانا۔ کیا تم میرے اس فرمان کو قبول کرتے ہو اور عہد وپیمان کرتے ہو؟ اس مجمع انبیاء کرام سے تسبیح وتہلیل کے نعروں میں آواز بلند ہوئی اے بارِ الٰہ ہم نے قبول کیا۔ ہم تیری بارگاہ میں پورے جذبات ایمانی کے ساتھ عہد محکم اور اقرار مستحکم کرتے ہیں کہ ہم سرکار رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے اور ان کی نصرت وحمایت کے لئے اپنی خدمات پیش کرتے ہیں۔

سرکار ابد قرار حضور سید الابرار علیہ افضل الصلوٰت واکمل التسلیمات کا اعزاز واقتدار اللہ اکبر، رب تعالیٰ کو کس طرح بڑھانا بلند کرنا منظور ہے اگرچہ تمام انبیاء ومرسلین نے بارگاہ جلالت پناہ حضور الٰہ عہد وپیمان اقرار ومیثاق کرلیا مگر دربارِ قیام از [illegible] سے دوسرا فرمان صادر ہوا۔ تمام پیغمبران کرام کے روح کو حکم دیا گیا تم نے جو میرے نبی کی اتباع میں عہد وافر قبول کیا تو اس معاہدہ کی تکمیل کے لئے باہم ایک دوسرے کے گواہ بن جاؤ یعنی حضرت آدم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے گواہ ہوں حضرت شیث علیہ السلام حضرت ہود علیہ السلام کے گواہ بنیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام حضرت صالح علیہ السلام پر گواہ بنیں باہم یک دیگر گواہ ہوں۔ حضرت موسیٰ علےٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گواہ بنیں۔ حضرت خلیل علیہ السلام حضرت ذبیح اللہ علیہ السلام کے گواہ ہو جائیں اس تکمیل کے بعد بھی اسی پر بس نہیں کیا بلکہ اس معاہدے کو اور تقویت پہنچائی گئی ذات واجب کی طرف سے ندا آئی کہ ہم بھی تمہاری شہادتوں میں ہیں کہ تم ہمارے حبیب کی رسالت پر ایمان لائے اور ان کی نصرت کا تم نے اقرار وعہد وپیمان کیا ہے بطور گواہ کے ہم اپنی مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں۔

یہ دربار عزت خالق کون و مکان کا ہے معاہدہ کرنے والے تمام معصوم اور منزہ از خطا انبیاء و مرسلین علیہم السلام ہیں مگر اہتمام ظہور و جلالت، حضور خیر الانام علیہ السلام اس درجہ ملحوظ خاطر ہے کہ اس معاہدہ مصدقہ کے بعد بھی ارواح انبیاء و رسل کو تنبیہ کی جاتی ہے کہ اے گروہ مرسلین اگر اس معاہدہ کی تم میں سے کسی نے خلاف ورزی کی۔ کسی نے اقرار شکنی کی اور عہد فراموشی کی یا کسی نبی یا رسول نے اس میثاق سے روگردانی کی تو اس کو فاسقوں میں سے شمار کیا جائے گا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ ۚ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي ۖ قَالُوا أَقْرَرْنَا ۚ قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ ۝ فَمَن تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝

یعنی اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب و حکمت دوں، پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے کے گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔ (کنز الایمان)

معلوم ہوا کہ اگر کسی اور رسول کو اگر کوئی منصب یا مقام ملا ہے تو وہ مقام اور وہ مدارج حضور کی اطاعت اختیار کرنے کی وجہ سے بغیر اطاعت محبوب محب نے کسی کو کچھ نہیں دیا۔ اسی کو اعلیحضرت عظیم البرکت ارشاد فرماتے ہیں ؎

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں وہ وہاں نہیں

برادران اسلام اس آیۂ کریمہ و آیۂ شریفہ کو غلامان رسالت اور شیدائیان

نبوت تو اپنا دین و ایمان سمجھتے ہی ہیں ان موحدان خشک کو بھی ذرا غور سے پڑھنا چاہیے جو محبت و عظمتِ رسول کو اپنے دیدۂ شرک ندیدہ سے دیکھتے ہیں۔ رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و فرمانبرداری کرنے والے اور ان کی شان میں نغمۂ نعت کے ترانے گانے والے شاد و مسرور ہوں۔ غور و تعمق سے دیکھیں کہ فضائے نور میں خالقِ نورِ ظہور نے محفل سجائی ہے تمام انبیاء و مرسلین بجمالِ ادب و تعظیم حاضر محفل ہیں لسان قدرت سے اتباع محبوب کا وعدہ کرایا جا رہا ہے کہ ہمارے محبوب کی ولادت ہوگی ان کے اوصافِ جمیلہ یہ ہوں گے کہ وہ اپنے تمام پیش رواں کی شان رسالت کی تصدیق فرمائیں گے جو مراتب جو صحائف اور جو کتب اللہ تعالٰے نے اپنے انبیاء و مرسلین کو دیئے ہیں حضور سب کی تصدیق فرمائیں گے جس عہد میں ہمارے حبیب عالم ہست و بود میں تشریف فرما ہوں اس عہد کی تمام مخلوق پر لازم ہے کہ وہ ان پر ایمان لائے اور ان کی نصرت و اطاعت کو حاصل زیست سمجھے اے لوگو یاد رہے جس نے بھی ان کی تعظیم و تکریم سے اعتراض کیا وہ دربار عزت سے فاسقوں کی طرح ابدی ملامت کا مستحق ہوگا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ عالم ارواح کے اندر تمام نبی و رسول حضور پر نور پر ایمان لے آئے اور اپنے اپنے زمانے میں اپنی اپنی امتوں سے حضور کی شان رحمت کا تذکرہ فرمایا یہ حضور کی وہ خصوصیت ہے کہ سوائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلوقات الٰہی میں کسی کو بھی یہ مقام میسر نہیں۔

یہ بیان تو عالمِ ارواح کا ہے اور عالم موجودات میں حضور کی شان رحمت اس طرح نمایاں فرمائی گئی جیسا ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا

یعنی بیشک ہم نے تم کو بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی و ڈر سنانا کہ اے لوگو تم اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔ (کنزالایمان)

## رسول عظیم صاحب لولاک کی تین صفتیں بیان

قرآن عظیم نے بزبان خالق کریم رسول عظیم صاحب لولاک کی تین صفتیں بیان فرمائیں یعنی حضور پُر نور کو رب تعالیٰ نے تمام امت کے احوال کا مشاہدہ فرمانے والا گواہ اور تمام مسلمانوں کو جنت کی بشارت دینے والا اور تمام منکرین رسالت کو دوزخ کے عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا تو تمام مخلوق اور تمام بندوں کا یہ فرض مقرر فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور حضور شافع یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور مسلمانوں کا یہ نصب العین قرار دیا کہ اگر وہ خود کو صاحب ایمان و صاحب اسلام کہلائے جانے کا مستحق سمجھتے ہیں تو ان کو ہمارے محبوب حضور سید المرسلین رحمۃ للعٰلمین صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ان کی اتباع کرنا لازم ہے اگر کسی مسلمان نے حضور کی تعظیم و توقیر سے زبان و گمان سے ذرہ برابر بھی اعتراض کیا تو اس کا ایمان زائل ہو گیا اور وہ خسر الدنیا والآخرہ بن کر رہ گیا حقیقت یہ ہے کہ جو رسول پاک صاحب لولاک کی عزت و عظمت کو عین ایمان سمجھتا ہے وہی صبح و شام اللہ کی تسبیح و تہلیل کا عامل بن سکتا ہے جس کے دل میں رسول کی عظمت و محبت نہیں ہے وہ اللہ تعالےٰ کی تسبیح و تہلیل کا اھل ہو ہی نہیں سکتا بلا اتباع رسول کے کوئی عمل قابل قبول نہیں اور خود بارگاہ خداوندی میں وہ مقبول نہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ ۝

اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے تم فرما دو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا پھر اگر وہ منھ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر۔ (کنزالایمان)

اس فرمانِ رحمت سے معلوم ہوا کہ اللہ کی محبت کا دعویٰ جب ہی سچا ہو سکتا ہے کہ جب وہ آدمی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہو اور جانِ عالم و

جان ایمان صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت دل وجان سے اختیار کرے۔

اے لوگو اللہ کو حضور سے کتنی محبت ہے کتنا پیار ہے کہ فرمایا ہے کہ اگر تم میرے قریب ہونا چاہتے ہو میرے محبوب بننا چاہتے ہو میرے دوست بننا چاہتے ہو میرا قرب خاص حاصل کرنا چاہتے ہو تو تم میرے پیارے محبوب سے محبت کرو ان کی محبت میری محبت ہے ان کی الفت مجھ سے الفت ہو گی ان کی اتباع میری عبادت ہو گی اور ان کی فرمانبرداری میری بندگی ان کے نقوش قدم کو اختیار کرنا ہماری اطاعت ہو گی اے بندو جب تک کہ تم میرے محبوب کو اپنا محبوب نہ بناؤ گے اس وقت تک ہرگز ہمارے محبوب نہیں بن سکتے۔ جب تک کہ ان کی اتباع نہ اختیار کرو گے اس وقت تک تمہاری عبادت نہیں قبول کی جائے گی اب دیکھنا یہ ہے کہ اتباع کہتے کس کو ہیں اتباع کیا چیز ہے تو یار و اتباع کہتے ہیں پیچھے پیچھے چلنے کو تو اب معلوم ہو گیا کہ اس آیہ کریمہ میں بتایا جا رہا ہے کہ اگر محبت الٰہی چاہتے ہو تو میرے محبوب کے پیچھے پیچھے چلو اگر قرب الٰہی کے خواہاں ہو تو میرے محبوب کے پیچھے پیچھے چلو، اگر رضائے الٰہی کے متقضی ہو تو میرے محبوب کے پیچھے پیچھے چلو، اور اگر خوشنودیٔ الٰہی کے طالب ہو تو میرے محبوب کے پیچھے پیچھے چلو۔ اور اگر رحمت الٰہی کے طالب ہو تو میرے محبوب کے پیچھے پیچھے چلو اگر اپنی مغفرت چاہتے تو میرے محبوب کے پیچھے پیچھے چلو ــــ یاد رکھنا بھائی بن کر برابر مت آنا، باپ بن کر آگے مت چلنا بلکہ غلام بن کر پیچھے پیچھے چلے آؤ اور یاد رکھو ریل کا وہ ڈبہ سفر کرتا ہے جو انجن کے پیچھے لگ جاتا ہے اور جو ڈبہ آگے لگتا ہے وہ شنٹ ہو کر وہیں رہ جاتا ہے۔ فرسٹ کلاس کا ڈبہ اگر انجن سے الگ ہو تو اس میں کوئی عقل مند نہیں بیٹھتا اور نہ کوئی اس کی قیمت ہوتی ہے نہ کوئی اس کا کرایہ ہی دیتا ہے اور اگر تھرڈ کلاس کا ڈبہ ہے مگر انجن سے جڑا ہے اس کا تعلق انجن سے ہے تو اس میں ہر ایک بیٹھنے کی کوشش کرتا ہے اور جب ڈبہ انجن سے الگ جاتا ہے اس انجن سے ڈبہ کا تعلق ہو جاتا ہے جب اس انجن سے اس کا کنکشن ہو جاتا ہے تو ہر ایک اس کا خریدار ہو جاتا ہے

تو اب جو اس ڈبہ کی قدر ہو رہی ہے تو اس کی نہیں ہو رہی ہے بلکہ انجن کے پیچھے لگ جانے کی قدر ہو رہی ہے پھر لطف یہ کہ انجن نہیں دیکھتا کہ ڈبہ جو میرے پیچھے لگا ہے وہ کیسا ہے تھرڈ کلاس کا ہے یا فرسٹ کلاس کا وہ بس ایک ہی چیز دیکھتا ہے وہ یہ کہ اس کا تعلق مجھ سے ہے کہ نہیں وہ ڈبہ میرے پیچھے ہے کہ نہیں مجھ سے اس کی کڑی ملی ہے یا نہیں ڈبہ تھرڈ ہو یا سیکنڈ یا فرسٹ سب کو ایک ہی رفتار سے لے جاتا ہے ایک ہی سرعت سے لے جاتا ہے مگر شرط یہ رہتی ہے کہ ڈبہ لائن پر ہو۔ لائن سے اترا نہ ہو، لائن سے ہٹا نہ ہو گویا انجن بزبان حال کہتا ہے کہ اے ڈبہ تو اگرچہ تھرڈ سہی مگر میں طاقتور ہوں تو اگرچہ کمزور سہی مگر میں قوی ہوں۔ اسی لئے قرآن کریم نے ارشاد فرمایا۔ فَاتَّبِعُوْنِیْ خواہ کیسے ہی ہو میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ اور اگرچہ تم گنہگار ہو مگر میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ اگرچہ تم عمل میں کمزور ہو مگر میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ اگر سیاہ کار ہو میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ اگرچہ تم عصیاں شعار ہو مگر میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ ہم تم کو نہیں دیکھتے تمہارے کام کو نہیں دیکھتے ہم تمہارے عمل کو نہیں دیکھتے ہم تو اپنے کو دیکھتے ہیں ہم تو صرف اپنے کو اور اپنی نسبت کو دیکھتے ہیں۔ اسی لئے استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا صاحب فرماتے ہیں ؎

گناہگار پہ جب لطف آپ کا ہوگا ؎ کیا بغیر کیا کیا۔ کیا ہوگا
کسی کے پاؤں کی بیڑی یہ کاٹتے ہونگے ؎ کوئی اسیر غم ان کو پکارتا ہوگا

حضرات ! غور سے سنو اللہ کی اطاعت کے ساتھ اس کی رحمت طلب کرنے کے لئے اس کی مہربانی حاصل کرنے کے لئے اس کی رضا جوئی کے لئے اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس کے محبوب کی اطاعت اس کے محبوب سے محبت و الفت و عقیدت لازم ہے اور یاد رہے کہ رحمت یزداں صحیح معنوں میں بغیر محبوب خدا کی اطاعت کے حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔ اطاعت کا صحیح مفہوم اور صحیح مقصود اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب اپنے زندگی کے ہر پہلو

کو ان کے احکام کے مطابق اس محبوب کی اطاعت کے سانچے میں ڈھال لیا جائے ان کے احکام کے مطابق بنا لیا جائے اور اس اطاعت میں صرف ظاہری اعضاء کی مطابقت نہ ہو بلکہ جس طرح اور جس طور و طریقہ سے ظاہر میں اطاعت کی جائے دل اس سے ایک قدم آگے ہو بلا اطاعت مصطفیٰ کے کوئی عمل قابل قبول نہیں اور بلا اطاعت محبوب خدا کے کسی مرتبہ کا حصول نہیں بلا اطاعت رسول کے کوئی عمل مقبول نہیں بلا اطاعت رحمت عالم کے کوئی چیز قابل قبول نہیں بلکہ سنو سرکار کے بعد اگر کسی کو کوئی مرتبہ ملا تو انہیں کی اطاعت کی وجہ سے اگر کسی کو کوئی مقام حاصل ہوا تو وہ اطاعت مصطفےٰ کی بناء پر اگر کسی کو خلت ملی تو اطاعت مصطفےٰ کی وجہ سے اگر کسی کو نبوت ملی تو اقرار اطاعت مصطفےٰ کی وجہ سے اور کسی کو رسالت ملی تو فرماں برداری مصطفےٰ کی وجہ سے۔

سنو اگر حضرت ابوبکر کو صداقت ملی تو انہیں کی اطاعت سے حضرت عمر کو عدالت ملی تو مصطفےٰ جانِ رحمت کی اطاعت سے حضرت عثمان کو سخاوت ملی تو محبوب خدا کی اطاعت سے حضرت علی کو شجاعت ملی تو رسول خدا کی اطاعت سے امام حسین کو شہادت ملی تو اطاعت مصطفیٰ سے زین العابدین کو عبادت کا جام ملا تو اطاعت مصطفےٰ سے۔ ارے سنو اگر ابو حنیفہ کو امامت ملی تو مصطفےٰ ہی کی اطاعت سے۔ اگر غوث اعظم کو غوثیت ملی تو اطاعت مصطفےٰ سے۔ اگر خواجۂ دین وملت کو سلطنت ملی تو اطاعت مصطفےٰ سے اعلحضرت امام احمد رضا کو فقاہت ملی تو اطاعت مصطفےٰ سے اور میرے مفتی اعظم کو علمی جلالت ملی تو اطاعت مصطفےٰ سے غرضیکہ جو اطاعت مصطفےٰ سے پھرا وہ مردود ہوا اور جس نے اطاعت مصطفےٰ قبول کی وہ مقبول ہوا۔ پیارے مصطفےٰ کی محبت و تعظیم سے جس نے روگردانی کی مردود ہے اور جس نے اطاعت مصطفےٰ اختیار کی وہ مسعود ہے۔ تو پیارے مصطفےٰ کے در سے پھرنے کا نام شقاوت ہے اور ان کے احکام ان کی محبت اور اطاعت کے اختیار کرنے کا نام سعادت ہے۔ ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں ؎

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

حق تو یہ ہے کہ حضور ہی کی اطاعت مقصود زندگی۔ اسی پیارے کی اطاعت حاصل بندگی ہماری عبادت فقط رضائے الٰہی کے لئے ہے اگر ہم قیام کرتے ہیں تو رضائے الٰہی کے لئے اگر ہم رکوع کرتے ہیں تو رضائے الٰہی کے لئے یہی نہیں بلکہ جو بھی سجدہ کرتے ہیں رضائے الٰہی کے لئے، اگر قعود کرتے ہیں تو رضائے الٰہی کیلئے اگر ہم جلسہ کرتے ہیں تو رضائے الٰہی کے لئے۔ جو بھی عبادت ہے رضائے الٰہی کے لئے ہے حتیٰ کہ اگر ہم روزہ رکھتے ہیں تو رضائے الٰہی کے لئے اگر ہم زکوٰۃ دیتے ہیں تو رضائے الٰہی کے لئے اگر ہم حج کرتے ہیں تو رضائے الٰہی کے لئے، اگر ہم سنتیں پڑھتے ہیں تو رضائے الٰہی کے لئے اور فرض ادا کرتے ہیں تو رضائے الٰہی کے لئے اگر تلاوت کرتے ہیں تو رضائے الٰہی کے لئے، اگر ہم تسبیح و تہلیل کرتے ہیں تو رضائے الٰہی کے لئے۔ ہمارا ہر فعل ہر کام رضائے الٰہی و رضائے مولا کے لئے ہے تو ہم اللہ کی رضا کے طالب مگر اللہ اپنے محبوب کی رضا کا طالب ہے بلا رضائے حبیب خدا کی بارگاہ میں کچھ قبول نہیں۔ اگر ہمیں ہر عبادت قبول کرانا ہے اور رضائے خداوندی حاصل کرنا ہے تو اس کے محبوب کا دامن پکڑنا ہوگا۔ اس کے محبوب کی اطاعت کرنی ہوگی اس کے محبوب کا وسیلہ لینا ہوگا اسی لئے تو محبوب خدا نے ارشاد فرمایا۔ صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اے لوگو نماز پڑھو۔ یہ حکم اللہ کا ہے پڑھو مگر دیکھو کیسے پڑھو گے اللہ نے فرمایا سجدہ کرو مگر کیسے کرو گے۔ اللہ نے فرمایا قیام کرو مگر کیسے کرو گے۔ اللہ نے فرمایا قعود کرو مگر کیسے کرو گے تو سنو جیسے ہم ان افعال کو کرتے ہیں ویسے کرو۔ جیسے ہم سجدہ کرتے ہیں ویسے سجدہ کرو جیسے ہم رکوع کرتے ہیں ویسے تم رکوع کرو جیسے ہم قیام کرتے ہیں ویسے تم قیام کرو۔ صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ جیسے ہم کو دیکھو ویسے نماز پڑھو اس میں بہتری کیا ہے اس کا فلسفہ کیا ہے۔

دوستو! آج کی دنیا کی سائنس اتنی بڑھ گئی ہے کہ ہر چیز کے بارے میں پتہ

لگایا جارہا ہے یہ کیوں ہے آسمان ہے تو کیوں ہے اور کیسے ہے زمین ہے تو کیوں ہے کیسے ہے دریا جاری ہے تو کیوں ہے اور کیسے ہے فضول کی تحقیق خواہ مخواہ کی پی ایچ ڈی۔ دھواں اڑ رہا ہے تو کیسے بادل چھا رہا ہے تو کیسے غرض کہ سائنس کی اس کیوں اور کیسے نے تو آدمی کو بے چین کر کے رکھ دیا۔ اور خود ان کیوں اور کیسے کے مریضوں سے سوال کیا جائے کہ یہ جو تم خدا کی مصنوعات اشیاء میں تحقیق کرتے ہو اور کیسے کرتے ہو تو کوئی جواب نہیں معلوم ہوتا کہ اس ترقی کا اصل مقصد انسان کے ذہن کو خدا کی جانب سے ہٹا کر اس کیوں اور کیسے میں پھنسانا ہے۔

بہر حال ہم عرض کر رہے تھے کہ سرکار نے بتایا۔ صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي اس میں کیا فلسفہ ہے کیا راز ہے کیا معمہ ہے تو سنو جواب ملے گا کہ اس میں یہ راز ہے کہ جب میرے محبوب جیسا سجدہ کرو گے جب تم میرے محبوب کی طرح رکوع کرو گے جب تم میرے محبوب کے جیسے قیام کرو گے جب تم میرے محبوب کی طرح قعود کرو گے تو بندگی ہماری ہوگی مگر ادا پیارے مصطفےٰ کی ہوگی۔ عبادت میری ہوگی اطاعت پیارے مصطفےٰ کی ہوگی اے لوگو معلوم ہو گیا کہ نماز قبول جبھی ہوگی جب سر جھکے کعبہ کے سامنے تو دل جھکے مدینے کے سامنے بلا محبوب کے وسیلے سے خدا کی رضا ہرگز نہیں مل سکتی اسی لئے تاجدار اہلسنت مجدد مأۃ حاضرہ سیدنا حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

وصل مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو ؛ بے وسیلہ نجدیوں ہرگز خدا ملتا نہیں
دامنِ محبوب چھوڑے مانگے خود اللہ سے ؛ ایسے مُردک کو خدا سے مدعا ملتا نہیں

برادرانِ اسلام! یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ حضور کی اطاعت لازمی اور واجب ہے مگر ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ جل وعلا ارشاد فرماتا ہے اے بندو تم یہ مت سمجھنا کہ یہ فقط میرے محبوب کی اطاعت ہے اور اللہ کی اطاعت نہیں بلکہ اس پر بھی یقین رکھو کہ میرے پیارے رسول مقبول کی اطاعت عین میری اطاعت ہے ان کی فرمانبرداری عین میری فرمانبرداری ہے ان سے محبت میری عبادت ہے

دیکھو آیۂ قرآنی فرمانِ ربِّ لاثانی۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔ جس نے میرے محبوب رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی اب کہاں گئے وہ لوگ جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ اگر نماز میں حضور کا خیال آجائے تو نماز نہیں ہوتی میں سوال کرتا ہوں کہ اگر اس جلسہ میں وہ یا ان کے چھپے ہوں تو جواب دیں چاہے وہ اس جلسے میں کسی کونے میں چھپے بیٹھے ہوں جواب دیں کہ اپنی خشک نماز کو کہاں لے جائیں گے کیا کریں گے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا کہ اگر تم کو میری عبادت کرنی ہے اور وہ عبادت قبول کرانی ہے تو میرے محبوب کی اطاعت کرو اس لئے کہ انہیں کی اطاعت ہماری عبادت ہے گویا حق تعالیٰ نے اطاعت رسول کو اپنی اطاعت قرار دیا اور رسول کی اطاعت کو اپنی طاعت کے ساتھ شامل فرمایا۔ اور اسی پر بس نہیں بلکہ اس پر اجر و ثواب اور مراتب کی بلندی کا وعدہ کیا۔ ساتھ ہی ساتھ اس اطاعت کے ترک اور مخالفت و روگردانی پر عذاب و عتاب کی وعید کی۔ اور ان کے حکم کی بجا آوری اور مخالفت سے اجتناب کو واجب قرار دیا۔ معلوم ہوا کہ اگر کچھ حاصل کرنا ہے تو اسی سرکار کے در سے آؤ سب کچھ یہیں ملے گا۔ اسی کو سرکار مفتیٔ اعظم قطب عالم ارشاد فرماتے ہیں ؎

جو خدا دیتا ہے ملتا ہے اسی سرکار سے
کچھ کسی کو حق سے اس در کے سوا ملتا نہیں

حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اطاعت اللہ ہے حضور کا حکم اذن اللہ ہے حضور کی محبت حب اللہ ہے حضور کی فرمانبرداری طاعت اللہ ہے اب یہ دیکھنا ہے کہ اطاعت رسول کا حاصل کیا ہے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ہ مطلب یہ ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں اب واضح ہو گیا

کہ اللہ کے انعام یافتہ لوگوں کی جماعت جس میں انبیاء و صدیقین اور شہداء اور صالحین میں اس میں شمولیت کے لئے اور ان انعام یافتہ اصحاب کی رفاقت کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ اس کے محبوب کی اطاعت بھی کی جائے اور اس اس آیۃ کریمہ کے مطابق درجہ حاصل کرنے کے لئے فقط اللہ کی اطاعت کافی نہیں بلکہ اس کے محبوب کی اطاعت لازمی ہے۔ بلکہ بلا محبت رسول کے ایمان بھی کامل نہیں اور یہ میں نہیں کہتا بلکہ اللہ فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ اس آیۃ کے تحت محقق علی الاطلاق عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ القوی مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں کہ ایک گروہ نے اللہ کی محبت کرنے کا دعویٰ کیا اس پر حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے محبوب! فرمادو اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری متابعت کرو اور میری طاعت بجالاؤ کیونکہ یہی خدا کی طاعت ہے کیوں کہ یہی خدا سے محبت رکھنے کی دلیل ہے۔

اب اگر تم میری متابعت کرو گے تو تم خدا سے محبت کرنے والے ہو جاؤ گے بلکہ اس کے محبوب ہو جاؤ گے اور مقام حبیب کے تم بھی وارث بن جاؤ گے ممکن ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا تم کو دوست بنالے تو میری اتباع کرو خدا تم کو دوست بنالے گا بہر حال خدا کی محبت اتباع رسول کے ساتھ مشروط ہے اور مشروط بغیر شرط کے وجود میں نہیں آتا پھر یہ کہ اتباع، مورث محبت اور سبب محبت بھی ہے کہ اس کا وجود اس کے وجود کو مستلزم ہے تو لامحالہ یہ محبت متابعت کا معلول و سبب ہے۔

اس کے بعد ایک اور چیز موجود ہوتی ہے جس کا نام محبت ہے جو اس کی شرط ہے اور اس پر مقدم لہٰذا مقام ثانی مقام اول سے بلند تر اور بزرگ تر ہے کیونکہ فرمایا گیا۔ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ اللہ تمہیں محبوب بنالے گا۔ تو اس سے اسی طرف اشارہ ہے ؎

محمد کی محبت دینِ حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اب رہا حضور جان عالم و جان ایمان کا امت پر انعام و احسان فرمانا، تو لطف و کرم، رحمت و شفقت تعلیم کتاب و حکمت، صراط مستقیم کی ہدایت اور نار جہنم سے رستگاری میں سے ہر ایک انعام و احسان قدر و منزلت میں کتنا اعظم و اجل ہے اور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التسلیم کی طرف سے احسانات و اکرامات تمام مسلمانوں پر ہوئے ہیں کون ہے جو اس افضال و اکرام میں از روئے منفعت و افادات اکم و اشمل ہے اور اسی صاحب فضل عظیم کی جانب سے کتنا بڑا انعام تمام مسلمانوں پر ہے کہ ہدایت کی طرف آپ ان کے وسیلے اور ذریعہ ہیں۔ اور ان کے فلاح و کرامت کے داعی ہیں۔ اور پروردگار عالم کے حضور ان کے شفیع و گواہ ہیں اور موجب بقار دائم ہیں اور تعلیم سرمد یوم القرار ہیں تو ثابت ہو گیا کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم حقیقۃً بھی مستوجب محبت ہیں اور شرعاً بھی مستوجب محبت ہیں اور فطرۃً بھی مستوجب محبت ہیں اس لئے کہ یہ انسان کی عادت ہے کہ جو اس پر احسان کرتا ہے اور کوئی فانی نعمت اسے دیتا ہے تو اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے اور اس سے محبت کرنے لگتا ہے لیکن وہ ذات کریم جو اسے ایمان بخشے، وہ ذات مقدس جو اسے قرآن بخشے، وہ پاک ہستی جو اسے ایقان بخشے، وہ ذات پاک ستودہ صفات جو اسے نجات بخشے، اس کو ہلاکت سے دور کرے، تو اس سے کیوں نہیں محبت کرے گا کیونکہ اس ذات کریم نے ایسی نعمتیں عطار فرمائی ہیں جو ابدی و سرمدی ہیں تو کیوں نہ اس ذات سے محبت کرے جو حسن و جمال کے تمام انواع و اقسام کا جامع ہو۔ اور فضل و کمال کے تمام اقسام پر حاوی ہو، امام الانبیار ہو جو راحت الاصفیار ہو جو سید الاتقیار ہو اور جو حبیب خدا ہو، جو محمد مصطفےٰ ہو وہی محبت کے مستحق اور موجب ہیں اور کیوں نہ ہو کہ آپ کے ساتھ ہماری محبت اپنی جانوں، اپنے مالوں، اور اپنے اولاد و اقربار سے کہیں زیادہ وافر و اکثر ہے اور یاد رکھو مسلمانو! جو بھی اخلاص کے ساتھ صحیح ایمان حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر لایا ہے اس کا وجدان آپ کی محبت سے خالی نہیں ہوا ہے خود اللہ کے

محبوب دانائے غیوب صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں بخاری شریف کی حدیث ہے لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہٖ وولدہٖ والناس اجمعین تم میں سے کوئی اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے اس قول کی تائید فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین۔ اے پیارے محبوب تم فرما دو کہ حکم مانو اللہ اور اس کے رسول کا پھر اگر وہ منھ پھیریں۔ تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر۔

اس سے یہ معلوم ہو گیا اور واضح ہو گیا کہ صرف اللہ ہی کی اطاعت سے نہیں بلکہ اس کے محبوب کی اطاعت سے بھی منھ پھیرنے اور انکار کرنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے دوسری آیۃ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ مسلمان کس طرح بنتے ہیں مسلمان بننے کا طریقہ کیا ہے ارشاد ہوتا ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۝ تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ اس وقت تک مسلمان نہ ہوں گے جب تک کہ اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنالیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

اس آیۃ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ ایک پہاڑ سے پانی آتا تھا جس سے اہل مدینہ اپنے اپنے باغوں کو پانی دیتے تھے اس پانی دینے میں ایک انصاری کا حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جھگڑا ہو گیا غرضکہ معاملہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اے زبیر تم اپنے باغ کو پہلے پانی دیکر اپنے پڑوسیوں کی طرف پانی چھوڑ دیا کرو۔ اس فیصلہ پر انصاری کو ناگوار گزرا اور اس کی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ زبیر آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں اس لئے ان کی رعایت آپ نے کی ہے اسی پر یہ آیۃ کریمہ نازل ہوئی کہ اے محبوب

اس وقت تک کوئی مسلمان ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ اپنے جھگڑے میں آپ کو حکم نہ مانیں۔

اللہ اللہ اس آیۃ کا پہلا کلمہ یعنی وربکؔ تمہارے رب کی قسم اس قدر اور اس طرح پر لطف و لطف اندوز ہے کہ پڑھ کر وجد طاری ہوتا ہے غور کرنے کی بات ہے رب نے اپنی قسم فرمائی مگر اپنا نام نہ ارشاد فرمایا واللہ یا والرحمٰن نہ فرمایا بلکہ اپنا ذکر محبوب علیہ السلام کے ساتھ فرمایا ہے کہ اے پیارے تیرے رب کی قسم، اے محبوب تیرے محب کی قسم، تمہارے پروردگار کی قسم۔ قربان جاؤ۔ کیا کلام ناز ہے اور کیا پیارا انداز ہے۔ اس ناز والے محبوب کے صدقے ان کے کریم کے قربان اس طرز کلام کا لطف وہی پائے گا جو کہ اس محبت سے آشنا ہو گویا اب فرمایا جارہا ہے کہ ہماری بارگاہ میں تمغۂ ایمانی کا نام عبادت ہے اور یہی شہادت ہے اور یہی ریاضت ہے ان کے کوچہ میں رہنا یہی جنت ہے ؎

تری الفت میں مرمٹنا شہادت اس کو کہتے ہیں
ترے کوچہ میں ہونا دفن جنت اس کو کہتے ہیں
ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا
تصور میں ترے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں

اللھم صل علی سیدنا محمد وبارک وسلم

**آپ کی محبوبیت**:۔ سید الکونین محبوب دارین کی اطاعت و محبوبیت مطلق ہے کوئی مخصوص وجہ و مخصوص صفت سے محبوب ہوا کرتا ہے۔ کوئی مخصوص دور اور مخصوص زمانہ میں محبوب رہا کوئی مخصوص علاقے اور مخصوص خطے میں محبوب رہا۔ کوئی مخصوص آدمی یا مخصوص جماعت کا محبوب رہا۔ مگر اے لوگو سنو یہ ایسے محبوب ہیں کہ ہر دور، ہر زمانے اور ہر علاقے بلکہ پورے عالم کے محبوب رہے۔ دیکھو اگر حضرت آدم کس کے گیت گا رہے ہیں، وہ یہی محبوب ہیں، اگر حضرت نوح کسی کا نوحہ پڑھ رہے ہیں تو وہ یہی محبوب ہیں، اگرچہ حضرت ادریس کسی کا خطبہ پڑھ رہے ہیں تو وہ یہی

محبوب ہیں۔ غرضکہ اگر حضرت آدم کے سامنے فرشتے سجدہ کر رہے ہیں تو وہ اسی محبوب کے حسن کی وجہ سے اگر حضرت ابراہیم پہ نار نمرود گلزار ہوئی تو انہیں کے صدقے میں اور اگر ابراہیم نے تعریف کی تو اسی محبوب کی۔ اگر حضرت اسمٰعیل کسی کی مدح سرائی کر رہے ہیں تو اسی محبوب کی اگر حضرت یوسف اسی محبوب کے حسن کی تعریف کر رہے ہیں تو حضرت موسیٰ اسی محبوب کی نغمہ سرائی کر رہے ہیں اور حضرت عیسیٰ اسی محبوب پر جاں فدائی کر رہے ہیں۔ گویا آدم ہوں یا عیسیٰ حضرت نوح ہوں یا ابراہیم۔ حضرت داؤد ہوں یا حضرت اسمٰعیل، حضرت یوسف ہوں یا حضرت موسیٰ علیہم السلام سب کے سب اپنے اپنے دور میں اسی محبوب کے خطبے پڑھتے رہے پھر کیوں نہ پڑھیں جب وہ ہر نبی اور ہر رسول کے محبوب ہیں۔ زمین کے محبوب ہیں آسمان کے محبوب ہیں اشجار کے محبوب ہیں تو اثمار کے محبوب۔ جن و انس کے محبوب ہیں تو ملک و ملکوت کے محبوب۔ غرضکہ ہر مخلوق کے محبوب ہیں، اسی لئے میں نے عرض کیا کوئی مخصوص صفت کی بنا پر محبوب ہوتا ہے۔ مثلاً عالم اگر محبوب ہے تو اپنے علم کے سبب سے زاہد اگر محبوب ہے تو اپنے زہد کے سبب سے محبوب ہے حسین اگر محبوب ہے تو اپنے حسن کی بنا پر محبوب ہے۔ عادل اگر محبوب ہے تو اپنے عدل کی وجہ سے مگر آپ جملہ صفات ظاہری ہو یا باطنی اختیاری ہوں یا غیر اختیاری متساویۃ الاقدام ہیں۔ دیکھو حسین سے اسی وقت تک محبت ہے جب تک کہ اس کے اندر حسن کی تابانی ہے جہاں حسن کو زوال آیا اس کی محبت ختم ہو گئی اسی طرح عادل ہو یا عالم ہو زاہد ہو کوئی بھی ہو اس کی محبت اس کی صفت کے ساتھ ہے مگر آپ کی محبت کمالِ زوال سے پاک و منزہ و مبرا ہے بلکہ یوماً فیوماً ترقی پر ہے آپ ہر نبی کے محبوب ہر رسول کے محبوب ہر ولی کے محبوب ہر غوث کے محبوب ہر قطب کے محبوب ہر ابدال کے محبوب جس طرح آپ اپنے دور میں محبوب اسی طرح ہر دور میں محبوب، ہندوستان میں محبوب، عربستان میں محبوب، ہالینڈ میں محبوب تو تھالینڈ میں بھی محبوب ہیں امریکہ میں محبوب تو افریقہ میں محبوب، چین میں محبوب جاپان میں محبوب

غرضیکہ اگر صدیق اکبر کے محبوب ہیں تو فاروق اعظم کے بھی محبوب ہیں اگر عثمان غنی کے محبوب ہیں تو حیدر کرار کے بھی محبوب ہیں۔ اگر چہ حضرت حسن کے محبوب ہیں تو حضرت حسین کے بھی محبوب ہیں اگر حضرت فاطمۃ الزہرا کے محبوب ہیں تو حضرت زین العابدین کے بھی محبوب ہیں۔ اگر غوث اعظم کے محبوب ہیں تو امام اعظم کے بھی محبوب ہیں۔ اگر خواجۂ ہند کے محبوب ہیں تو صابر پیا کے بھی محبوب ہیں اگر خواجہ بختیار کاکی کے محبوب ہیں تو محبوب الٰہی کے بھی محبوب ہیں اگر وہ پیارے اعلیٰحضرت مجدد اعظم کے محبوب ہیں تو حضور مفتیٔ اعظم کے بھی محبوب ہیں مختصر یہ کہ وہ رب کے محبوب ہیں اور جب وہ رب کے محبوب ہیں تو پھر سب کے محبوب ہیں اسی لئے انہیں کی ہر ایک دل میں تڑپ ہے اور ہر جگر میں انہیں کے محبت کے خاروں کی چبھن ہے ؎

محبت کہتے کس کو ہیں محبت ہوتی کیسی ہے
جگر میں درد ہوتا ہے تمنا دل میں ہوتی ہے

پڑھئے درود شریف اللّٰھم صلّ علیٰ سیدنا الخ۔

اے پیارے۔ رب کے پیارے محبوب کے عاشقو۔ شیدائیو ان کے اوپر اپنی جان قربان کرنے والو سنو میں نے یہ عرض کیا کہ سب محبوب ہیں اپنی صفات کی بقا کے ساتھ مگر ہمارے محبوب کی صفت محبوبیت کیلئے زوال ہی نہیں ان کی محبت یوماً فیوماً بڑھ رہی ہے روز افزوں ہو رہی ہے اسی لئے تو رب نے فرمایا ہے۔ وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی۔ اے محبوب آپ کی ہر آنے والی گھڑی گزر رہی ہوئی گھڑی سے افضل ہے آپ کے چاہنے والے بڑھتے ہی رہیں گے آپ کے چاہنے والے زیادہ ہوتے رہیں گے اس پر لطف یہ کہ بعض اشخاص سے معاصرین محبت رکھتے ہیں لاحقین نہیں رکھتے۔ اور بعض سے لاحقین محبت رکھتے ہیں معاصرین محبت نہیں رکھتے، مگر آپ سے ہر وقت ہر زمانہ میں، ہر دور میں اہل ایمان کو محبت رہی ہے اور رہیگی اور اسی طرح بعض اشخاص سے اس لئے محبت ہوتی ہے کہ وہ دوست ہیں مگر یاد رہے کہ آپ کی ذات پاک ستودہ صفات میں کوئی چیز منافی محبت نہیں ہے۔ بعض

بعض لوگوں سے بعض خلق کو محبت ہوتی ہے اور بعض ہی محبت رکھتے ہیں اور بعض کو نہیں۔ مگر وہ محبوب ایسے ہیں کہ جن سے تمام جن وانس اور فرشتے بلکہ وحوش وطیور بھی محبت رکھتے ہیں ماسوا ان لوگوں کے کہ جن بدبختوں کو جناب باری تعالیٰ نے روز اول ہی سے بدنصیب اور ازلی محروم کردیا اور انہیں لوح محفوظ میں جہنمی لکھدیا اسی لئے میں نے کہہ دیا اور کہنا چاہتا ہوں کہ اے لوگو ان کی جناب میں محبت خلق کا کیا ذکر ان سے تو خود خالق محبت کرتا ہے اور آپ خالق کے محبوب ہیں جبھی تو تاجدار اہلسنت مجدد ماۃ حاضرہ حضور مفتیٔ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ؎

حبیبِ خدا کا نظارا کروں میں ❊ دل وجان ان پر نثارا کروں میں
تری کفش پا یوں سنوارا کروں میں ❊ کہ پلکوں سے اس کو بہارا کروں میں

اے محبت رسول کے کمند کے اسیرو، کان لگاؤ، سوچو، غور کرو، رب کریم کس محبت سے ان کے شہر وطن کی قسم یاد فرماتا ہے اور فرماتا ہے لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِھٰذَا الْبَلَدِ۔ یعنی مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو سبحان اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے آج تک ہرگز یہ نہیں سنا کہ خالق کائنات نے مخلوق میں سے کسی کے شہر یا عمر کی قسم کو یاد فرمایا ہو۔ اگر خالق کائنات نے کسی کے شہر یا عمر کی قسم یاد فرمائی ہے تو وہ ذات ہے شہنشاہِ کونین محبوب دارین جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی، مدارج کے اندر ہے کہ یہ قسم ایک سر مکنون ہے کہ کوتاہ بینوں کی نظر اس کے ادراک وفہم سے قاصر ہے جو لوگ منزہ وپاک ستھری نظر اور راز ونیاز عاشقی ومعشوقی سے واقف ہیں وہ ان باتوں کی کیفیت ولذت حاصل کرتے ہیں مواہب لدنیہ میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور بارگاہ رسالت ہے حضرت عمر بارگاہ رسالت میں حاضر ہیں عرض کرتے ہیں۔ بابی انت وامی یارسول اللہ آپ کے اوپر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ آپ کی بزرگی بارگاہ خداوندی میں اس درجۂ کمال کو پہنچی ہوئی ہے کہ وہ پروردگار عالم آپ کے شہر اور عمر کی قسم

اور آپ کے چہرۂ انور کی قسم فرماتا ہے اللہ اللہ اسی قسم کو اعلیٰحضرت عظیم البرکت نے اپنے اشعار میں یوں پرویا ہے کہ ؎

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم

برادران ملت اسلامیہ آپ کی شان یکتائی کا کہنا کیا ہے کہ جب حضرت یوسف پر مخالفین نے غلط عیب لگایا اور انگشت نمائی کی تو حضرت یوسف کو گواہی کی حاجت محسوس ہوئی شہادت کی اور ان کی صفائی کی حاجت ہوئی تو حضرت یوسف کی صفائی ظاہر کرنے کے لئے ایک دودھ پیتے ہوئے بچے سے گواہی دلوائی گئی اور جب حضرت موسیٰ کے اوپر عیب تراشیاں شروع کیں اور عیب میں متہم کرنا چاہا تو ان کو بھی ضرورت پڑی گواہی کی ان کو بھی حاجت شہادت کی تھی تو ان کی صفائی کے لئے اللہ نے حجر کو مقرر کر دیا اور پتھر آپ کے کپڑے لیکر بھاگا اور آپ کی صفائی ظاہر ہوئی اور دشمنوں کو رسوائی و ذلت ہوئی۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تولد ہوتے ہی قوت گویائی بخش کر دشمنوں کی بدگمانی اور بدظنی سے پاک کیا غرض کہ جب دیگر حضرات کو گواہی کی حاجت پڑی تو کسی کی جانب سے اللہ تعالیٰ نے اس کی گواہی نہیں دی۔ بلکہ دوسروں سے گواہی دلوائی۔

مگر جب اللہ کے پیارے محبوب کی محبوبہ حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان اٹھا تو اللہ نے خود گواہی دی۔ اگر رب چاہتا تو ایک ایک درختوں سے ایک ایک سنگ ریزوں سے بلکہ ایک ایک ذرات سے مختصر یہ کہ ہر شئی سے گواہی دلوا سکتا تھا۔ شجر کے ایک ایک فرد سے ان کی پاکی پر شہادت دلوا سکتا تھا۔ مگر یہ منظور نہ ہوا چونکہ محب کو اپنے محبوب کی نرالی شان ہر طریقہ سے اور ہر ڈھنگ سے امتیازی شان کر کے دکھانا مقصود ہے۔ اگر مخلوق میں سے چاہے وہ انسان ہوں یا جنات ملائکہ ہوں یا شجر و حجر ہوں۔ خشک و تر ہوں یا بحر و بر ہوں۔ باغ و شجر ہوں یا شمس و قمر کسی سے اگر وہ گواہی دلوانا تو امتیازی شان

نہیں ہوتی کیونکہ پہلے گواہی یہ سب دے چکے ہیں لہٰذا اب یہ اس محب کے محبوب کی زوجہ مکرمہ ہیں اس لئے ان پر جب کچھ مخالفین نے بدگمانی کی اور تہمت لگائی۔ ان پر جب الزام تراشیاں کیں تو رب کریم نے اس بدگمانی کو دور کرنے کے لئے اور ان کی پاکی بیان کرنے کے لئے خود گواہی دی۔ مخلوق میں سے ہر فرد اس پروردگار کی رضا چاہتا ہے اور وہ اپنے پیارے محبوب کی رضا چاہتا ہے سب خدائے پاک کی رضا کے طالب اور خدائے پاک اپنے پیارے محبوب پاک صاحب لولاک کی رضا کا طالب ہے۔ سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ ؎

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

اور فرماتا ہے وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ۔ عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا۔ اتنا کتنا دے گا۔ خدا ہی جانے کتنا دے گا۔ یہی تو بات ہے کہ دوستو اللہ بے حساب دے رہا ہے اور یہ بدنصیب وہابی یہ چوبیس نمبری اپنے نمبروں سے حساب لگا رہا ہے۔ یہ شقاوت نہیں تو پھر اور کیا ہے۔ بہرحال رب فرماتا ہے کہ اے محبوب عنقریب آپ کا رب اتنا دے گا اتنا دیگا کہ آپ کو راضی کرے گا۔ اور فرماتا ہے فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا۔ یعنی اے محبوب آپ جدھر چاہیں ادھر اپنے چہرۂ اقدس کو پھیرلیں۔ جدھر آپ اپنا رخ کریں گے وہی قبلہ ہوگا۔ وہی سجدہ گاہ اہل ایمان ہوجائے گا۔ وہی بیت اللہ ہوجائے گا اے عزیزو غور کرو پروردگار عالم تقدس تعالیٰ نے سوا ان کے کسی کی زندگی کو قسم کے ذریعہ یاد فرمایا ہے۔ لعمرك انهم لفی سكرتهم يعمهون۔ اور کس کے شہر پاک اور زمین مقدس کی اپنی جانب نسبت فرمائی اور فرمایا الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتہاجروا فیہا۔ اور کس کی محبت کو اپنی محبت کے ساتھ ذکر کیا۔ اور کس کی الفت کو اپنی الفت کے ساتھ ضم کیا؟ اور کس کی اطاعت کی اپنی اطاعت کے ساتھ مقرون کیا؟ اور کس کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دیا؟ اور کس کے دست

پاک کو اپنا دست قدرت قرار دیا ؟ اور کس کے فرمانبردار کو اپنا محبوب بتایا ہے۔
اور فرمایا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اے لوگو جتنا جو ان صفات کا
حامل ہو۔ جو ان خصوصیات کا متحمل ہو وہ بے نظیر ہے۔ وہ بے مثل و بے مثال ہے
اس کا مثل و مثال نہ ہوا ہے اور نہ ہو گا اور نہ ہونا ممکن ہے اسی لئے تو امام اہلسنت
میرے اعلیحضرت ان کے روضۂ اقدس پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت ساون بھادوں کی طرح
برسائے کہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

لم یات نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہِ دوسرا جانا

ام المومنین زوجہ رحمۃ للعلمین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سرکار سے
عرض کرتی ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تمہارے رب کو دیکھتی ہوں کہ تمہاری
خواہش و مراد و آرزو میں شتابی کرتا ہے یعنی آپ کا رب وہی کام کرتا ہے جس میں
آپ کی خوشی دیکھتا ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما ارشاد فرماتے ہیں
کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ خدائے پاک نے کسی کو بھی زیادہ بزرگ
نہیں پیدا کیا اور خدا کی قسم آپ کے علاوہ کسی کی عمر اور حیات کی قسم نہیں یاد فرمائی ہے
اے دوستو اسی محبت کا اثر ہے کہ ایک عالم اس محبوب کا مطیع ہے اور ہر عالم اس
محبوب کا شیدائی ہے۔ صحیح روایت سے یہ بات ثابت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی
بندہ سے محبت رکھتا ہے۔ جب کوئی بندہ اللہ کے قریب ہو جاتا ہے جب کوئی
بندہ اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے۔ جب کوئی بندہ اللہ کا مطلوب ہو جاتا ہے جب کوئی
بندہ اللہ کا دوست ہو جاتا ہے تو حضرت جبریل کو حکم دیتا ہے کہ اے جبریل فلاں
بندے سے میں محبت کرتا ہوں۔ فلاں بندے کو میں دوست رکھتا ہوں۔ تم بھی اس
سے محبت رکھو۔ حضرت جبریل بحکم خدا ندی اہل آسمان و اہل زمین کو حکم دیتے ہیں۔
اور سارے مخلوق کو ندا کرتے ہیں کہ فلاں بندہ خدا کا پیارا ہے۔ تم سب اس سے محبت
رکھو۔ تو مخلوق کے دل میں اسکی جانب سے محبت پیدا ہو جاتی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام
کو خدائے تعالیٰ نے خالص دوست بنایا اور اپنا خلیل بنایا اسی وجہ سے تمام جہان
ان کا معتقد ہو گیا یہاں تک کہ کفار بھی ان کے معتقد اور وہ بھی ان سے محبت رکھتے

تھے۔ اور ان کی پیروی کا دعویٰ کرتے ہیں۔

قربان جاؤں میں اللہ کے محبوب کی محبوبیت پر اس لئے کہ آپ کو کمال مرتبہ خلعت محبوبیت عطا فرمایا گیا اور تمام خلق سے برگزیدہ کیا گیا مگر آج اس دہر میں اس دور میں اس زمانے میں وہابیت کے خناس کچھ ایسے ہوگئے ہیں کہ جو یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کہ محمد مصطفیٰ ہماری ہی طرح ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ وہ ہماری طرح کھاتے ہیں اور کہتے ہیں اگر وہ کھاتے ہیں تو میں بھی کھاتا ہوں اور وہ پیتے ہیں تو میں بھی پیتا ہوں۔ وہ سوتے ہیں تو میں بھی سوتا ہوں وہ جاگتے ہیں تو میں بھی جاگتا ہوں۔ وہ چلتے ہیں تو ہم بھی چلتے ہیں وہ اٹھتے ہیں تو ہم بھی اٹھتے ہیں۔ وہ بیٹھتے ہیں تو ہم بھی بیٹھتے ہیں۔ وہ تجارت کرتے ہیں تو ہم بھی تجارت کرتے ہیں۔ انہوں نے شادی کی تو ہم بھی کرتے ہیں۔ اور اگر وہ ایک سر رکھتے ہیں تو ہم بھی رکھتے ہیں۔ وہ دو آنکھیں رکھتے ہیں تو ہم بھی دو آنکھیں رکھتے ہیں۔ اگر ان کے دو کان ہیں اور دو ہاتھ ہیں۔ تو ہم بھی دو کان و دو ہاتھ رکھتے ہیں۔ اگر ان کے دو پیر ہیں تو ہم بھی دو پیر رکھتے ہیں اگر ان کے ہاتھ میں پانچ انگلیاں ہیں تو ہمارے ہاتھ میں بھی پانچ انگلیاں ہیں۔ تو جب ہماری طرح چلتے ہیں۔ ہماری طرح اٹھتے ہیں ہماری طرح بیٹھتے ہیں۔ ہماری طرح کھاتے ہیں۔ ہماری طرح جاگتے سوتے ہیں تو وہ ہماری طرح ہیں سلطان رضا نوری کہتا ہے کہ اے ہمسری کا دعویٰ کرنے والو اے نبی الانبیاء کی برابری کرنے والو۔ تم ان کی انگشتہائے مبارک کو دیکھ کر برابری کا دعویٰ کرتے ہو تو سنو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں سے پانی کے چشمہ جاری کردیئے تھے۔ تم نے بھی کوئی چشمہ جاری کیا اگر نہیں تو ان کی انگلیاں دیکھتے ہو وہیں ان انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہوتا ہوا بھی دیکھو۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو دیکھتے ہو تو ہاتھ کے اشارے سے قمر کو دو ٹکڑا ہوتا ہوا دیکھو۔ اگر نبی کی چشمان مبارک کو دیکھنا ہے تو مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی[1] کے سرمہ کو بھی دیکھو۔ اگر سرکار اقدس کے جسم اطہر کو دیکھتے ہو تو جسم اطہر سے نکلا ہوا پسینہ مبارکہ

اور سرکار کا پسینہ مشک وعنبر سے
کو بھی دیکھو کہ تمہارے پسینہ نکلے تو بدبو کرے۔ اور سرکار کا پسینہ مشک وعنبر سے
بھی زیادہ خوشبودار ہے اس کو بھی دیکھو۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی راستہ
سے گزرتا ہوا دیکھو تو ان کی برکت سے وہ راستہ مہکتا ہوا بھی دیکھو اور سنو مکہ کی
گلیوں میں چلتا پھرتا دیکھو تو سدرۃ المنتھیٰ سے بلند ہوتا ہوا بھی دیکھو کہکشاں سے
گذرتا دیکھو اور لامکاں میں پہونچتا ہوا بھی دیکھو۔ اگر قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
پڑھتے ہو تو قَدْ جَآءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ بھی تو پڑھو۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ
فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ بھی تو پڑھو۔ اور جب تم اس کو پڑھا کرو گے اور
ایمان کی نظر سے اسکی تلاوت کرو گے تو پھر کبھی اپنی طرح نہیں کہو گے۔ اور با ایمان رہو
گے اگر یہاں شاد رہو گے تو وہاں بھی شاد وآباد رہو گے۔ ورنہ دونوں جہان میں برباد
رہو گے۔ سرکار اعلیحضرت عظیم البرکت ارشاد فرماتے ہیں ؎

حق سے پھر کر کے زمانے کا بھلا بنتا ہے
ارے میں خوب سمجھتا ہوں معمہ تیرا (پڑھئے درود پاک)

اے برابری کے دعویدارو۔ سنو اللہ نے تمام کام کیا اپنے نبی کے لئے یہ
بتاؤ تمہارے لئے کیا کام کیا۔ اور پھر جب اللہ ہر کام کرتا ہے اپنے محبوب کے لئے
کیونکہ اس کا یہ دعویٰ ہے کہ اے میرے پیارے نبی بس ہر کام تیرے ہی لئے
ہوگا اور یہی نہیں بلکہ ہر جگہ ہر شئی میں تیرا نام ہوگا ہر جگہ تیرا نام مؤذن کی اذانوں میں
تیرا نام، مکبر کی تکبیروں میں تیرا نام، مقرر کی تقریروں میں تیرا نام، مصنف کی تصنیفوں میں
تیرا نام، مدرس کی تدریس میں تیرا نام، مصلی کی نمازوں میں تیرا نام، عابد کی عبادت
میں تیرا نام، عارف کے معرفت میں تیرا نام، سالک کی طریقت میں تیرا نام، قرآن عظیم
کی ہر سورتوں میں تیرا نام، توراۃ کے اوراق پر تیرا نام، زبور کے صفحات پر تیرا نام
انجیل کے پاروں میں تیرا نام، جنت کی بہاروں میں تیرا نام، کوثر کے پیالوں پر تیرا نام
دنیا کے نظاروں میں تیرا نام آسمان کے ستاروں میں تیرا نام، زمین کی پستیوں میں
تیرا نام، پہاڑ کی بلندیوں میں تیرا نام، خطیب کے خطبوں میں تیرا نام مفسر کی تفسیر کے

میں تیرا نام، مدبر کی تدبیروں میں تیرا نام، مورخ کی تاریخوں میں تیرا نام، اربے لالہ زاروں میں تیرا نام، گلشن کی بہاروں میں تیرا نام اور اگر دریا کی روانی میں تیرا نام تو موجوں کی طغیانی میں تیرا نام، سمندر کی سیلانی میں تیرا نام، دریا کی مچھلیوں کی باتوں پر تیرا نام، شہد کی مکھیوں کی زبانوں پر تیرا نام، جنت کے دروازے پر تیرا نام عرش کے پایوں میں تیرا نام، پرندوں کی تسبیحوں میں تیرا نام، کائنات کے ذروں میں تیرا نام اے میرے پیارے محبوب میرا دعویٰ ہے کہ جہاں ہوگا خدا کا نام وہیں ہوگا مصطفٰے کا نام اور جو نہ لے گا تیرا نام تو دنیا کی صفحۂ ہستی میں نہ رہے گا اس کا نام اور نہ ہوگا۔ اس کا کوئی کام، اور اس کے منھ میں قیامت کے دن لگائی جائے گی آگ کی لگام پھر ہو جائے گا اس کا کام تمام، اور نہیں کرے گا اس سے کوئی کلام نہ یہاں سلام نہ وہاں کلام۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی (پڑھئے درود پاک)

لوگو میں نہیں کہتا بلکہ محقق علی الاطلاق حضرت ملا معین کاشفی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں۔ آپ کا نام ہر شئی میں ہے اور معارج نبوت میں یوں تحریر فرماتے ہیں نقل است کہ در ہندوستان بر سر روضۂ حضرت آدم علیہ السلام درختی است۔ ہر سال دو بار گل و بار آورد، بر ہر گلے ہفت برگ است و بر ہر برگے نوشتہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ یعنی ملک ہندوستان میں حضرت آدم علیہ السلام قبر کے سرہانے ایک درخت ہے جو سال بھر میں دو بار پھلتا ہے اور دو بار اس میں پھول آتے ہیں اور ہر پھول میں چار پنکھڑیاں ہوتی ہیں۔ اس پھول کی ہر ہر پنکھڑی پہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ لکھا ہے اسی لئے تو اعلیحضرت ارشاد فرماتے ہیں سے

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام

کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

ہادی سبل مالکِ کل نفس ختم انبیاء ختم سورۃ اصفیاء گوہر معدن جلالت

حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کمال مرتبہ خلعت محبوبیت ملا ہے اور
تمام خلق سے آپ کے رب نے آپ کو برگزیدہ کیا ہے اسی وجہ سے ایک عالم ان پہ
شیفتہ ہے اور سارا جہان آپ کے اوپر جان دینے کے لئے کمر بستہ ہے۔ کروروں
عشاق آپ کی فرقت سے تڑپتے ہیں لاکھوں مہجور غم فراق میں سر پٹکتے ہیں کوئی تپش
دل سے سیماب کی طرح بے تاب ہے۔ اور کوئی خیال وصال میں بے خود وخواب ہے
کسی کے آنکھ سے دریا کے اشک جاری ہیں۔ اور کسی کو درد جدائی سے زندگی بھاری
ہے۔ کوئی تڑپتا ہے۔ کوئی روتا ہے اور کوئی فرط حسرت سے اپنی جان کھوتا ہے
کسی کے رونے سے مخلوق کا دل ہلتا ہے۔ کوئی اپنا نقش ہستی دنیا کے لوح سے
مٹاتا ہے۔ کوئی اس کے تصور میں گریاں ہے اور کوئی اسی کی یاد میں نالاں ہے اہل
خرد اس کے کام پر حیراں ہیں۔ اور عدو اس کے نام سے ترساں ہیں۔ اور سرو گلزار
اس کے قد دلجو کی یاد میں بہار وخزاں سے آزاد ہے۔ اور طائران چمن اسکی ہوائے
محبت میں خانماں برباد ہیں۔ پروانہ انہیں کی جھلک شمع میں پاتا ہے جو اپنی جان ان
پر نثار کرتا ہے۔ قمری انہیں پیارے کی چمک چاند میں دیکھتی اس لئے اس کا فراق
اس کو ناگوار ہوتا ہے۔ ان کے اشاروں پر ہزاروں بسملان محبت نے اپنا سر
میدان کارزار میں کٹا دیئے۔ اور یہی نہیں بلکہ ہزاروں جاں نثاروں نے اپنے گھر
ان کی محبت میں لٹا دیئے۔ لاکھوں دل فگار گھر بار چھوڑ کر۔ کروروں دنیا اور دولت
سے منہ موڑ کر ان کے کوچہ میں آکر پڑ گئے۔ اور سیکڑوں جانباز انہیں کے شوق میں
محمد محمد کہتے کہتے جان سے گزر گئے۔ صدیق اکبر نے تمام مال ومتاع آپ کی محبت میں
صرف کر دیا۔ یہاں تک جب جاں نثاری کا وقت آیا گھر بار مال و دولت زن وفرزند
عزیز واقربا شہر وطن سب چھوڑ کر آپ کا ساتھ دیا۔ حضرت فاروق اعظم جب وقت
ایمان لائے مرنے پر مستعد ہو کر کفار کے مجمع میں کھڑے ہو کر اذان کہی۔ اور حضرت
کے وصال یار کے دن ایسی بے ہوشی طاری ہوئی کہ مسجد نبوی کے دروازے پر تلوار
لیکر بیٹھے اور جوش میں کہہ رہے تھے کہ جو شخص کہے گا کہ محمد مصطفیٰ نے انتقال کیا ہے

اس کو قتل کر دوں گا۔ اور حضرت عثمان غنی کی زبان غم کی شدت سے بند ہو گئی مولا علی کئی دن بے ہوش و حواس رہے۔ جس دن حضرت نے مدینے کو ہجرت کی انہی کی محبت میں بے خوف و بے خطر آپ کے بستر پر سو رہے۔ حضرت بلال امیہ کے ہاتھوں گرم ریت پر کوڑے کھاتے۔ آپ کا نام لیتے لیتے بے ہوش ہو جاتے۔ مگر جب ہوش آتا تو پھر آپ ہی کا نام لیتے۔ عبداللہ بن زید انصاری اپنے باغ میں میوہ چن رہے تھے خبر آپ کے وصال کی پہونچی تو دعا کی الٰہی میں تیرے حبیب کے پاس سے ابھی آیا ہوں میری نظروں نے تیرے حبیب کو دیکھا ہے۔ اب میری آنکھوں کو اندھا کر دے تاکہ اب میری نظریں دوسرے کے چہرے کو نہ دیکھیں۔ فوراً دعا قبول ہوئی اور آپ کی بینائی ختم ہوئی۔ ثوبان غلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک روز آئے ان کا رنگ متغیر تھا۔ چہرے پر رنج و ملال نمایاں تھے۔ سرکار نے سبب پوچھا کہ یہ بے چینی کیسی تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو مجھے درد ہے نہ بیماری مگر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت میں آپ کو نہیں دیکھتا ہوں تو بے تاب ہو جاتا ہوں مگر کل قیامت کے دن اگر بہشت میں جاؤں گا تو آپ کے کرم سے اپنے عمل کے مطابق مرتبہ و مقام پاؤں گا۔ اور آپ کا مقام تمام جہان سے بلند ہوگا۔ وہاں کس طرح پہونچوں گا یا رسول اللہ جس وقت آپ کا چہرۂ اقدس نہ دیکھوں گا جنت کا لطف اور مزا کیا حاصل کروں گا تو آپ نے ارشاد فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ ایک شاعر یوں کہتا ہے ؎

کیسے بہلائیں گے جنت میں فرشتے یا رب
ان کے عاشق کو اگر یاد مدینہ آیا

اور اسی کو تو اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو انعام یافتہ جماعت کا ساتھ عطا کرے گا۔ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ؕ

معلوم ہوا کہ اگر کوئی چیز کامیابی و کامرانی کی ہے تو صرف اور صرف اطاعت رسول اور محبت رسول ہے۔ جو انسان کو کامیابی کے درجہ پر لے جا کر کھڑا کر دیتی ہے غور سے دیکھو بگوش دل سنو دنیا میں کسی کے مرنے کے بعد جب اس کو غسل دیا جاتا ہے تو اس کے اَعِزّاء و اَقرِبا غسل دیتے ہیں۔ اس کے رشتہ دار غسل دیتے ہیں اگر زیادہ ہو گیا تو بعض کو علمائے کرام غسل دیتے ہیں۔ اور زیادہ اگر مرتبہ بڑھ گیا تو اولیائے کرام غسل دیتے ہیں۔ مگر آج تک دنیا میں ایسا آدمی ایسا انسان نہیں جس کو فرشتے غسل دیں اگر اس دنیا میں اس نیل گو آسمان کے نیچے اگر کوئی ہے تو صرف ایک ذات غلام مصطفیٰ کی فرمانبرداران رسول کی، مطیع حبیب خدا کی سرکار کی اطاعت کرنے والوں کی کہ اطاعت رسول کو اختیار کرنے کی وجہ سے اگر حالت ناپاکی میں جان نکل جائے تو کوئی انسان غسل نہیں دیتا ہے۔ بلکہ اس کو فرشتے غسل دیتے ہیں۔ دیکھو حضرت حنظلہ ابن راہب بہترین جوان بہت جید بہادر ہیں۔ جوانی کا شباب سمندر کی طرح لہریں لے رہا ہے آج ہی ان کی شادی ہوئی ہے۔ نئی نویلی دلہن ان کے گھر ہے رات کا عالم ہے۔ اپنے بیوی کے بستر پر شب عروسی منا رہے ہیں۔ کیسی خوشیاں ہوں گی۔ کیسی تمنائیں ہوں گی جوان میاں بیوی میں ایک دوسرے کی جانب وابستہ ہوں گی۔ اسی حالت میں سرکار نے الرحیل الرحیل کی صدائیں بلند کیں۔ جب حضرت حنظلہ کے کانوں میں سرکار دو عالم نور مجسم فخر آدم و بنی آدم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری آواز پہونچتی ہے تو آپ ان امیدوں کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ اس بستر کو پیر کے ٹھوکر سے ٹھکرا دیا۔ اور بیوی کی الفت کو قربان کر دیا۔ اس کی محبت کی پرواہ نہیں کی۔ اور تلوار ہاتھ میں اٹھائی۔ اور چل دیئے بیوی نے دیکھا عرض کی اے میرے سر کے تاج اے میرے زندگی کے سہارے اے میرے مستقبل کے فلسفے۔ میری ذات سے آپ کو کیا تکلیف پہونچی۔ آج ہی میں تمہارے دامن سے وابستہ ہوئی ہوں۔ آج ہی میں نے تمہارے گلابی ہونٹ حسین چہرہ دیکھا ہے ایسا کیوں آپ ارادہ کر رہے ہیں تو حضرت حنظلہ فرماتے ہیں۔ اے بیوی میرا دامن اب چھوڑ دو تمہارے اندر کوئی خامی نہیں ہے۔ تمہارے حسن میں کوئی کمی نہیں ہے۔

تمہاری خوبصورتی میں کوئی خامی نہیں - تمہارا حسن اپنی جگہ تسلیم ہے - تمہاری محبت اپنی جگہ ہے - مگر اے بیوی میں تیرے حسن کو اس کے حسن کے اوپر قربان کرتا ہوں - جن کا حسن سارے عالم کو محیط ہے - اب مجھے مدینے کے آقا نے یاد فرما لیا ہے تمہاری کیا رائے ہے - جب بیوی نے یہ سنا تو فوراً اجازت دی اور کہا اے میرے شوہر نامدار جاؤ اور آقا کے اوپر قربان ہو جاؤ - جب میں کل قیامت کے دن حنظلہ شہید کی بیوی کہکر پکاری جاؤں گی - تو فخر سے میرا سر بلند ہو جائے گا - اب حضرت حنظلہ بیتاب اور بے قرار ہو کر جہاد کی طرف چلتے ہیں - جنگ کرنا شروع کرتے ہیں - ببرے شیر کی طرح کفار پر حملہ کر رہے ہیں - جدھر حضرت حنظلہ اپنی تلوار گھماتے ہیں - سیکڑوں کفار کو فی النار کر دیتے ہیں - آخر کار حضرت حنظلہ شہید ہو گئے - جب جنگ ختم ہوئی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمام شہدائے اُحُد کی لاشوں کو جمع کرایا مگر اس میں حضرت حنظلہ کی لاش نہیں مل رہی تھی - ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ان کو لڑتے ہوئے دیکھا ہے - کسی نے کہا یا رسول اللہ میں نے ان کو زخم کھاتے ہوئے دیکھا ہے - کسی نے کہا میں نے ان کو زخموں سے نڈھال ہوئے دیکھا ہے کسی نے کہا یا رسول اللہ میں نے حضرت حنظلہ کو گھوڑے سے گرتے ہوئے دیکھا ہے اتنے میں حضرت حنظلہ کی لاش ملی - صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کے جسم اور بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں - تو اللہ کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جس وقت جہاد کی طرف چلے اپنی بیوی کے پاس آرام فرما تھے مگر جب انہوں نے میری آواز سنی تو بلا تاخیر بغیر غسل جنابت کئے میری آواز پر لبیک کہا اور فوراً حاضر ہو گئے - لہذا اللہ نے یہ گوارا نہ کیا کہ جو میرے محبوب کا اطاعت شعار ہو اور اس کو ایسی حالت میں رکھا جائے اس لئے فرشتوں سے ان کو غسل دلوایا - کیوں کہ شہدا کے بارے میں یہ ہے کہ بغیر غسل دیئے بغیر خون دھلے اسی حالت میں دفن کیا جائے اس لئے ان کو کسی آدمی سے غسل نہ دلواتے ہوئے فرشتوں سے غسل دلوایا - اسی وجہ سے ان کا لقب اس دن سے غسیل الملائکہ پڑا - سبحان اللہ

معلوم ہوا کہ جو سرکار کی اطاعت کرے گا۔ وہ اللہ کا محبوب ہو جائے گا۔ اور مقبول ہو جائے گا۔ اسی وجہ سے تو رب تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اے محبوب آپ فرما دیں کہ اگر اللہ کے محبوب و مقبول بننا چاہتے ہو۔ تو تم میری اتباع اور میری پیروی کرو مجھ سے محبت کرو اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے۔ اسی کو تاجدار اہلسنت مجدد مأۃ حاضرہ حضور پر نور مفتیٔ اعظم ہند رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

وصلِ مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو
بے وسیلے نجدیو ہرگز خدا ملتا نہیں

۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ ۔

---

# ذکرِ معراج

الحمد للّٰہ العلیم ہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم ہ وعلیٰ الٰہ واصحابہ ذوی الفضل الجسیم ہ واتباعہ فی ھدیہ المستقیم ہ اما بعد ہ

فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرّجیم

بسم اللّٰہِ الرّحمٰن الرّحیم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلًا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ لنریہ من اٰیٰتنا انّہٗ ھوالسمیع البصیرہ اٰمنت باللّٰہ صدق اللّٰہ العلی العظیم وصدق رسولہ النّبی الکریم والحمد للّٰہ رب العالمین ہ

ایک آئے وہ طور تک پہنچے ؎ دوسرے اُن سے دُور تک پہنچے
وہ جو آئے ہیں سب سے آخر میں ؎ وہ خدا کے حضور تک پہنچے

وہابی کہتے ہیں کیسے نبی افلاک پر پہنچے
فلک ہیں در نہیں کیسے وہ عرشِ پاک پر پہنچے
بتاؤ نور سے حائل کہیں دیوار ہوتی ہے
نظر شیشے پہ جب پڑتی ہے فوراً پار ہوتی ہے

اے ملتِ اسلامیہ کے غیور مسلمانوں۔ اسمِ محبوب کبریا کے شیدائیو۔ شریعت محمدیہ کے پاسبانو۔ اہل اسلام کے نوجوانو۔ اَبنائے مسلمین کے نونہالو۔ بیوتِ مومنین کی زینت بخش عزت مآب ماں اور بہنو۔ دینی رہنماؤ۔ و منبر رسول پر مسند نشین علمائے کرام ذوی الاحترام و مشائخ عظام آیئے ہم اور آپ ایک ساتھ مل کر جھوم جھوم کر ہدیۂ درود پاک پیش کریں۔ اللّٰھم صلّ علیٰ محمد و بارک وسلم

اے لوگو آج میں نے اس سید والاصفات کا ایک عظیم معجزہ آپ حضرات کے سامنے بیان کرنے کا عزم مصمم کیا ہے۔ جس نے علوم ازلی کے اسرار و رموز کے خزانے یعنی علوم مکتوم وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ کے پارے اسباق اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کے مدرسہ میں ازبر کئے تھے۔ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ کا تاج معراج سر پر سجایا تھا فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ کی خلعت زیب جان و تن کی گئی تھی۔ جس نے صاف فکر کی اصطرلاب کو مکمل عقل کی روشنی میں نصب فرمایا،، وجدان کی سعادت کی گھڑیوں اور حرمان شقاوت کے اوقات کو جانتے تھے۔ جب آپ عرفان کے جام جہاں نمائے آیت کی روشنی میں اپنی نگاہ بصیرت سے دیکھتے۔ الواح کی تمام شکلوں کے نقوش اور ارواح کے تمام احوال کی تحریریں آپ کے سامنے ہوتیں۔ جب مجاہدات کے حجرہ سے مصمم ارادہ لے کر کے اٹھتے تو مشاہدات کے تمام برج نظر آتے۔ عالم ملکوت کے گلشن سرا کی نغمہ نوازیاں باغ جبروت کے درختوں کے شاخوں پر ایک سماں باندھ دیتیں۔ اور آپ کے خلق عظیم کی مدحت سرائی کرتی سنائی دیتیں۔ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا جب آپ کی جان کا شاہباز علیین کی بلندیوں پر پرواز کرتا تو حق الیقین کے اسرار کی ساری بلندیوں کا شکار اس کے پنجوں میں ہوتا۔ وہ جس کے قرب کو ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ سے ظاہر کیا۔

میں اس سید عالم کا نام لے رہا ہوں۔ جو اٹھارہ ہزار عالم کے مقصود ہیں۔ اگر حضرت آدم علیہ السلام سید الانس تھے تو وہ آپ کے تابع تھے۔ اگر حضرت ادریس تھے تو آپ کے لاؤ نعم کی تدریس کے فیض یافتہ تھے۔ اگر حضرت نوح تھے اور ان کی کشتی تباہ کن موجوں کے بھنوروں میں پھنسی تو آپ کے ہی فیض سے ساحل نجات پر پہنچی تھی اگر حضرت ابراہیم تھے تو آپ کے دسترخوان کرم و سخا عالم روحانیت کے مسیح اور منبر رسالت و نبوت کے فصیح ہیں۔ اگر حضرت یوسف تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تخت بخت اور قصر مصر میں جلوہ افروز تھے۔ اگر حضرت موسیٰ کلیم اللہ تھے تو آپ کے طور سینا کے ندیم حریم تھے۔ اگر حضرت داؤد تھے تو آپ ہی کے نغمہ دلربا پردوں اور

سروں سے بہرہ ور تھے ۔ اگر حضرت سلیمان تھے تو آپ ہی کے تخت کے اور حکم سے مستفیض تھے ۔ اگر حضرت یونس تھے تو آپ ہی کے بحر احسان و نعم میں غرق تھے اگر سکندر تھے تو آپ ہی کے وصال میں وادیٔ الوار و ظلمت میں سرگرداں تھے ۔ اگر حضرت لقمان تھے تو آپ ہی کے علوم و احکام کے دستر خوان کے لقمہ بردار تھے ۔

یہی نہیں بلکہ اگر حضرت یحییٰ تھے تو آپ ہی کے ذوق وصال اور شوق جمال سے پرغم اور پرنم آنکھوں میں مبتلا تھے ۔ اگر حضرت عیسیٰ تھے تو آپ ہی کی آمد کی بشارت اور خوش خبری سناتے پھرتے تھے ۔ اور یہی نہیں اسی پر بس نہیں بلکہ اگر حضرت جبریل تھے تو آپ ہی کے حریم حرم کے رازداں اور پیغام رساں تھے ۔ حضرت میکائیل آپ ہی کے مناجات و حاجات میں ہمدم تھے ۔ حضرت اسرافیل آپ کے ہی دبیرستان میں لوح در کنار تھے ۔ اور اسی مکتب میں قلم سے حروف لکھتے تھے ۔ اگر حضرت عزرائیل تھے ۔ تو آپ ہی کے ماتم و سوز کے رفیق شفیق تھے ۔ غرض یہ کہ فرشتے آپ کے عزیز و مکرم اور آسمان آپ کے محل کے نیلگوں سراپردہ تھے ۔ لوح محفوظ آپ ہی کے قلم کی نگارشات کے صحیفہ کا ایک صفحہ تھی ۔ اگر قلم آپ ہی کے منشور کا طغرا نویس تھا ۔ تو کرسی آپ کے عالی ہم ضمیر منیر کا تکیہ تھی ۔ عرش مجید آپ کے مہمان خانہ جود و کرم کا دستر خوان تھا ۔ بہشت آپ ہی کا ایک حرف تھا ۔ بوستان ارم آپ کے دوستوں کی سیرگاہ تھا ۔ رضوان آپ کی امت میں تقسیم شدہ خزانوں کا ایک سکہ تھا ۔ اور دوزخ آپ کے دشمنوں کا زندان تھا ۔ پھول آپ کے تبسم کا ایک کرشمہ تھا ۔ سمندر آپ کے کرم و سخا کا قطرۂ شبنم تھا ۔ یہ جنگلات آپ کے برکات کے خزانوں کا ایک ذرہ تھے ۔ یہ زمان و زمین یہ مکان و مکین آپ کے غلام و خادم اور خدمت گزار تھے ۔ یہ ناچیز راقم الحروف سگ نوری بھی آپ ہی کے کوچہ محبت کا گدائے بینوا ہے ۔ غرض یہ کہ اس پیارے کی کیا تعریف کی جائے اور کس زبان سے اس کا بیان کیا جائے جبکہ علم و حکمت کے شہریار ۔ علوم معرفت کے بحر ناپیدا کنار ۔ عاشق محبوب پروردگار جود و کرم کے دریائے ذخار ۔ ادق المدققین ۔ احق المحققین ۔ سلطان المتکلمین امام علمائے العاملین سراج فقہائے الکاملین

مجدد و اعظم دین و ملت ۔ امام اہلسنت ۔ رفیع الدرجت ۔ عظیم البرکت ۔ اعلیحضرت ۔ علامۃ الشاہ امام احمد رضا حنفی علیہ رحمۃ القوی و رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ عنا فی الدارین جب اس رحمت والے کی تعریف کرنے پر کمر کستے ہیں تو صرف یہ کہہ کر خاموش ہو جاتے ہیں۔ ؎

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے
جان مراد اب کدھر ہائے ترا مکان ہے
عرش پہ جا کے مرغ عقل تھک کے گرا غش آگیا
اور ابھی منزلوں پرے پہلا ہی آستان ہے

حضرات، آج سے ساڑھے چودہ سو سال قبل عرب کی سرزمین اور مکہ کی پربہار فضا میں عبد اللہ کی آغوش میں تشریف لانے والا ایسا نورانی بچہ جس کی حسن و خوبی پر ہزاروں دل ربائیاں قربان۔ جس کی لبوں کی نزاکت پر گلاب و گل کی کروڑوں لطافتیں نثار۔ جسے چاند بھی جھک کر سلام کرے۔ جس کے چہرے سے سورج کی کرنیں بلائیں لیتی تھیں کس قدر مبارک اور جاذب نظر ہوگا۔ اللہ اللہ کیا حسن و زیبائی تھی جس نے دیکھ لیا دل و جان سے اس پر فدا ہو گیا قلب و نظر میں وہ رچ لبس گیا وہ نورانی بچہ جس نے اپنے کردار و عمل سے پورے عرب کو بقعۂ نور بنا دیا۔ امانت و صداقت کا ڈنکا بجا دیا اہل عرب کی نظریں اس کی طرف عزت و تنظیم سے اٹھتی تھیں۔ اس لئے کہ نہ وہ کبھی جھوٹ بولا نہ اس کی زبان سے کبھی نازیبا الفاظ نکلے۔ اور نہ ہی اس نے کبھی کسی کو ستایا اور نہ ہی اس نے کسی کا دل دکھایا۔ مگر جب اس نے فاران کی چوٹی سے خدا کی وحدانیت اور اپنی نبوت کا اعلان کیا تو لوگوں نے سنی ان سنی کر دی۔ اس کی باتوں پر کان نہیں دھرتے صرف یہی نہیں بلکہ اسے ستایا اس کی راہوں میں کانٹے ڈالے۔ اسے جادوگر کہا اور اس کی آواز کو دبانے کی ہر چند کوشش کی اور اسے ہر طرح سے ناکام کرنے کی سعی کی مگر جسے خدا رکھے اسے کون چکھے۔

آگے چل کر یہی مقدس ذات ایک ایسی منزل میں آکر کھڑی ہوتی ہے۔ جہاں

انسان ہزاروں جتن کرنے کے باوجود کبھی نہیں پہونچ سکتا ہے انسان تو انسان بلکہ اور نبی ورسول کی طاقت بھی نہیں اور وہ معراج کی منزل ہے '' معراج بھی حضور کی خصوصیات میں سے ایک عظیم خصوصیت ہے خدا کی عطا کردہ نعمتوں میں ایک اہم بالشان نعمت ہے آئیے اور واقعات معراج پر تفصیل سے روشنی ڈالیں '' پڑھیئے درود شریف ''

نبوت کا بارھواں سال ہے اور رجب کی ستائیسویں شب ہے ہر طرف شب تار کی زلفیں لہرا رہی ہیں کائنات کا ایک ایک ذرہ آغوش ظلمت میں ہے جن وانس چرند وپرند اپنے بستر آرام گاہ میں موجود ہیں ہر چہار جانب ایک سناٹا سا چھایا ہوا ہے فطرت انسانی کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی پھوپھی ام ہانی کے گھر آرام فرما ہیں آنکھیں بند ہیں مگر آپ کا قلب انور بیدار ہے آپ بستر استراحت پر جلوہ فگن ہیں۔ رخ انور سے نور کی کرنیں چھن چھن کر ام ہانی کے گھر کو منور و مجلی کر رہی ہیں اور زلف معنبر سے بھینی بھینی خوشبوئیں نکل رہی ہیں اور گھر کو معنبر زار بنا رہی ہیں۔ ایسے پر بہار اور پر نور ماحول میں دیکھئے خدا کا کرشمہ کیا رنگ لاتا ہے اور قدرت کی نیرنگی کا کیا مظاہرہ ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

ادھر حضور آرام فرما ہیں اور ادھر آسمان پر سجاوٹ ہو رہی ہے ہر ذرہ کو نکھارا جا رہا ہے۔ کونے کونے، گوشے گوشے کو بقعۂ نور بنایا جا رہا ہے چاند تارے کواکب و انجم کھنگالے اور اچھالے جا رہے ہیں۔ حوریں اپنے زلف و رخ سنوار رہی ہیں حسن و زیبائش اور جمال آرائی سے خود کو خوب خوب سنوار رہی ہیں۔ آسمان پر خوشیوں کے بادل منڈلا رہے ہیں پوری فضائے بسیط مسرت و شادمانی میں محو ہیں۔ امام اہلسنت فاضل بریلوی کیا ہی اچھے انداز میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ؎

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لئے تھے
بہار ہے شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک
ملک فلک اپنی اپنی لَے میں یہ گھر عنادل کے بولتے تھے

وہاں فلک پر یہاں زمین میں رچی تھی شادی مچی تھی دھومیں
ادھر سے انوار ہنستے آتے ادھر سے نفحات اٹھ رہے تھے
وہ چھوٹ پڑتی تھی ان کے رخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئینے تھے
تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوش لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کو بلانا چاہا تو حضرت جبریل کو حکم دیا کہ اے طائر سدرہ اب تم سدرہ سے اٹھو اور خادمانہ لباس زیب تن کرو اور ستر ہزار فرشتوں کو ہمراہ لے لو اور میرے حبیب کی بارگاہ میں جاؤ اور انہیں پیغام دیدو کہ تمہیں تمہارا رب یاد فرمارہا ہے۔

چنانچہ حکم کے مطابق حضرت جبریل نے ایسا ہی کیا خادمانہ لباس زیب تن کیا اور ستر ہزار فرشتوں کو ہمراہ لیا اور حاضر خدمت ہوئے تو فرشتوں کے تسبیح سے ام ہانی کا گھر گونج اٹھا مگر جب حضرت جبریل نے حضور کو آرام کرتے ہوئے دیکھا تو جگانا خلاف ادب سمجھا تو فوراً اپنی کافوری آنکھیں حضور کے قدموں سے ملیں جب حضور کو انکی کافوری آنکھوں کی ٹھنڈک پہونچی تو آپ خواب راحت سے بیدار ہوئے تو حضرت جبریل نے ایک طشت زریں ایمان وحکمت سے بھرا ہوا سامنے رکھا اور سینۂ مقدس کو چاک کیا قلب اطہر کو نکالا اور اس کو انوار و تجلیات علم وحکمت سے معمور کر کے بدستور اسی جگہ رکھ دیا جیسے تھا فوراً زخم دور ہوا۔ اور درد بالکل معلوم نہ ہوا نیز لطف یہ کہ جب آپ کے سینۂ مقدس کو چاک کیا گیا تو ایک قطرہ بھی خون نہ نکلا۔ کمال بر کمال بے مثال یہ کہ آپ کے حوصلے بقدر ان ترقیات وکمالات کے جو اس میں عنایت ہوئے فراخ اور کامل ہو جائیں اور دل مبارک کو علم وعرفان سے بھرنے میں یہ حکمت تھی کہ انوار و تجلیات علوم ومعرفت کی استعداد و قابلیت اور عجائب وغرائب ملک وملکوت کے دیکھنے سے قادر مطلق کے کمال قدرت پر اطمینان کلی حاصل ہو جائے اس کے بعد آپ کو انہیں ستر

ہزار فرشتوں کی جھرمٹ میں حضرت جبریل نے آپ کو ثریٰ سے غسل کرایا اور اس غسل کے پانی سے ستاروں کو چمکایا تلوؤں کے دھوون سے جنت کا رنگ و روغن بنایا جیسا کہ اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد اعظم دین وملت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لئے تھے

اور فرماتے ہیں علیہ الرحمہ۔

بچا جو تلوؤں کا ان کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنہوں نے دولہا کی پائی اترن وہ پھول گلزار نور کے تھے

کس قدر پر کیف فضا ہے پھر اس نورانی جھرمٹ میں ایک جنتی پوشاک زیب تن کرایا اور سر اقدس پر عمامہ باندھا اور بیاہ کا جوڑا اتروایا اللہ اللہ کیا نورانی سماں تھا کیا عالم رہا ہوگا سرکار اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد اعظم دین ملت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں۔

خبر یہ تحویل مہر کی تھی کہ رُت سہانی گھڑی پھرے گی
وہاں کی پوشاک زیب تن کی یہاں کا جوڑا اتر چکے تھے

سبحان اللہ کعبہ جو مسجود انبیاء ہے اور تمام مومنین و مسلمین کا قبلہ ہے وہ بھی مسرت میں جھوم رہا ہے۔ خوشیاں منا رہا ہے۔ بہاریں لٹا رہا ہے اور ہر سو نور بکھیر رہا ہے کعبہ کا کیا عالم تھا ان اشعار سے ملاحظہ فرمائیں۔ ؎

نئی دلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤں کے تھے
نظر میں دولہا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پہ آنچل تجلیٔ ذاتِ بحت کے تھے
خوشی کے بادل اُمنڈ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آ رہے تھے

دلہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلاف مشکیں جو اڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے

پڑھے درود پاک۔ اس کے بعد ایک جنتی براق پیش کیا۔ براق بریق سے ماخوذ ہے اس
لئے کہ اس کا رنگ بڑا چمکدار تھا یا برق سے بنا ہے بمعنی بجلی کے کیونکہ وہ بجلی کی طرح
کوندتا تھا جب اس پر آپ سوار ہوئے میکائیل نے لگام پکڑی۔ جبریل نے رکاب تھامی
اور براق بجلی کے مانند چلا۔ کتب احادیث میں وارد ہے۔ اس براق کی تیز رفتاری کا یہ
عالم تھا اور اس کی سرعت کی یہ حالت تھی جس کے بیان سے زبان قاصر اس لئے کہ وہ
اپنا ہر قدم اپنی ہر ٹاپ اپنی نظروں کی منتہا پر رکھتا تھا۔ اے لوگو اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر
سوچو تو معلوم ہو جائے گا۔ آج کے انسان کا یہ عالم ہے کہ جب یہ انسان جو نہایت ہی
کمزور اور نحیف ہے نہایت ہی لاغر ہے مگر جب اس کرہ ارضی پر کھڑا ہو کر آسمان کی جانب
اپنی نظروں کو بلند کرتا ہے تو فوراً اسی آن میں اس کی نگاہ چاند و سورج اور جھلملاتے ہوئے
ستاروں تک پہونچ جاتی ہے تو جب یہ بے بنیاد انسان کرہ ارضی پر کھڑے ہو کر لاکھوں کروڑوں
میل کی دوری پر سیارگان فلک کا نظارہ کر لیتا ہے۔ حالانکہ اس کی نگاہوں میں ذرا سا نور
ہے اور جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور وہ جو سراپا نور ہو جو نور مجسم ہو جس کے نور کے
بارے میں خود خداوند قدوس ارشاد فرماتا ہے۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ۔ اور
خود صاحب لولاک اپنے بارے میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے نظر آئیں۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ
نُورِی وَكُلُّ خَلَائِقِ مِنْ نُورِی وَاَنَا مِنْ نُورِ اللّٰهِ ۝ تو ان کی نگاہوں کا کیا
حال ہوگا۔ ان کی آنکھوں کا کیا عالم ہوگا اور پھر لطف یہ کہ خود سرکار نوری اور حضرت جبریل
جو لے جانے والے ہیں وہ بھی نوری ان کے ہمراہی و ساتھی تمام فرشتے نوری اور یہی نہیں
بلکہ وہ براق جس پر سرکار جلوہ فرما ہیں وہ نوری ان انوار کی اجتماع میں جب وہ نوری سواری
چلی ہوگی تو اس کی رفتار کا کیا عالم ہوگا اور وہ اس سفر کو کتنی جلدی طے کر چکا ہوگا تعجب
ہے کہ آج اگر روس اور امریکہ کے تیار کردہ میزائل اور راکٹ آن کی آن میں ہزاروں
میلوں کا سفر اور راستہ طے کر لیتے ہیں تو ان کی تیز روی پر ان دنیا کے بندوں کو یقین ہو جاتا ہے

اور اس کی روانی اور سرعت کے افکار کی طاقت ان بے دال کے بودموں میں نہیں ہوتی ہے۔ انسان کا بنایا ہوا کرنٹ ایک سکنڈ کے اندر لاکھوں میل کا سفر طے کرلیتا ہے اس پر ان شپرہ چشموں کو یقین ہوجاتا ہے۔ جب کہ یہ سب انسانی مصنوعات میں سے ہیں۔ اور اللہ کا بنایا ہوا میزائل اللہ کا بھیجا ہوا سیارہ جس کا نام براق برق کی مناسبت سے ان کو یقین نہیں آتا ہم کہتے ہیں کہ جب بندوں کے بنائے ہوئے میزائل اور راکٹ اور سیارے اتنی جلدی اتنا طویل سفر طے کرلیتے ہیں تو پھر اللہ کا ارسال کردہ سیارہ اور میزائل یعنی براق نے اگر چشم زدن میں یہ سفر طے کرلیا تو کیا بعید ہے مگر یہ کور چشم کیا کریں۔ آنکھ والے ہی اس حقیقت کو دیکھ سکتے ہیں۔ شیخ سعدی شیرازی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ∴ چشمہ آفتاب را چہ گناہ

اور اعلحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں اندھوں کے بارے میں فرماتے ہیں۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

پڑھئے درود شریف۔ برادران اسلام اب سوال یہ ابھرتا ہے کہ اگر اللہ کو بلانا ہی تھا تو پھر براق بھیجنے کی کیا ضرورت تھی براق کو کیوں بھیجا اس کی کیا وجہ تھی اس میں کیا فلسفہ تھا کیا راز تھا تو سنو۔ براق کے بھیجنے میں یہ حکمت مضمر تھی کہ اس سے سید عالم محبوب رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم مقصود تھی جس طرح کہ محبین اپنے محبوبوں کے لئے گھوڑا بھیجتے ہیں اور اخص الخواص جو کہ محرم و انیس مجلس خواص ہو اس کے بلانے کے لئے پیادوں کو بھیجتے ہیں اور رات کے وقت جو کہ خلوت خاص کا وقت ہے غیروں کے آنکھوں سے بچا کر بلاتے ہیں۔ وَلِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی وَ تَعَالٰی وَتَقَدَّسَ۔

دیکھو دلائل نبوت کی ایک روایت میں ہے کہ جب آپ نے اس براق پر سواری کا قصد کیا تو براق شوخی کرنے لگا حضرت جبریل نے خطاب کرتے ہوئے اس سے کہا اے براق ٹھہر جا تجھے کیا ہوگیا۔ خبردار

ہو آج تجھ پر وہ سوار ہو رہا ہے جو نبیوں کا سردار ہے دونوں جہاں کا مختار ہے محبوب پروردگار ہے اس سے بہتر کوئی آج تک سوار نہ ہوا۔ جب براق نے یہ سنا تو شرم سے پانی پانی ہو گیا اور خشیہ مہربانی سے اس کو پسینہ آ گیا اس نے اپنے سر کو فوراً حضور کے قدموں میں جھکا دیا۔ خاتم المحققین حضرت علامہ محمد نقی علی خاں صاحب علیہ الرحمۃ الکلام الاوضح میں تحریر فرماتے ہیں کہ براق کہ شوخی بسبب چالاکی تھی کہ چالاک جانور اکثر و بیشتر شوخ ہوتا ہے یا اس وجہ سے کہ آپ سے قبل اس پر کوئی سوار نہ ہوا تھا اور نیا جانور اکثر شوخی کرتا ہے۔ بہر حال جب حضرت جبریل نے اس کو تہدید کی تو اس نے کہا اے جبریل میں حضرت سے ایک عرض رکھتا ہوں ارشاد ہوا بیان کرو تو اس نے عرض کیا کہ قیامت کے روز ہزاروں براق باسازو براق آپ کی سواری کے لئے حاضر کئے جائیں گے مبادا آپ ان کی طرف متوجہ ہوں اور میں محروم رہوں میری تمنا یہی ہے کہ اس دن بھی آپ مجھے ہی اس دولت بے بہا سے نوازیں۔ آپ نے اس کی عرض کو شرف قبول بخشا اور آپ اس پر سوار ہو کر مسجد اقصیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔

اللہ اللہ کیا شان تھی مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ حور و غلماں نے آپ کو جنت کا دولہا بنایا جبھی تو سرکار اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوش عقیدت مع المحققت میں آکر پکارتے ہیں ؎

خدا ہی دے صبر جان پر غم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لیکے قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے

اب حضور کی سواری فرشتوں کے جھرمٹ میں بڑی شان و شوکت سے چلی اس رات کی کیا بات ہے کہ جس رات میں ذات الہٰی سے محبوب الہٰی کی ملاقات ہے طالب و مطلوب کی ملاقات ہے۔ محب و محبوب کے وصل کی رات ہے کیا ہی انوار و تجلیات ہیں کہ ہر طرف نور ہی نور ہے اور ہر طرف سرور ہی سرور ہے زمین سے آسمان تک چہار جانب سجایا گیا اس رات کی سجاوٹ اور حسن و زیبائش کو شاعر اپنے اشعار میں یوں پروتا ہے ؎

جذبِ حسنِ طلب آج کی رات ہے ⁖ دائیں بائیں فرشتوں کی بارات ہے

سر پہ نورانی سہرے کی کیا بات ہے .:. شاہ دولہا بنا آج کی رات ہے
باغِ عالم میں بادِ بہاری چلی .:. سرورِ انبیاء کی سواری چلی
یہ سواری سوئے ذاتِ باری چلی .:. ابرِ رحمت اٹھا آج کی رات ہے
طور چوٹی کو اپنے جھکانے لگا .:. چاندنی چاند ہر سو دکھانے لگا
عرش سے فرش تک جگمگانے لگا .:. رشکِ صبحِ صفا آج کی رات ہے
برق سے تیز تر ہے براق آپ کا .:. کیونکہ خالق کو ہے اشتیاق آپ کا
اب نہیں دیکھا جاتا فراق آپ کا .:. جلد چلنا روا آج کی رات ہے
عطرِ رحمت فرشتے چھڑکتے چلے .:. جس کی خوشبو سے رستے مہکتے چلے
چاند تارے جلو میں چمکتے چلے .:. کہکشاں زیرِ پا آج کی رات ہے

الغرض حضور کی سواری چل رہی ہے اور بڑے تزک و احتشام سے چل رہی ہے یہاں پر ایک بات قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ جب کوئی دنیا کا بادشاہ کسی راستے سے گذرتا ہے جب کوئی شہنشاہ کسی شہر میں جاتا ہے تو اس کے لئے راستے صاف وشفاف کر دیئے جاتے ہیں اور روشنی کا انتظام کر دیا جاتا ہے۔ راستے جگمگا دیئے جاتے ہیں اس کی راہوں میں اچھی سے اچھی قالینوں کا فرش بچھا دیا جاتا ہے اور چاروں طرف پولیس کا پہرہ لگا دیا جاتا ہے ہر طرح کا انتظام ہوتا ہے۔ مگر جس راستے سے شہنشاہوں کے شہنشاہ دونوں جہان کا بادشاہ امام الانبیاء رسولوں کا پیشوا مالک ہر دوسرا پیغمبروں کا مقتدا محبوبِ خدا صفوتِ آدمیاں تتمہٴ دورِ زماں ہادیٴ انس وجاں سیاحِ لامکاں مالکِ چنیں وچناں حبیبِ داور رہبر سب کے رہبر بیواؤں کا یاور رب کے پیمبر خاتم الانبیاء جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم گذر رہے ہوں۔ اس راستے میں کیا بچھا ہوگا۔ اللہ نے اپنے محبوب کے راستے میں کس چیز کا فرش بنایا ہوگا جس پر دونوں جہان کے مالک ومختار کا گزر ہوا ہوگا۔ تو اس کا جواب بریلی کے تاجدار سنیت کا شاہکار عاشق محبوب پروردگار اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد اعظم دین وملت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے کیا ہی خوب دیا اور فرمایا سنو جب دنیا کے کسی بادشاہ کا گذر ہوتا ہے تو اس کے راستے میں دنیاوی فرش

بچھا ہوتا ہے۔ مگر اللہ کے محبوب دانائے غیوب کی گذرگاہ میں ہمارے دل بچھے ہوئے تھے۔ حوروں کی آنکھیں بچھی ہوئی تھیں اور فرشتوں کے پر بچھے ہوئے تھے آپ فرماتے ہیں

؎ غبار بن کر نثار جائیں کہاں اب اس رہ گذر کو پاؤں
ہمارے دل حوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پر جہاں بچھے تھے

الغرض آپ کی سواری مسجد اقصیٰ کی طرف بے حد سرعت سے چل رہی ہے۔ الکلام الاوضح میں ہے کہ راستے میں آپ کو ایک بڑھیا ملی اس نے آپ کو آواز دیا مگر آپ نے اس کی طرف التفات نہ کیا اور آپ چلتے رہے پھر تین شخص نظر آئے انہوں نے آپ کو سلام کیا۔ السلام علیک یا اوّلُ۔ السلام علیک یا آخرُ۔ السلام علیک یا حاشِرُ حضرت نے سلام کا جواب دیا اور حضرت جبریل سے ان کا احوال دریافت کیا تو جبریل نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ بوڑھی عورت جو آپ کو ملی تھی وہ دنیا تھی اگر آپ اس کی جانب خیال فرماتے اور متوجہ ہوتے تو آپ کی امت دنیا کو اختیار کرتی اور وہ تین حضرات جو آپ کو ملے جنہوں نے آپ کو سلام کیا۔ ان میں سے ایک حضرت ابراہیم دوسرے حضرت موسیٰ تیسرے حضرت عیسیٰ علیہم السلام تھے۔ ان پیغمبروں کے ملاقات کی خصوصیت اس وجہ سے ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کے اجداد امجاد میں سے ہیں۔ اس عالم میں سید عالم کو ان کی اتباع کا حکم اور قیامت کے دن وہ آپ کی امت میں داخل ہونے کی تمنا کریں گے۔ اور موسیٰ علیہ السلام کی شریعت آپ کی شریعت سے نہایت مناسبت رکھتی ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ آپ کے زمانہ سے قریب ہے۔ آپ کے اور ان کے درمیان کوئی پیغمبر نہیں آئے اور جب وہ آسمان سے اتریں گے تو آپ کی پیروی کریں گے۔ اور آپ کی شریعت کو عام کریں گے۔

اور انہیں تینوں اشخاص کے نام کو اختیار کرنے میں شاید اس فلسفہ کی طرف اشارہ ہے کہ اس عالم کی تمام خوبیاں اور کمالات اول سے آخر تک تمہارے لئے ثابت ہیں اور حشر کے دن بھی ہمہ کام آپ کی ہی مرضی کے مطابق ہوں گے۔ اس طرح کے بیشمار واقعات آپ ملاحظہ فرماتے ہوئے بہت جلد مسجد اقصیٰ پہونچ گئے جہاں جہاں اور

جس جس جگہ براق نے اپنا پیر رکھا وہاں کے جنگل اور بستی مہک گئے اور سب لہلہا گئے تھے جیسا کہ میرے اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں ؎

براق کے نقش سم کے صدقے وہ گل کھلائے کہ سارے رستے
مہکتے گل بن مہکتے گلشن ہرے بھرے لہلہا رہے تھے

جب آپ مسجد اقصیٰ پہونچے وہاں پر تمام اولین و آخرین انبیاء و مرسلین جمع تھے۔ حضرت سے ہر ایک کا تعارف ہوا۔ اور ہر ایک سے سلام مصافحہ و معانقہ ہوا۔ آپ کا براق جس دروازہ سے باندھا گیا وہ آج بھی باب محمدی کے نام سے مشہور ہے پھر حضرت جبریل نے اذان پڑھی۔ اذان کو سن کر آسمان سے دیگر انبیاء کرام کا نزول شروع ہوا تمام مسجد اقصیٰ اور تمام جنگل بھر گئے بعد میں آپ کو حضرت جبریل نے آگے بڑھایا۔ آج میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام اولین و آخرین انبیاء و مرسلین سے آگے ہیں۔ اللہ اللہ وہ جو سب سے آخر میں آئے تھے۔ آج سب کے امام بنکر سب سے آگے جلوہ افروز ہیں اور سب کی امامت فرما رہے ہیں آپ سب کے مقتدیٰ اور سب آپ کے مقتدی ہیں۔ سب نے آپ کے پیچھے نماز ادا کی۔ اللہ تعالیٰ میرے اعلیٰحضرت قدس سرہ کی قبر انور پر رحمت کے پھول برسائے آپ کتنے اچھے انداز میں فرماتے ہیں ؎

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہو معنیٰ اول و آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

تفصیل اس اجمال کی توضیح اس مقال کی فرمان رب ذی الجلال میں ہے۔

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہٗ لنریہٗ من اٰیاتنا انہٗ ھو السمیع البصیر یعنی ہر عیب و نقصان سے پاک ہے جو رات میں لے گیا اپنے بڑائی والی مسجد سے مسجد اقصیٰ کی طرف جس کے گرد و نواح کو ہم نے برکت دی تاکہ ہم ان کو اپنی نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے اس آیت کی تعبیر ملاحظہ کیجئے۔ سبحان الذی اس میں لفظ موصول اس واقعہ کی کمال عظمت پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مقام مدحت میں ذکر کیا اور اپنی پاکی

اور قدوسیت کی دلیل قرار دیا یعنی وہ ایسا قادر اور لوث عجز سے پاک و منزہ ہے کہ چند ساعت میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں سے کہاں لے گیا کہ عقول بشری اور نفوس قدسی اس کی کیفیت کا ادراک نہیں کر سکتے۔ یہاں سے ظاہر ہو گیا کہ ادراک ذات کا متعسر ہے اذہان متوسطہ ہی سے نہیں بلکہ اذہان عالیہ کے ادراک سے بھی ماورا ہے اس کی ذات پاک سوا اس کے محبوب پاک صاف لولاک کے کون ادراک کر سکتا ہے اور اسریٰ فرمانے میں یہ بھی راز تھا کہ مکہ سے بیت المقدس تک لے جانا موسوم باسریٰ اور سیر سماوات تا اقصیٰ الغایات مسمّیٰ بمعراج ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ معراج سے وہ سیڑھی مراد ہے کہ جس پر ہو کر آپ تشریف لے گئے اس لئے کہ معراج اسم آلہ ہے۔ اور یہ عروج سے مشتق ہے جیسا کہ قاموس میں کہا ہے۔ اَلْمِعْرَاجُ وَالْمِعْرَاجُ السُّلَّمُ اور بعبدہٖ فرما کر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی شان کو دوبالا کیا اس لئے کہ ضمیر کی اضافت عبد کی طرف عظمت کے بیان کے واسطے مضاف ہے جس طرح کہتے ہیں کہ بادشاہ کا مصاحب آتا ہے۔ جو اس کی بڑائی اور عظمت اس کلمہ سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور سمجھی جاتی ہے وہ نام لینے سے نہیں اور تمام صفات میں سے عبدیت کو اس کی فضیلت بیان علت کے سبب سے اختیار فرمایا نہ کوئی صفت بندگی کے برابر ہے اور نہ رفعت اور بلندی بغیر اس کے حاصل نہیں ہو سکتی ہے انسان کی سعادت بندگی اور سر افگندگی ہی ہے۔ اس میں گویا اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ ہم نے اپنے حبیب کی بندگی کے سبب یہ مرتبہ عنایت فرمایا کہ چند ساعت میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کو لے گئے اور اپنی قدرت و حکمت کے راز ان پر ظاہر کیئے۔ اور

لیلاً۔ فرما کر یہ بتا دیا کہ وہ رات کے کچھ حصہ میں تشریف لے گئے اور واپس بھی ہوئے اور اللہ تعالیٰ جل وعلا اس سے یہ بھی بتانا چاہتا ہے کہ رات مواصلت محب اور محبوب کے لئے مناسب ہے تا کہ اغیار اسرار محبت سے خبردار نہ ہوں اگر یہ واقعہ دن میں گذرتا تو ہر موافق اور مخالف تسلیم اور تصدیق کرتا اور فائدہ ابتلا اور آزمائش کا متحقق نہ ہوتا اس لئے اللہ جل وعلا نے رات کو اختیار کیا اور رات میں بلایا ـــــ اور ـــــ

مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ - سے یہ بتایا کہ ابتدائے اسریٰ مسجد حرام سے ہے۔ اس کو مسجد حرام اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی بزرگی اور عظمت قدرومنزلت دیگر مسجدوں سے زیادہ ہے یہاں تک کہ جو شخص اس میں دو رکعت نماز پڑھتا ہے۔ دو لاکھ کا ثواب پاتا ہے یا اس وجہ سے کہ اس میں اور اس کے گرد ونواح میں شکار کھیلنا یا قتل وقتال کرنا حرام ہے۔ جس کی وجہ سے اس کا نام مسجد حرام ہوا۔

اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی - سے یہ واضح فرمایا کہ دنیا کی سیر میرے محبوب نے مسجد اقصیٰ تک کی اور اقصیٰ کی وجہ تسمیہ ظاہر ہے کہ وہ مسجد حرام سے بہت فاصلے پر ہے۔ اس لئے اس کو مسجد اقصیٰ کہتے ہیں۔ اور اس آیۃ میں لفظ اِلٰی انتہائے غایت کے لئے نہیں۔ اس لئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ اور وہاں سے لامکاں تک جانا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اور اس کا انکار کرنے والا مبتدع بلکہ فاسق ہے جس طرح اسریٰ کا منکر کافر ہے۔

وہابی کہتے ہیں کیسے نبی افلاک پر پہونچے
فلک ہیں در نہیں کیسے وہ عرش پاک پر پہونچے
تو کہد و نور ہیں اور نور سے حائل کہیں دیوار ہوتی ہے
نظر شیشے پر جب پڑتی ہے فوراً پار ہوتی ہے

اَلَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ - اس دیار کی برکت ظاہر ہے یعنی ہم نے اس مسجد کے گرد ونواح کو برکت درختوں کے ذریعہ دی۔ اس لئے کہ اس میں ہر قسم کی چیزیں ہوتی ہیں۔ اور کثرت سے ہوتی ہیں۔ یا ہم نے برکت دی پیغمبروں کی سکونت کی وجہ سے اور فرشتوں کی آمد ورفت کی وجہ سے اس لئے کہ اکثر پیغمبر وہیں پیدا ہوئے اور اسی ملک میں رہے اور اسی زمین پر اکثر وحی نازل ہوئی۔ اور ملائکہ کی آمد ورفت قرنوں رہی اور شیخ الانبیاء خلیل خدا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ ہجرت گاہ ہے اور مزید لفظ موصول اور لفظ حولہٗ مسجد اقصیٰ کی کمال بزرگی پر دال ہے۔ اس متبرک جگہ کا یہ مرتبہ ہے کہ اس کی وجہ سے اس کے اطراف وجوانب کو بھی بزرگی اور عظمت و بڑائی کا حصول ہوا۔

کیا شان ہے مولیٰ تعالیٰ کی کہ ہر لفظ میں سینکڑوں لماز مستتر ہزاروں باریکیاں پوشیدہ لاکھوں مترپنہاں ہیں۔

لِنُرِيَهُ مِنْ اٰيَاتِنَا سے یہ واضح کرنا چاہتا ہے کہ اللہ کو اپنے محبوب کا لے جانا اس طرح نہیں کہ جس طرح عام لوگ اپنے دوست کو چمن کے گشت یا بازار کی سیر کے لئے لے جاتے ہیں اس لئے کہ اس سیر و تفریح میں علاوہ تفریح طبع دوسرا کوئی فائدہ مقصود نہیں ہوتا ہے۔ اور یہاں اس سیر سے رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو ایک عظیم فائدہ حاصل ہوا۔ اس لئے کہ عجائب ملک و ملکوت غرائب جبروت و لاہوت آپ کی نظروں سے گذرے اور آگے یہ بتانا چاہتا ہے کہ اس جانے آنے کو کوئی شخص اپنے اوپر نہ قیاس کرے یہ اللہ کے محبوب کا آنا جانا ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہوتا ہے۔ یہ محب کا بلانا اور محبوب کا جانا ہے کس ناز اور کس انداز سے ہوگا۔ اللہ خود فرماتا ہے

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔ بے شک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ یعنی لوگ اس سیر کو اپنے اوپر نہ قیاس کریں اس لئے کہ جب کسی راہ کو بعجلت قطع کرتے ہیں اس کے احوال بالخصوص ان کے عجائب و غرائب جو راستے سے الگ متعلق ہیں واقف نہیں ہوتے اور دوسرے کی بات خوب نہیں سنتے زیادہ نہیں سمجھتے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے باوجود کہ اس راہ کو چند ساعت میں طے کیا اس راستے کے تمام احوال آسمانوں کے عجائبات آپ نے خوب سے خوب تر ادراک کر لئے اور جو سنا سمجھ لیا۔ اور جو دیکھا اسکی حقیقت کو خوب دریافت کر لیا بلکہ یہ سننا اور دیکھنا کیا انہوں نے تو خدا کا کلام بے واسطہ سنا اور خدا کو بلا واسطہ بچشم سر دیکھا۔ اور پروردگار کے کلام کا سننا اور اس کا دیکھنا یہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے مخصوص رکھیں۔ آپ کا کمال یہ کہ اس دیکھنے میں نہ تو آپکی آنکھیں جھپکیں نہ جھلملائیں حضرت کلیم نے صرف اسکی ایک تجلّی دیکھی تو بے ہوش ہو گئے اور حبیب نے جمال اللہ کو دیکھا پھر بھی ہوش میں رہے اسی لئے میرے اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام (اور کسی شاعر نے کہا ہے)

## سیر سماوات

موسیٰ ز ہوش رفت بیک پر تو صفات
تو عین ذات می نگری در تبسمی

الغرض حضور صلے اللہ علیہ وسلم امامت سے فارغ ہونے کے بعد انبیاء و رسل سے رخصت ہو کر مسجد سے باہر تشریف لائے حضرت جبرئیل نے آپ کو دو پیالے پیش کئے۔ ایک میں دودھ تھا دوسرے میں شراب آپ نے دودھ کو پسند فرمایا پھر آپ وہاں سے روانہ ہوئے۔ اور سیر آسمان کی طرف متوجہ ہوئے۔ براق پر سوار ہو کر بہت ہی جلد پہلے آسمان پر پہنچے وہاں پر حضرت آدم علیہ السلام جلوہ افروز تھے۔ حضرت جبریل نے عرض کیا۔

ھٰذا ابوک آدم فسلم علیہ۔ یعنی یہ آپ کے باپ آدم ہیں۔ ان کو سلام کیجئے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے جواب دیا اور کہا۔ مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح۔ اے نیک فرزند مرحبا اے اچھے نبی مرحبا آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کے دائیں اور بائیں تصویریں دیکھیں۔ حضرت آدم علیہ السلام جب داہنی طرف دیکھتے تو مسکراتے اور جب بائیں طرف دیکھتے تو روتے۔ جبریل نے کہا کہ داہنی طرف جنتی آدمیوں کی تصویریں ہیں ان کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں تو ہنستے ہیں اور بائیں طرف جہنمی آدمیوں کی تصویریں ہیں انکو دیکھکر روتے ہیں پھر پہلے سے دوسرے آسمان کی طرف تشریف لے گئے۔ جب وہاں پر پہونچے تو حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے ملاقات ہوئی۔ وہاں سے تیسرے آسمان پر تشریف لے گئے وہاں پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ پھر چوتھے پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات کی۔ پانچویں پر حضرت ہارون علیہ السلام سے اور چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی اور پھر ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی۔ آپ نے دیکھا کہ آپ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور سے ٹیک لگائے ہوئے تشریف فرما ہیں۔ بیت المعمور کعبہ کے محاذ میں واقع ہے اور اس طرح محاذ میں واقع ہے کہ اگر وہاں سے کوئی چیز پھینکی جائے تو کعبہ کی چھت پر گرے گویا یہ کعبہ زمین ہے اور وہ کعبہ آسمان ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے یہ اس لئے عطاء فرمایا ہے کہ انہوں نے زمین پر کعبہ بنایا تو اللہ نے ان کو آسمان پر کعبہ عطاء فرمایا۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ آپ نے ساتویں آسمان پر ایک نہر دیکھی کہ اس پر موتی اور یاقوت اور زبرجد کے خیمہ تھے اور سبز پرندے خوبصورت اس پر بیٹھے تھے اور چاندی سونے کے برتن رکھے تھے۔ جبریل نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کوثر ہے۔ جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمایا ہے۔ آپ نے ایک آبخورہ اس کے پانی سے پیا جس کا ذائقہ شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبودار اور آپ نے اسی آسمان پر اپنی امت کو بھی ملاحظہ فرمایا۔ پھر وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ کے قریب پہونچے اور وہاں کے عجائب اور غرائب ملاحظہ فرمائے۔ سدرہ پر ایک درخت ہے جس کی جڑ بہشت میں ہے۔ اور شاخیں ساتویں آسمان پر پھیلی ہیں اور اس کے پتے ہاتھی کے کان کے مانند ہیں اور ہر پتہ پر ایک فرشتہ بیٹھا ہوا خدا کی تسبیح بیان کر رہا ہے۔ جب وہاں سے آگے بڑھے تو حضرت جبریل علیہ السلام سے آپ نے استفسار کیا کہ آپ کیوں ٹھہر گئے عرض کیا اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اب آپ آگے چلئے۔ اس لئے کہ آپ کا مرتبہ اللہ کے نزدیک مجھ سے زیادہ ہے۔ اور میرا مقام تو اس سے آگے نہیں ہے۔ آگے میں نہیں جا سکتا نیز حضرت جبریل کے اس مقام پر رکنے میں یہ راز تھا کہ کہیں کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ حضرت جبریل حضور کو لے کر گئے۔ اور انہوں نے حضور کو راستہ بتایا بلکہ یہ یہاں اعتراض ختم ہو گیا اور یہ معلوم ہوا کہ حضرت جبریل بھی حضور کے وسیلے سے گئے جس کو انشاء اللہ ابھی میں بیان کروں گا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے حجاب زر لبفت کے متصل پہنچے حضرت جبریل نے اس پردے کو ہلایا اس پردے کے فرشتے نے کہا کون جبریل نے کہا میں ہوں۔ جبریل اور ہمارے ساتھ اللہ کے پیارے حبیب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس فرشتے نے پردے سے ہاتھ باہر نکال کر مجھ کو اٹھا لیا۔ جبریل نے توقف کیا اور رخصت چاہی میں نے ان سے کہا کہ ایسی جگہ کوئی دوست اپنے دوست کو چھوڑتا ہے تو عرض کیا اے اللہ کے حبیب رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی رحمت کے وسیلے سے میں یہاں تک آیا ورنہ میرا مقام سدرۃ المنتہیٰ سے آگے نہیں تھا۔ اور اب اگر ایک بال برابر بھی آگے بڑھوں تو اللہ کے جلال سے جل جاؤں۔ شیخ سعدی علیہ رحمۃ القوی ارشاد فرماتے ہیں ؎

شب برنشست از فلک برگذشت
بتمکین وجاہ از ملک درگذشت
چناں گرم در تیہہ قربت براند .:. کہ در سدرہ جبریل ازو باز ماند
بدو گفت سالار بیت الحرام .:. کہ اے حامل وحی برتر خرام
اگر یکسر موئے برتر پرم .:. فروغ تجلی بسوزد پرم

بہر حال جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبریل سے رخصت ہونے لگے تو آپ نے فرمایا اے جبریل کیا تم کو خدا سے کوئی حاجت ہے اگر خدا سے تمہیں کوئی حاجت ہے تو بیان کرو میں تمہارا پیغام پہونچادوں گا تو حضرت جبریل نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک عرض ہے۔ بس ایک ہی آرزو ہے۔ یارسول اللہ صرف ایک ہی تمنا ہے۔ حضور نے فرمایا بیان کرو حضرت جبریل نے عرض کیا وہ یہ ہے کہ جب آپ کی امت پل صراط سے گذر رہی ہو تو میں پلصراط پر اپنے پر بچھادوں اور اس پر سے آپ کی امت بسلامت گذر جائے۔ یہ ہے سرکار کی امت کا مقام۔ جب یہ امت پلصراط سے گذر رہی ہوگی تو حضرت جبریل کے پر بچھے ہوں گے۔ اور جب امت کا یہ مقام ہے تو خود صاحب امت کا کیا مقام ہوگا کوئی اندازہ نہیں کرسکتا۔ بہر حال آپ جبریل سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے اور ستر ہزار حجابات جو ہر طرح کے بناوٹ کے تھے طے کئے اور مقام مستوی میں پہونچے۔ مستوی ایک بلند مقام ہے وہاں سے اور براق برق رفتار چلنے سے عاری ہوا اور رف رف آگے سواری ہوا جو عرش تک پہونچا کر غائب ہوا۔ میرے اعلیحضرت فرماتے ہیں ؎

تھکے تھے روح الامین کے بازو چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو
رکاب چھوٹی امید ٹوٹی نگاہ حسرت کے ولولے تھے

آپ فرماتے ہیں کہ پھر ایک آفتاب سے زیادہ روشن تخت حاضر ہوا میں اس پر جلوہ افروز ہو کر ستر ہزار پردوں کو پار فرمایا ایک پردے سے دوسرے پردے کے درمیان کی رفتار پانچ سو برس کی تھی جس پردے کے قریب پہونچتا تو آواز آتی کون ہے۔ فرشتہ کہتا میں فلاں پردے کا صاحب ہوں اور میرے ساتھ اللہ کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اسی طرح تمام حجابات اور پردے طے کیے۔ پھر میں تنہا تھا نہ کوئی ساتھی نہ راہی نہ ہمراہی تھا۔ اسی کو اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد اعظم دین و ملت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ القوی فرماتے ہیں ؎

یہ ان کی آمد کا دبدبہ تھا نکھار ہر شیٔ کا ہو رہا تھا
نجوم و افلاک جام و مینا اجالتے تھے کھنگالتے تھے

جب میں تنہائی میں ہوا تو کچھ خوف غالب ہوا تو فوراً ابوبکر کی آواز میں ایک آواز آئی اور وہ آواز یہ تھی۔ قِفْ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ رَبَّكَ يُصَلِّي ۔ میں حیران ہوا کہ یہاں پر جس جگہ فرشتوں کا گذر نہ ہو جہاں پر حضرت جبریل کے وہم و گمان بھی نہ پہونچے وہاں پر ابوبکر کیسے آئے اچانک اللہ رب العزت سے خطاب ہوا۔ اُدْنُ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّه اُدْنُ يَا اَحْمَدُ اُدْنُ يَا مُحَمَّدُ ۔ یعنی نزدیک ہو مجھ سے اے خلق کے بہتر نزدیک ہو مجھ سے اے احمد نزدیک ہو مجھ سے اے محمد اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صدقے میں اعلیٰحضرت کی قبر انور پر رحمت کے پھول نچھاور فرمائے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں۔ ؎

بڑھ اے محمد قریں ہو احمد قریب آ سرور ممجد
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

غرض کہ جس قدر آپ قریب ہوتے تھے اسی قدر زیادہ تقاضوں میں زیادتی ہوتی تھی۔ اور عاشق رسول فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا ہی خوب منظر کھینچا ہے ؎

ادھر سے پیہم تقاضے آنا ادھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال و ہیبت کا سامنا تھا جمال و رحمت ابھارتے تھے

اور حضور بڑھتے جاتے مگر بہت حد درجے کا ادب ملحوظ رکھتے بہت مؤدبانہ انداز سے جھجکتے ہوئے آگے بڑھتے اور اللہ کے جلال سے ڈرتے ہوئے چلتے مگر اللہ نے اپنے محبوب کی رفتار اور ان کی روش کو تیز کیا تو فوراً قریب ہوئے جسکو میرے اعلیٰحضرت نے یوں فرمایا ہے کہ ؎

بڑھے تو لیکن جھجکتے ڈرتے حیا سے جھکتے ادب سے رکتے
جو قرب انہیں کی روش پہ رکھتے تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے

الغرض آپ اپنے رب سے اتنے قریب ہوئے اتنے قریب ہوئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ذُوْ مِرَّۃٍ فَاسْتَوٰی ۝ وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ۝ ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی ۝ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ۝ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی ۝ یعنی پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارے پر تھا پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا تو اس جلوہ اور محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا۔ بلکہ اس سے بھی کم اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔

جب آپ مقام دنیٰ تک پہونچے اور خلوت کدہ قاب قوسین او ادنیٰ میں باریاب ہوئے تو حضور وہاں پہونچے۔ جہاں پردہ تھا نہ حجاب نہ زمان تھا نہ مکان نہ فرشتہ تھا نہ انسان بلکہ جہاں پر خود جہت کو لالے پڑے ہوئے تھے۔ عقل بے کار تھی اور خرد سر جھکائے ہوئے تھی۔ مرغ عقل پرواز کر کے بے ہوش ہو گیا تھا وہاں میرے آقا کا گذر ہوا۔ اسی لئے تو میرے آقا امام اہلسنت اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

خرد سے کہدو کہ سر جھکالے گماں سے گذرے گذرنے والے
پڑے تھے واں خود جہت کو لالے کسے بتائے کدھر گئے تھے
سراغ این ومتیٰ کہاں تھا نشان کیف والیٰ کہاں تھا
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگ منزل نہ مرحلے تھے (پڑھیئے درود پاک)

برادران اسلام:- پھر محبوب خدا نے اپنے رب کو بلاواسطہ دیکھا اور اس کا کلام بلاواسطہ سنا۔ جیسا کہ سیدنا اعلیحضرت مجدد اعظم دین وملت علامہ شاہ امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ؎

ہوا نہ آخر کہ ایک بجرا تموج بحر ہو میں ابھرا
دنیٰ کی گودی میں انکو لیکر فنا کے لنگر اٹھا دیئے تھے

اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا التحیات۔ خاتم المحققین علامہ نقی علی علیہ رحمتہ القوی اپنی تصنیف لطیف الکلام الاوضح میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے رب کے انتہائی قریب پہنچ گئے اور عجز و فروتنی جو کہ مقام بندگی کے مناسب تھا۔ فوراً بجالائے اور اپنے رب کو سجدہ کیا اور عرض کیا۔ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ ۝

یعنی سب عبادتیں اور تمام نمازیں اور جمیع کلمات طیبات اور ذکر و اذکار سب کے سب تیرے ہی لئے ہے۔ علما فرماتے ہیں کہ یہاں تحیات سے مراد عبادت قولی ہے۔ جیسے تسبیح و قرأت وغیرہ اور صلواۃ سے مراد عبادت فعلی جیسے نماز روزہ حج وغیرہ اور طیبات سے مراد عبادت مالی ہے۔ جیسے صدقہ اور زکوٰۃ وغیرہ یعنی سب عبادات قولی فعلی جانی و مالی خدا ہی کے لئے ہے۔ جب اللہ نے اپنے محبوب کی عجز و انکساری بندگی اور فرماں برداری اس درجہ دیکھی۔ تو آپ کو تین خلعتیں عطا فرمائیں۔ ایک خلعت سلام دوسرا رحمت تیسرا بھلائی اور برکت اور فرمایا۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ ۔ اور سلامتی ہو میری تم پر اے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور میری رحمت اور میری برکتیں ہوں۔ دونوں جہاں کے سردار ہم غریبوں کے غم گسار دونوں عالم کے مالک و مختار محبوب پروردگار جناب احمد مجتبٰی محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے رب کی عنایت دیکھی تو نبیوں اور پیغمبروں اور فرشتوں کو بھی اس خوان کرم سے ایک خوشہ عنایت کیا مزید شفقت اور محبت اور دریائے رحمت سے گنہگار امت کو بھی نہ چھوڑا اور تمام امت کو شامل کر لیا۔ اور فرمایا۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ ۔ اور سلام ہم سب پر اور سلامتی ہو نیک بندوں پر جب فرشتوں نے اللہ کی عنایت اور حضور کی گنہگار امت پر رحمت دیکھی تو سب نے یک زبان ہو کر گواہی دی اور کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یعنی بندوں کو اس مقام پر پہونچانا اور ایسی کرامتوں سے نوازنا معبود حق کے علاوہ کسی سے ممکن نہیں علاوہ ازیں کیا گفت و شنید ہوئی کوئی نہیں بتا سکتا۔ اسی لئے اعلیحضرت مجدد اعظم دین و ملت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اٹھے جو قصر دنیٰ کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی کسے بتائے کدھر گئے تھے

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے ظاہر وہی ہے باطن
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اسکی طرف گئے تھے

(بڑھئے درود پاک)

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ یعنی ایک تیر و کمان کا فاصلہ یا اس سے بھی کم رہ گیا یہ مقام محبت ہے اور محبت کا مقام تیر و کمان کے مثال سے آیا کرتا ہے۔ اہل عرب کی عادت تھی کہ جب دو شخص آپس میں دوستی جوڑتے اور معاہدہ کرتے تو کمانیں جوڑ کر کھڑے ہو جاتے۔ اور باتفاق اس سے چھوڑتے اور اس وقت سے یہ بات ٹھہر جاتی کہ جو میرا دشمن ہے وہ تیرا دشمن ہے اور جو میرا دوست ہے وہ تیرا دوست ہے اور آپس میں ایک دوسرے کا بھید کوئی مخفی نہ رہے۔ اور سب کچھ ایک دوسرے پر ظاہر ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ قاب قوسین سے یہی واضح کرنا چاہتا ہے کہ اے لوگو سنو جو میرے محبوب کا دوست ہوگا وہ میرا دوست ہوگا۔ اور جو ان کا دشمن ہوگا وہ میرا دشمن ہوگا۔ اور تمام علوم میں نے اپنے محبوب کو دیئے ملک و ملکوت اور اسرار جبروت و لاہوت سب سے مطلع فرمایا۔ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى جب حضور آگے بڑھے کچھ خوف غالب ہوا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنا دست قدرت آپ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اس کے رکھتے ہی جملہ علوم و فنون اولین و آخرین حاصل ہوئے اور اللہ تعالیٰ جل و علا نے یوں ارشاد فرمایا۔ یا محمد انا و انت وما سواک خلقته لاجلک ۝ اے محمد میں ہوں اور تو ہے اور جو اس کے سوا ہے۔ سب تیرے لئے ہے۔ بعد میں آپ نے جنت اور دوزخ کی سیر کی۔ اور جنت میں حضرت بلال کے چلنے کی آواز سنی اور سات محلات دیکھے پوچھا یہ کس کے لئے ہے۔ بتایا گیا یہ عمر بن الخطاب کے واسطے ہے۔ اور دوزخ کو دیکھا کہا الٰہی جب مجھ کو اس کے دیکھنے کی تاب نہ آئی۔ تو امت کے لوگ جو نہایت ضعیف اور نحیف اور لاغر و کمزور ہیں۔ کیسے اس کو برداشت کر سکیں گے۔ اور ان عذابوں کا تحمل کب ہو سکے گا الٰہی تو نے مجھے ان کا ہادی بنایا ہے اور ان کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیا ہے۔ میری لاج تیرے ہاتھ میں ہے جب عجز و الحاح حد سے زیادہ بڑھا تو اللہ نے آپ کی شفاعت قبول کرنے کا وعدہ کیا اور پھر خلعت مراجعت عنایت ہوا اور آپ ﷺ کے حکم سے عالم سفلی کی طرف رجوع فرمایا۔ اور راستہ میں چوتھے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا تم پر کیا فرض ہوا۔ آپ نے فرمایا پچاس وقت کی نمازیں تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں نے اپنی امت کو خوب آزمایا ہے۔

آپ کی امت کبھی ہرگز ادا کر سکے گی آپ پھر جایئے اور تخفیف چاہئے۔ آپ واپس پھر گئے اور دس وقت کی نمازیں معاف ہوئیں پھر تشریف لائے تو حضرت موسٰی علیہ السلام نے کہا کہ اب بھی بہت زیادہ ہیں۔ آپ جائیں اور کم کرائیں۔ آپ جاتے آتے رہے اور نمازیں معاف ہوتی رہیں یہاں تک کہ پانچ وقت کی نمازیں رہ گئیں۔ جب آخری بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم آنے لگے تو اللہ نے فرمایا اے محبوب آپ کی امت میں سے جو صرف پانچ وقت کی ادا کریگا تو میں اس کو ثواب پچاس وقت کا ہی عطا کروں گا۔ پھر جب حضرت موسٰی علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے کہا اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی بہت ہیں آپ جائیں اور اس میں تخفیف کرائیں تو سرکار نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے بہت مانگا اب مجھے شرم آتی ہے۔ پھر آسمان کے تمام عجائب وغرائب کو اس سیر میں ملاحظہ فرماتے ہوئے زمین پر تشریف لائے۔ مزید لطف یہ ہے کہ تمام سیر وتفریح سلام وکلام عجائب وغرائب ملاحظہ فرمانا اور دیدار خداوندی کر کے واپس ہونا۔ اور یہ آنا جانا اس قدر تیز رفتاری میں ہوا کہ وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا کہ جب آپ حجرۂ مقدس میں واپس تشریف لائے تو زنجیر بدستور ہلتی ہوئی ملی۔ اور بستر کی گرمی بھی موجود پائی۔ اسی کو کسی شاعر نے اپنی نظم میں یوں پرویا ہے ؎

زنجیر بھی ہلتی رہی بستر بھی رہا گرم
ایک پل میں سر عرش گئے آئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

اسی کو میرے اعلیحضرت مجدد اعظم دین وملت امام اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ یوں ارشاد فرماتے ہیں ؎

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروروں منزل میں جلوہ کر کے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آلیے تھے

## سرزمین مکہ پر محبوب خدا سے سوالات

واپسی میں ایک مقام پر سرکار کو قریش کا ایک قافلہ ملا۔ اس قافلے کے ایک اونٹ

پر دو بڑے بڑے جھول پڑے ہوئے تھے ایک سفید دوسرا سیاہ جب سرکار کی سواری اس قافلے کے محاذ میں پہنچی تو جوال والا اونٹ بھڑکا اور بدک کر بھاگا جس سے ایک جوال گر کر ٹوٹ گیا اور سرکار سواری برق جہندہ کی طرح دور پہنچی۔ ایک اور قافلہ سے ملاقات ہوئی۔ اس قافلے والوں کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا۔ اسے تلاش کر رہے تھے۔ سرکار نے ان کو سلام کیا۔ قافلے والوں نے سرکار کی آواز پہچان لی۔ اور کہنے لگے یہ تو محمد کی آواز ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور نہایت تیزی کے ساتھ سرکار گزر گئے کہ قافلے والے سرکار کو دیکھ بھی نہ سکے اور سرکار صبح ہونے سے پہلے پہلے سرزمین مکہ معظمہ میں جلوہ فرما ہو گئے۔

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروروں منزل میں جلوہ کر کے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آ لئے تھے

مگر سرکار کو معلوم تھا کہ جب میں معراج کے واقعات بیان کروں گا۔ بعض تکذیب کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس لئے سرکار رنجیدہ تشریف فرما تھے کہ دشمن خدا اور دشمن رسول ابوجہل لعین گزرا سرکار کو جلوہ افروز دیکھ کر قریب آیا۔ اور استہزہ کے طریقے سے کہنے لگا کہ کہئے کیا خبر ہے کوئی نئی بات پیدا ہوئی؟ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ ہاں وہ کہنے لگا وہ کون سی بات ہے؟ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رات میں ہم کو خوب سیر و تفریح کرائی گئی۔ ابوجہل بولا کہاں تک؟ سرکار نے فرمایا۔ بیت المقدس تک ابوجہل نے تعجب خیز انداز میں بولا کہ آپ راتوں رات بیت المقدس تک چلے گئے۔ اور ہمارے درمیان صبح پھر واپس بھی آ گئے۔ سرکار نے جواب دیا کہ ہاں ابوجہل کو یہ بات بڑی حیرت انگیز اور تعجب خیز معلوم ہوئی۔ اس وقت سرکار کو جھٹلانا مناسب نہ جانا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ سرکار قوم کے سامنے واقعات معراج بیان کرنے سے انکار کر دیں۔ تو خواہ مخواہ الٹے میرا مذاق بنے۔ تو کہنے لگا کہ اگر قوم کو بلاؤں تو کیا آپ قوم کے سامنے اسی طرح بیان کر دیں گے جس طرح آپ نے مجھ سے بیان کیا ہے تو ابوجہل نے بنی کعب بن لوی قبائل کو آواز دی وہ سب جمع ہو گئے۔ اور سرکار کے روبرو بیٹھ گئے ابوجہل کہنے لگا کہ آپ نے جو کچھ مجھ سے بیان کیا تھا ان سے بھی بیان کیجئے۔ تو سرکار نے فرمایا رات کے تھوڑے سے حصہ میں مجھے خوب سیر کرائی گئی۔ بس سرکار کا اتنا فرمانا تھا کہ سوالات کی بوچھار شروع ہو گئی۔

س ۔ کفار قریش ——— کہاں تک سیر کرائی گئی ؟

ج ۔ محبوب خدا ——— بیت المقدس تک

س ۔ کفار قریش ——— اور صبح ہونے سے پہلے آپ ہمارے درمیان بھی آگئے ۔

ج ۔ محبوب خدا ——— ہاں

جیسے ہی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا فرمایا کہ فوراً بعض کفار تعجب سے تالیاں بجانے لگے ۔ اور بعض چیخنے لگے اور بعضوں نے تعجب سے اپنے ہاتھوں کو اپنے سر پر رکھ لیا ۔ غرض یہ کہ حیرت اور تعجب کی وجہ سے عجیب و غریب حرکتیں کرنے لگے ۔ ایک کافر جس کا نام مطعم بن عدی تھا کہنے لگا مطعم بن عدی آج قبل آپ کے جتنے معاملات تھے ۔ یہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے اس نے کہا میں کہتا ہوں کہ آپ (معاذ اللہ) جھوٹے ہیں کیونکہ ہم دو ماہ تک مسلسل بلندی اور پستی میں چلکر اپنے اونٹوں کے جگر پھاڑ کر بیت المقدس تک پہنچتے ہیں اور آپ کا یہ خیال ہے کہ آپ راتوں رات بیت المقدس گئے اور واپس بھی آگئے اور اس کافر نے یہ بھی بکا کہ لات عزیٰ کی قسم ہم آپ کی تصدیق ہرگز نہیں کریں گے ۔ صدیق اکبر نے فرمایا او بدو مطعم تو نے سخت گندی بات بکی اور ہاشمی سردار کی تکذیب کی ہیں ان کی تصدیق کرتا ہوں کہ بے شک بلاشبہ محبوب خدا نے جو واقعات بیان فرمائے ہیں بالکل صحیح ہیں ۔

کفار قریش تو سرکار کی تکذیب کر ہی رہے تھے کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ سرکار دو عالم بیت المقدس گئے ہی نہیں ہیں ۔ ان میں وہ لوگ بھی تھے جو بیت المقدس کو خوب اچھی طرح دیکھ چکے تھے ہر گوشہ سے واقف تھے وہ پوچھنے لگے اب بہترین طریقہ سے سوالات شروع ہوئے ۔

ایک کافر ——— ذرا بیت المقدس کی تعریف تو کیجئے ؟ اس کی بنیاد کس طرح ہے ؟

دوسرا کافر ——— ذرا اس کی ہیئت بتایئے کیسی ہے ؟

تیسرا کافر ——— بیت المقدس کے دروازے کتنے ہیں ؟

چوتھا کافر ——— کون سا دروازہ کس طرف کو ہے ؟

پانچواں کافر ——— اس میں محرابیں کتنے ہیں ؟

چھٹا کافر ——— بیت المقدس کے طاق کتنے ہیں بتایئے تو ؟

ساتواں کافر ——— ذرا یہ بتایئے کہ بیت المقدس کی چھت کس طرح ہے؟

آٹھواں کافر ——— بیت المقدس کی چھت میں شہتیر کتنے ہیں؟

نواں کافر ——— یہ بھی بتلایئے کہ بیت المقدس کی چھت میں کڑیاں کتنی ہیں؟

دسواں کافر ——— بیت المقدس پہاڑ سے کتنے فاصلے پر ہے؟

الغرض جس کافر کے منہ میں آرہا تھا وہ وہی کہہ رہا تھا۔ مگر قربان جایئے محبوب خدا کے آپ نے ہر ایک کفار قریش کا جواب دینا شروع کیا۔ مگر یاد رہے کہ بیت المقدس میں سرکار کا جانا اس غرض سے تو تھا نہیں کہ اس کے دروازے اور طاق اور محراب وغیرہ شمار کرتے اس لیئے جواب دیتے دیتے کچھ سکوت فرمایا اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم مضطرب اور بے چین ہوئے ایسے مضطرب ہوئے کہ اس طرح کبھی مضطرب نہ ہوئے تھے۔ محبوب کی بے چینی محب کو کس طرح برداشت ہو سکتی ہے۔ محبوب خدا کا ایک لمحہ خاموش ہوتا تھا کہ فوراً جبریل امین کو حکم خداوندی ہوا کہ فوراً بیت المقدس کو میرے محبوب کے سامنے کردو۔ تاکہ کفار جو کچھ میرے محبوب سے سوال کریں۔ اس میں میرے محبوب کو پریشانی نہ اٹھانا پڑے۔ اے جبریل اپنے محبوب کی تکلیف مجھے قطعاً گوارہ نہیں۔ کفار سوال کرتے جائیں۔ اور میرے محبوب جواب فرماتے جائیں۔ فوراً حضرت جبریل نے بیت المقدس اٹھاکر آپ کے پاس رکھدیا۔ اب بیت المقدس سرکار کے سامنے ہے کفار قریش جو کچھ پوچھتے گئے۔ محبوب خدا نے اس کا جواب دیکھ دیکھکر دینا شروع کیا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی تصدیق کرتے رہے اور محبوب خدا کے ہر جواب پر عرض کرتے جاتے بے شک آپ نے سچ کہا بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ جب سرکار سے سوال کرکے تھک گئے۔ تو کفار قریش کو کہنا پڑا کہ بیت المقدس کی تعریف تو بالکل درست ہے مانیں کیسے بات تو یہ تھی کہ

مریض کفر پر لعنت خدا کی ⁖ مرض بڑھتا گیا جتنی دوا کی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگے کہ کیا آپ تصدیق کرتے ہیں کہ رسول اللہ آج رات کو بیت المقدس گئے اور صبح ہونے سے قبل ہی واپس بھی آگئے حضرت ابوبکر صدیق اکبر۔ ہاں ہاں بے شک ہم تصدیق کرتے ہیں اور ہم تو اس سے بھی اونچی بات کی تصدیق کرنے

ہیں کہ صبح شام اور روزانہ آسمانی خبروں کی تصدیق کرتے ہیں اس کے مقابلے میں اس کی تصدیق بے ہی کیا۔ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جان نثار یار غار کے جواب سے بے حد خوش ہو کر فوراً ان کو صدیق کا لقب دیا۔ مگر کفار قریش کو چین کہاں وہ کہنے لگے کہ کیا قافلہ آپ کو ملا تھا۔ ذرا اس کی خبر تو دیجئے؟ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں وہ جا میں فلاں قافلے کے پاس ہو کر گذرا تھا۔ جب میں ان کے سامان کے پاس پہونچا تو میں نے دیکھا کہ ایک پیالے میں پانی بھرا ہوا رکھا تھا۔ میں نے اس پانی کو پی لیا۔ اور وہاں سے روانہ ہوا تو فلاں مقام پر فلاں قافلے سے ملا۔ اس قافلے میں ایک سرخ اونٹ تھا۔ جو سب سے آگے تھا اس پر دو بڑے جوال یعنی دو عزارے سفید وسیاہ رکھے ہوئے تھے جب میں اس کے قریب پہنچا تو اونٹ بھڑکا اور عزا اوسلا لوٹ گئے۔ پھر میں تنعیم میں فلاں قافلے کے قریب سے گذرا۔ اس کے آگے ایک مٹیلے رنگ کا اونٹ چل رہا تھا۔ جس پر ایک کالا کمبل اور دو کالے عزارے پڑے تھے۔ عنقریب وہ ثنیہ کی جانب سے آجائیں گے۔ ایک کافر نے پوچھا کہ یہ سب قافلے مکہ میں کب تک آجائیں گے تو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ چہار شنبہ کو اب سب کفار چلے گئے۔ اور چہار شنبہ کا انتظار کرنے لگے۔ جب چہار شنبہ کا دن آیا تو سب کے سب بلندیوں پر چڑھ چڑھ کر قافلوں کو دیکھنے لگے کہ قافلے آتے ہیں کہ نہیں۔ دن بھر دیکھتے رہے مگر قافلے نہ آئے۔ اور کفار قریش طرح طرح سے طعن وتشنیع کی باتیں کرنے لگے سرکار دو عالم محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ خداوندا اسی خبر کی تصدیق پر تو تیرے حضور میری حاضری کی تصدیق موقوف ہے۔ اس لئے اے میرے رب دن کو بڑھا دے تاکہ دن ہی دن میں قافلے آجائیں اور تیرے محبوب کی تصدیق ہو جائے۔ ورنہ یہ کفار قریش بہت پریشان کریں گے۔ جیسے ہی سرکار کی زبان مبارک سے یہ کلمات طیبات ادا ہوئے فوراً اللہ نے قبولیت کا سہرا پہنا دیا اور عنایت کا جوڑا عطا کیا اس کو اعلیحضرت فرماتے ہیں ؎

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا ۔:۔ دلہن بن کے نکلی دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا ۔:۔ بڑھی ناز سے جب دعائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اور دن بڑھ گیا۔ اور اللہ نے آفتاب کو غروب ہونے سے روک دیا۔

اب قافلے آگئے۔ تو کفار دوڑتے ہوئے ان کے پاس پہونچے۔ اور پوچھا کہ کیا کوئی اونٹ تمہارا گم ہوگیا تھا قافلے والوں نے کہا ہاں اور ہم اس کی تلاش میں چلے گئے تھے پھر وہ بڑی مشکل سے ملا۔ اب انھوں نے دوسرے قافلے سے پوچھا کہ کیا تمہارے قافلے میں ایک پیالہ پانی بھرا ہوا رکھا تھا۔ قافلے والوں میں سے ایک شخص نے کہا ہاں۔ خدا کی قسم اس پیالے میں پانی بھر کر میں نے رکھا۔ اور ہم میں سے کسی نے نہ اس کو پیا اور نہ پھینکا مگر وہ پانی معلوم نہیں کیا ہوگیا۔ کفار قریش کہنے لگے کہ ولید نے سچ کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بڑے جادوگر ہیں (معاذ اللہ) معجزے کو جادو بتانا اس کو نہ ماننا تو یہ کافروں کی عادت قدیمہ ہے آج اگر یہ وہابی دیوبندی معجزے کو نہ مانے تو کیا تعجب کی بات ہے۔ یہ تو اپنے باپ کی سنت ادا کر رہے ہیں۔ اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد اعظم دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروروں منزل میں جلوہ کرکے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آلئے تھے
نبی رحمت شفیع امت رضاؔ پہ للّٰہ ہو عنایت
اسے بھی ان خلعتوں کا حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

— وما علینا الا البلاغ المبین ۔

---

# معجزاتِ رسولؐ

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبیہ ورسولہ المصطفیٰ وعلیٰ آلہ واصحابہ البررۃ التقی۔

امابعد۔ فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ۔ صدق اللہ العظیم۔ وبلغنا رسولہ النبی الکریم ۔

نظر اک چمن سے دوچار ہے نہ چمن چمن بھی نثار ہے
عجب اس کے گل کی بہار ہے کہ بہار بلبل زار ہے
بہ ادب جھکالو سرِ ولا کہ میں نام لوں گل و باغ کا
گلِ تر محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) چمن ان کا پاک دیار ہے
وہ نہ تھا تو باغ میں کچھ نہ تھا وہ نہ ہو تو باغ ہو سب فنا
وہ ہے جان جان سے ہے بقا وہی بُن ہے بن ہی بار ہے
نہ حجاب چرخ و مسیح پر نہ کلیم و طور نہاں مگر
جو گیا ہے عرش سے بھی ادھر وہ عرب کا ناقہ سوار ہے
وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سر بسر
ارے تجھ کو کھائے تپ سقر ترے دل میں کس سے بخار ہے

بزرگو اور دوستو گفت و شنید سے پیشتر آیئے ہم اور آپ ملکر ایک آواز ہو کر اپنے آقا و مولیٰ یعنی بزم آخر کا شمع فروزاں نور اول کا جلوہ وہ جو جان مسیحا ہے۔ وہ جو رحمت کا دریا ہے۔ وہ جو ملیح دل آرا ہے۔ وہ جو ہر مکاں کا اجالا ہے۔ وہ جو تاجداروں کا آقا ہے۔ وہ جو نور وحدت کا ٹکڑا ہے۔ وہ جو تصریح واثبات ما نبیہ ہے تشریح حجت

بالغہ ہے۔ تقریر قصص انبیاء ہے۔ تحریر معارف اصفیاء ہے۔ وقایۂ احکام الٰہیہ ہے۔ افق انوار شمسیہ ہے اسی کی بارگاہ عالیوقار ضیا بار پر انوار میں جھوم جھوم کر ہدیۂ درود پیش کریں
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ برادران ملت اسلامیہ آج میرا دل یہ چاہتا ہے کہ پیغمبر آخر الزماں۔ خاتم الانبیاء حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات آپ حضرات کے سامنے بیان کروں۔ مگر جب اپنی بے بضاعتی اور کم علمی کی طرف نظر کرتا ہوں تو زبان خاموش ہو جاتی ہے کہ مجھ جیسا کم علم ناچیز اس بے مثل و بے مثال کے معجزے کیسے بیان کر سکتا ہے کہ جن کی ہر ہر ادا معجزہ ہو۔ کون ہے وہ وہی جن کا نام محمد ہے۔ اے لوگو بغور سنو میں آپ حضرات سے سوال کرتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ محمد کون ہیں۔ محمد دونوں جہان کے بادشاہ ہیں۔ ہر فقیر بے نوا کی پناہ ہیں۔ اٹھارہ ہزار عالم کا خلاصہ ہیں۔ اولاد آدم کے انسان کامل ہیں۔ بلکہ سعادت آدم ہیں۔ ان کے معجزوں کا کوئی شمار نہیں۔ کیوں اس لئے کہ اگر بنظر عمیق آپ دیکھیں تو یہ سارا عالم دنیا و مافیہا کا ہر ہر ذرہ انھیں کا معجزہ ہے۔ دیکھو حضرت شیث کی سیادت، سرکار دوعالم کی نبوت کا وسیلہ تھا۔ حضرت نوح کی کشتی نجات محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا ایک نمونہ تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سکوت خلعت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک قطرہ تھا۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا صدق صداقت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک لمحہ تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت سلطنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک رکن تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن۔ جمال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جھلک کا ایک کرشمہ تھا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بے پناہ صبر کا ایک ذرہ تھا حضرت داؤد علیہ السلام کا نغمہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نعت کا ایک مصرع تھا۔ سکندر کا تخت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی شوکت کا ایک ادنیٰ سا دبدبہ تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مکالمات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قربت کا ایک حصہ تھا۔ حضرت ہارون کی وزارت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا ایک انعام تھا۔ حضرت لقمان کی حکمت، حکمت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دفاتر کی ایک سطر تھی۔ مراتب حضرت

یحییٰ علیہ السلام کی عصمت عفت محمد کا ایک لمحہ تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی منزل محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی منزل ارفع کا ایک پایہ تھا۔ ایسے ہی تمام انبیاء کرام آپ ہی کا صدقہ تھے۔ اسی لئے تو میرے اعلیحضرت مجدد اعظم دین وملت فاضل بریلوی کیا خوب ارشاد فرماتے ہیں ؎

رفعت ذکر ہے تیرا حصہ دونوں عالم میں ہے تیرا چرچا
مرغ فردوس پس از حمد خدا تیری ہی مدح وثنا کرتے ہیں
تو ہے خورشید رسالت پیارے چھپ گئے تیری ضیا میں تارے
انبیاء اور ہیں سب مہ پارے تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں

یہی نہیں بلکہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر آپ کے دروازے کے خاک نشین تھے۔ حضرت عمر فاروق آپ کے خرمن ایمان کے خوشہ چین تھے۔ حضرت عثمان بن عفان آپ کے خوان احسان کے ریزہ چین تھے۔ حضرت علی آپ کے دریائے رحمت کے چھینٹے جمع کرنے والے تھے۔ حضرت فاطمہ بتول زہرہ۔ بوستان مصطفوی کی ایک کلی تھی حضرت حسن وحسین گلستان محمدی کے ایک گلدستہ تھے۔ حضرت امام اعظم آپ کے مصحف کا ایک حرف تھے۔ حضرت غوث اعظم آپ کے بحر معرفت کا ایک قطرہ تھے۔ حضرت خواجہ آپ کی سلطنت کے ایک سپاہی تھے۔ اعلیحضرت آپ ہی کے معجزوں میں سے ایک معجزہ تھے۔ اور مفتیٔ اعظم آپ ہی کے نور ہدایت کی ایک جھلک تھے۔ اسی لئے تو اعلیحضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں ؎

خلق سے اولیا اولیا سے رسل ∴ اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

غرض یہ کہ حضرت جبرائیل امین آپ کے قاصد تھے۔ حضرت اسرافیل آپ کے میخانے کے جرعہ کوش تھے۔ حضرت میکائیل آپ کے غلاموں کو رزق تقسیم کرنے والے تھے۔ حضرت عزرائیل۔ خیل محمدی کے جلاد تھے۔ اے لوگو قرآن آپ کا منشور ہے۔ کلمۂ شہادت آپ کی تیغ ہے۔ طہارت آپ کی پاکیزگی ہے۔ روزہ آپ کی ڈھال ہے معراج آپ کا سفر ہے۔ ملاء اعلیٰ کے ملائکہ آپ کا لشکر ہے۔ اللہ کی ذات والا صفات

آپ کی پناہ گاہ ہے۔ اور ملجا و ماوی ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی لئے تو شہزادہ اعلیحضرت تاجدار اہلسنت مرشد برحق جلوۂ قدرت حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

وصف کیا لکھے کوئی اس مہبط انوار کا
مہر و مہ میں جلوہ ہے جس چاند سے رخسار کا
عرش اعظم پر پھریرا ہے شہ ابرار کا
بجتا ہے کونین میں ڈنکا مرے سرکار کا (پڑھئے درود پاک)

برادران اسلام آپ حضرات کے سامنے رسول اعظم سرور بنی آدم روح روان عالم صفائے سینۂ منیر اعظم۔ نور دیدۂ ابراہیم و آدم یعنی شہنشاہ دو عالم حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و معجزات کو کون بیان کرے اور کیسے بیان کیا جائے اگر معجزات و فضائل اور محاسن و درجات شمار میں ہوں تو بیان بھی کئے جائیں مگر ان کے فضائل کیسے بیان کئے جا سکتے ہیں۔

کہ جو دنیا میں تشریف لائے تو زبان پر ربِ ہبلی امتی کی صدائیں رہیں ہوں قبل جلوہ گری آپ کے واسطے سے دعا قبول ہوئی ہو۔ وقت تولد بت خانے ویران ہو گئے ہوں۔ تمام بت منھ کے بل گر گئے ہوں۔ جن کے حق بیانی اور امانت داری کی گواہی کفار دیتے ہیں۔ جن کی بارگاہ کے حضرت جبریل خادم ہوں۔ وہ اگر نرم ریت پر چلیں تو نقش نہ بنیں اور اگر سخت پتھر پر چلیں تو نقش قدم بن جائیں۔ اگر اشجار جھرمٹ میں جائیں تو وہ آپ کو سلام کریں۔ اگر احجار کے قریب جائیں تو احجار ان سے کلام کریں۔ حد تو یہ ہے کہ اگر جانور ان کی بارگاہ میں جائیں تو سجدہ کریں۔ کنکروں کو اشارہ فرمائیں تو کلمہ گو ہو جائیں۔ اگر مردہ کو حکم دیں تو وہ زندہ ہو جائے۔ اور اگر سوکھے ہوئے درخت کے بارے میں دعا کریں تو ہرا بھرا ہو جائے۔ جب وہ پیارے باہر نکلیں تو ابر رحمت ان پر سایہ فگن ہو جائے۔ اگر مٹھی بھر مٹی کفار کے اوپر پھینکیں تو تیر سے زیادہ کام کرے۔ اے لوگو ان کی کیا تعریف بیان کی جائے کہ اگر ان کی انگلی کا اشارہ ہو جائے تو ابر چھا جائے اور موسلا دھار بارش ہونے لگے اور اگر اسی انگلی کا اشارہ فرمائیں تو بادل پھٹ جائے۔ اور بارش بند ہو جائے۔ اگر ان کی

انگلی کا اشارہ ہو جائے تو چاند کے دو ٹکڑے ہو جائیں۔ اور اسی انگشت مبارک کا اشارہ کریں تو ڈوبا ہوا سورج پلٹ آئے۔ غرض کہ پتھروں اور کنکریوں کا آپ کے دست اقدس پر تسبیح و تہلیل کرنا حجر اسود کا آپ کو سلام کرنا۔ اور ستون حنانہ کا آپ کے فراق میں گریہ وزاری کرنا دست اقدس کی انگلیوں کی گھائیوں سے چشمہ جاری کر دینا بکری کی سوکھی ہوئی چھاتیوں میں سے ہاتھ لگاتے ہی دودھ کا نکلنا آپ کے لعاب دہن سے کھاری کنوئیں کا شیریں ہو جانا۔ علاوہ ازیں مزید درجات عالیہ سے مخصوص فرمایا گیا۔ خلوت قدس میں مناجات کا سننا۔ انواع و اقسام کے مشاہدات و کرامات سے سرفراز ہونا رات کے وقت معراج کو جانا۔ مختصر یہ کہ تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کو جتنے بھی فضائل و محاسن و معجزات و خصائص عطا کئے گئے وہ تمام بدرجۂ اتم بلکہ ان سے کہیں اور زیادہ حضور پرنور شفیعنا یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ستودہ صفات میں موجود ہیں کسی شاعر نے اس کو یوں کہا ہے ؎

خدا نے ایک محمد میں دیدیا سب کچھ (صلی اللہ علیہ وسلم)
کریم کا کرم بے حساب کیا کہنا

ان کی ہر ادا معجزہ ہے۔ ان کا اٹھنا معجزہ ان کا بیٹھنا معجزہ۔ ان کا چلنا پھرنا معجزہ۔ ان کا سونا جاگنا معجزہ۔ ان کی ہر ادا معجزہ ہے۔ غرض یہ کہ تمام کمالات آپ کے اندر موجود ہیں ؎

خوبی و شکل و شمائل و حرکات و سکنات
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

## مردے کا زندہ کرنا

مواہب لدنیہ سے دلائل النبوۃ پھر اس سے مدارج النبوۃ میں منقول ہے کہ ایک بار بارگاہِ رسالت میں ایک آدمی آیا اور اس نے سید الانبیاء حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آپ کے اوپر اس وقت ایمان لاؤں گا جب آپ میری ایک لڑکی مردہ ہے اس کو آپ دوبارہ زندہ فرمادیں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم

سکرا کر فرماتے ہیں بس اتنی سی شرط۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ بس یہی درخواست ہے اب اللہ کے محبوب فرماتے ہیں کہاں ہے وہ لڑکی۔ اس آدمی نے سرکار کو ایک پرانی قبر بتائی اور عرض کیا یا رسول اللہ اس کی قبر یہ ہے۔ حضور جانِ عالم وجانِ ایمان صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قبر پر کھڑے ہو کر آواز دی اے فلاں۔ ادھر آپ کا آواز دینا تھا کہ فوراً ادھر لڑکی کی قبر پھٹی اور لڑکی قبر سے اٹھ کر یہ عرض کرنے لگی۔ لبیک یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وسعدیک فوراً وہ آدمی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا ؎

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
(مواہب لدنیہ)

## بشارت جنت

حضرت ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ کے ایک باغ میں تھا اللہ اللہ ان باغوں کی بھی کیا قسمت رہی ہوگی کہ جن میں سرور کائنات جلوہ فرما ہوئے ہوں آپ تشریف لے جاتے ہوں اور ان سے خوشہ بھی چن کر تناول فرماتے ہوں۔ بہر حال سرکار وہاں بیٹھے ہی تھے۔ کہ اتفاق سے ایک شخص آیا اور دروازہ کھلوایا۔ سرکار نے مجھے حکم فرمایا کہ دروازہ کھول آؤ۔ اور ساتھ ہی ساتھ اس آنے والے کو جنت کی بشارت دیدو۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں جا کر دروازہ کھولا تو وہ (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے) وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے سرکار کے فرمان کے بموجب ان کو جنت کی بشارت سنائی،، وہ حمد الٰہی بجالائے۔ پھر ایک شخص نے آکر دروازہ کھلوایا تو حضور پر نور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو۔ تو میں نے جا کر پھر جب دروازہ کھولا تو وہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تھے ان کو بھی میں نے بحکم سرکار جنت کی خوش خبری دی۔ وہ بھی حمد الٰہی بجالائے اس کے بعد ایک آدمی اور آیا اس نے بھی دروازہ کھلوایا حضور نے ارشاد فرمایا کہ دروازہ کھول دو۔ اور اس آنے والے کو بھی جنت کی خوش خبری دیدو۔ ایک بلوے کی وجہ سے جو اس کے اوپر ہوگا۔ میں نے دروازہ کھولا تو وہ حضرت عثمان غنی

رضی اللہ عنہ تھے ان کو میں نے آپ کے حکم سے جنت کی بشارت دی وہ حمد الہٰی بجالائے پھر انہوں نے کہا خدا کی مدد چاہیے۔ اسی لئے تو اعلیحضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

## ایمان کی دولت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اپنی ماں کو اسلام کی دعوت دیتا تھا وہ اس وقت مشرکہ تھی اس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین کی اور بے ادبی کا کلمہ کہا مجھے بہت زیادہ شاق گذرا۔ اس صدمہ کا میرے دل پر بے حد اثر ہوا اور میں روتا ہوا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور یوں عرض کیا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ دعاء فرمائیں کہ اللہ رب العزت میری والدہ کو ہدایت دیدے۔ فوراً اللہ کے رسول کے ہاتھ بارگاہ خداوندی میں دراز ہوتے ہیں۔ سرکار یوں فرماتے ہیں کہ (اَللّٰھُمَّ اھْدِ اُمَّ اَبِی ھُرَیْرَۃَ۔) اے اللہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دے۔ حضور کی زبان مبارک سے یہ دعاء سن کر میں بہت شاداں و فرحاں اپنے گھر واپس آیا تو میں نے دیکھا کہ دروازہ اندر سے بند ہے۔ میری ماں کو میرے قدموں کی آواز سے معلوم ہوگیا کہ آنے والا میں ہی ہوں۔ بولی ابو ہریرہ وہیں ٹھہرو میں نے پانی گرنے کی آواز سنی اور سمجھ گیا۔ کہ میری ماں غسل کر رہی ہے۔ آپ کا بیان ہے کہ جب میری ماں غسل سے فارغ ہوئی کپڑے بدلے پھر دروازہ پر آئی اور خوشی خوشی دروازہ کھولا اور فوراً مجھے دیکھ کر کلمہ پڑھا۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ میں گواہی دیتی ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں۔

کہ میں یہ سن کر روتا ہوا پھر بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا اور حاضر ہو کر آپ کو اپنی ماں کے دولت ایمان سے مشرف ہونے کی خبر دی۔ حضور یہ سن کر حمد الہٰی

بجا لائے۔ اللہ اکبر آپ کی دعا بھی کیا دعا تھی۔ اعلیحضرت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔ ؎

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا

دلہن بن کے نکلی دعائے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

## شق القمر

محترم بزرگو غور کرنے کا مقام ہے یہ معجزات حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر دلالت کرتے ہیں۔ اور پیغمبر اعظم محبوب عالم کی صداقت کی شہادت دیتے ہیں۔ عزیزو اور ہم تو یہاں تک کہتے۔ کہ کائنات کا ذرہ ذرہ عالم کا پتہ پتہ پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر گواہی دیتا ہے۔ آسمان و زمین چاند و سورج شجر و حجر خشک و تر غرض یہ کہ ہر چیز اس پیارے کی صداقت کا ثبوت بیّن بن جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو جائیں اور یہ نشانی حضور شفیعنا یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر پوری اتری جس کا قرآن نے اعلان کر دیا۔ [اقتربت الساعۃ وانشق القمر وان یروا اٰیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند۔ اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے۔ اور کہتے ہیں کہ یہ جادو ہے چلا آتا۔ ؎ (کنز الایمان)

اور بعض عقل پرست لوگوں نے قرب قیامت کی نسبت سے یہ تاویل کی ہے کہ اس آیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں انشقاق قمر کا اثبات نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ قیامت کے واقعہ کا ذکر ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اس صورت میں اول تو ماضی کا صیغہ وانشق القمر چاند پھٹ گیا۔ اگر استقبال ہوتا تو پھر چاند پھٹ جائے گا۔ کے معنی لینا پڑیگا دوسرے یہ کہ بالغرض اگر قیامت کا واقعہ ہوتا تو آپ خود بتائیں۔ کہ اس کے بعد یہ کیوں ہوتا کہ یہ کافر اگر کوئی نشانی دیکھیں تو منہ پھیر لیں اور کہیں کہ یہ جادو ہے جو ہوتا آیا ہے۔ قیامت کے آجانے کے بعد اس انکار سے کیا معنیٰ ؟ اور اس کو سحر مستمر جادو کہنا کیسے ہو سکتا ہے اس کے علاوہ مستند اور صحیح روایات کی کس طرح تردید کی جا سکتی ہے اور پھر ایک دو محدث نہیں بلکہ تمام محدثین نے اس واقعہ سے اپنی کتابوں کو مزین فرمایا۔ آؤ اور سنتے جاؤ واقعہ صحیح بخاری میں ہے۔ جامع ترمذی میں بھی ہے اور مسند امام حنبل میں بھی

ہے اور مسند طیالسی میں بھی ہے۔ مستدرک حاکم میں بھی ہے۔ اگر دلائل بیہقی میں ہے تو دلائل ابو نعیم میں بھی ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ بڑے جلیل القدر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے مروی ہے۔ سنو حضرت عبداللہ بن مسعود ہیں۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس ہیں اور عبداللہ بن عمر ہیں اور انس بن مالک ہیں اور زبیر بن معطم ہیں۔ حذیفہ بن یمان ہیں۔ حضرت علی بن ابو طالب ہیں۔ اس میں سبھی راوی مستند ہیں مگر ان تمام میں اصح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ جن سے یہ روایت بخاری اور مسلم اور ترمذی وغیرہ کتب احادیث معتبرہ میں مروی ہے کہ یہ اس واقعہ کے وقت سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اور وہ یوں فرماتے ہیں۔

انشق القمر ونحن مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمنیٰ فقال اشھدوا وذھبت فرقۃ نحو الجبل۔ | یعنی ہم سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں تھے کہ چاند پھٹ گیا اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گواہ ہو جاؤ اور چاند کا ایک ٹکڑا پہاڑ کی گھاٹی میں چلا گیا (تفسیر)

برادران اسلام آج میں چاہتا ہوں اس معجزے کے اوپر دلائل لاکر منکرین معجزہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی دھجیاں بکھیرتا چلوں چنانچہ انہیں سے دوسری حدیث مروی ہے آپ (رضی اللہ عنہ) ارشاد فرماتے ہیں کہ

انشق القمر علی عھد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرقتین فرقۃ فوق الجبل وفرقۃ دونہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشھدوا (صحیحین) | یعنی حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے ایک ٹکڑا تو پہاڑ کے اوپر رہا اور دوسرا اس کے نیچے تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو گواہ ہو جاؤ۔

بہر حال یہ معجزہ رات کے وقت جب کہ قمر اپنے شباب پر تھا اپنے حسن و زیبائی سے سارے عالم کو منور کر رہا تھا۔ جس وقت کے وہ خود پورے آب و تاب سے درخشندہ تھا اور سارے عالم کو چمکا رہا تھا اسی وقت مکہ میں مقام منیٰ میں واقع ہوا۔ اور اس وقت مکہ کے کچھ کفار نے کہا تھا کہ اگر واقعی آپ سچے رسول ہیں تو آسمان پر جو چاند ہے۔ اس کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیں تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ جب کفار نے یہ کہا تو اس طرف اللہ کے

رسول اللہ پر لاکھوں درود اور کروڑوں سلام ہو۔ انہوں نے زمین میں کھڑے ہو کر اپنے انگشت مبارک سے چاند کی طرف اشارہ کیا۔ جیسے ہی آپ نے چاند کی طرف انگشت کا اشارہ کیا فوراً چاند نے اپنا کلیجہ شق کر دیا اور دو ٹکڑے ہو گیا۔ مگر جن کو اللہ نے ازل سے ہی ایمان سے محروم رکھا ہو۔ وہ ایمان نہ لائے اور جادو بتاتے رہے تاجدار اہلسنت مجدد ماۃ حاضرہ سرکار مفتی اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے کلام میں یوں فرمایا ہے ؎

جب قمر اک اشارے سے ٹکڑے کیا
بولے کافر یہ جادو سا کیا کر چلے

امام اہلسنت حضور اعلیحضرت مجدد اعظم رضی اللہ عنہ یوں فرماتے ہیں ؎

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

پڑھئے درود اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

**شق صدر**

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شباب کا واقعہ ہے یہ معجزہ تو اعلان نبوت کے بعد کا ہے مگر آؤ اس سے قبل عہد طفلی کا معجزہ میں تمہارے سامنے بیان کروں۔ آج کل بعض لوگ جن کو بے دال کا بوم کہا جائے تو کم ہے وہ یہ بکتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ حضور کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی ان اندھوں سے معلوم کیا جائے کہ اگر چالیس سال کے بعد نبوت ملی ہوتی تو پھر اس حدیث پاک کا کیا مطلب ہوگا کہ آپ سے صحابہ کرام نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متیٰ وجبت نبوتک قال کنت نبیا وآدم بین الماء والطین ۔ میں اس وقت نبی تھا جب حضرت آدم ابھی پانی اور مٹی کی منزلوں کو طے کر رہے تھے۔ کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد میں اس وقت نبی تھا جس وقت حضرت آدم جسم و روح کی منزل پار کر رہے تھے۔ رب تعالیٰ خود فرماتا ہے ھو الاول والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شیء علیم ۔ یعنی وہی اول ہیں۔ وہی آخر ہیں۔ وہی ظاہر ہیں۔ وہی باطن ہیں اور وہ ہر شئی کے عالم ہیں وہ لوگ اب اس آیت کو دیکھیں اور اپنے ایمان کو ٹٹولیں کہ ان کا ایمان کہاں ہے سچ فرمایا ہے مجدد ماۃ حاضرہ سرکار اعلیحضرت رضی اللہ عنہ نے ۔

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

ہاں تو میں یہ بیان کر رہا تھا کہ عمر طفولیت کا معجزہ سنا اور ایسا معجزہ جسکو ملنے بغیر انکار کسی کو چارہ نہیں گویا یہ معجزہ منافق بیچارے کے سینے کے اوپر خنجر دودھار اسے کہ اس منافق کے سینے کے اوپر خود خداوند قدوس نے مارا ہے۔ جس سے اس کا سینہ پارہ پارہ ہے وہ نجدی بے سہارا ہے اور بے چارا ہے۔ سنی نے اس معجزہ سے خوب اس کو پچھاڑا ہے۔ کہ سینۂ مبارک کا کھول دینا۔ اس مصلحت سے چاک کرنا کہ وہ انوار الہٰی سے معمور کیا جائے یہ ایک دولت ربانی تھی جو حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند قدوس سے عطا ہوئی۔ ارشاد ہوا الم نشرح لک صدرک احادیث کریمہ میں گویا اس شق الصدر کی پوری تفصیل مذکور ہے۔ اس کے باوجود ان احادیث کی تصدیق کلام اللہ سے بھی ہے۔ خواہ یہ ظاہری طریقہ پر باطنی رنگ میں علم وحکمت اور نور معرفت کی غیر معمولی اور مافوق البشری بخشش ہو۔ ہر نوع وہ ادراک وفہم بشری سے وراء الوری ہے اس پر معجزہ یہ کہ سینۂ اطہر چاک کیا گیا اس میں سے قلب الانور نکالا گیا اس کو شق کر کے انوار و تجلیات سے معمور کیا گیا۔ مگر ایک قطرہ خون نہ نکلا۔ سبحان اللہ کہاں ہیں وہ لوگ جو یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ حضور ہم جیسے ہیں کیا ان کا سینہ اسی طرح نور سے معمور ہوا ہم تو کہتے ہیں کہ ان بے ایمانوں کے دل میں اگر ذرہ برابر نور ایمانی ہوتا تو وہ اپنی طرح نہ کہتے وہ اندھے یہ نہیں سوچتے کہ ہماری اگر ذراسی انگلی کٹ جائے تو خون کا فوارہ پھوٹ پڑتا ہے۔ اور اس پیارے اقدس کا سینۂ اقدس چاک کیا گیا مگر ایک قطرۂ خون نہ نکلا اسی سے پتہ لگا ئیے کہ وہ ہم جیسے نہیں مگر بے چارہ وہابی تو بے چارہ ہے ہی اس اندھے کو یہ کہاں دکھتا سچ فرمایا میرے سرکار اعلیحضرت رضی اللہ عنہ نے ؎

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

پڑھئے درود پاک اللھم صل علی سیدنا محمد وآلہ وبارک وسلم

# دوران ہجرت معجزہ

بزرگو اور دوستو غور کرنے کا مقام ہے۔ کہ کفار نے دارالندوہ میں چھپ کر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا مشورہ کیا۔ ہندوستان کے شہر دارالندوہ میں نہیں بلکہ مکہ کے دارالندوہ میں اگرچہ اس ندوہ والے بھی اسی ندوہ والوں کے چیلے ہیں مگر یہاں وہ مشورہ نہیں ہوا بلکہ مکہ کے دارالندوہ میں ہوا۔ جس میں کوئی مسلمان شریک نہ تھا۔

یاد رکھو جس طرح کل ان کے باپ دادا نے مکہ کے دارالندوہ کے اندر جب سرکار کے قتل کا مشورہ کیا تھا تو اس میں کوئی مسلمان کا بچہ بھی شریک نہیں تھا اسی طرح آج جب ہندوستان کے اندر انہیں کے چیلے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی کرتے ہیں اور ان کے اندر نقص تلاش کرتے ہیں تو ان میں بھی مسلمان نہیں ہوتے اور نہ اس مشورہ میں شرکت کرتے ہیں یہ تو ان بے ایمانوں کا شعار ہے سچ فرمایا میرے سرکار اعلیحضرت نے سے

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے

پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

اگرچہ کفار مکہ نے چھپ کر آپ کے قتل کی ناپاک سازش کی تھی۔ مگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گیا اور پھر کیوں نہ معلوم ہو کہ آپ تو دانائے غیوب ہیں کہ ان کو ہر چیز کی خبر اللہ نے دیدی ہے۔ دن تاریخ وقت سب سے آگاہی ہو گئی اور پھر یہ کہ جس شب کو آپ نے ہجرت کی سب کو معلوم ہے۔ کہ اس رات کو آپ کے گھر چاروں طرف دشمنوں کا پہرا تھا۔ مگر آپ نے ایک مٹھی خاک ان کفار کی طرف اڑائی اور ہر ایک کی آنکھوں میں وہ خاک پڑ گئی اور آپ انہیں کے بیچ میں ہو کر نکل گئے

خاک ان دشمنوں کے لئے زہر بن گئی۔ اور سب کی آنکھوں میں پہنچی اللہ اللہ یہ معجزہ نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا عقول بشری اور اذہان فطری اس کو قبول کر سکتے ہیں۔ کہ فقط ایک مٹھی خاک آپ نے کفار کی جماعت کی طرف پھینکی۔ زیادہ سے زیادہ ایک دو کی آنکھوں میں پڑ جاتی۔ مگر تمام کفار کی آنکھوں میں پڑ گئی۔ یہ کیسے ہوا۔ تعجب ہے

مگر کہتا ہوں کہ یہ کام واقعی طاقت بشری سے بالا تر ہے یہ وہی کر سکتا ہے جو ہم جیسا نہ ہو بلکہ وہ نور ہو۔ اور جو فعل اس کا فعل نہ ہو بلکہ وہ فعل خلاق عالم کا فعل ہو۔ اس کا کرنا خلاق عالم کا کرنا ہو جس کی بات خدا کی بات ہو۔ جس کا دیکھنا خدا کا دیکھنا ہو۔ جس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہو۔ جس کا چلنا خدا کا چلنا ہو۔ تو اس سے یہ کام ذرہ برابر بھی بعید نہیں۔ آپ خود فیصلہ کریں کہ انہیں پیارے کی اسی مٹھی بھر مٹی کے بارے میں رب کریم قرآن مقدس میں اعلان فرماتا ہے۔ کہ وہ مٹی جو میرے پیارے محبوب نے پھینکی تھی۔ تو اس مٹی کو انھوں نے نہیں پھینکی۔ اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی۔ تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔ (ترجمہ رضویہ) چنانچہ ارشاد ربانی آیت قرآنی ہے۔ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ (پ رکوع ۱۵) وہ مٹی تو ہم نے پھینکی اب کیا شبہ کیا شک رہا کہ خدا جو چاہے سب کچھ کرتا ہے میں کہتا ہوں کہ ان معجزات کے پڑھنے کے بعد اگر کوئی شک کرے تو اس کا ایمان شق ہو جائے گا۔ اور بے شک اس معجزہ میں کوئی شک نہ ہوگا

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

بہر حال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آنکھوں میں خاک جھونک کر ان کے درمیان سے گذر کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہر سے نکل گئے اور مکہ کے قریب غار ثور میں قیام فرمایا۔ عرب آثار قدیمہ سے اشخاص کے قیام و گذرگاہ کا پتہ لگانے میں مشاق تھے صبح کو وہ آپ کا پتہ لگاتے ہوئے غار ثور کے دہانے تک پہونچ گئے اور اتنا قریب ہوئے کہ اگر وہ ذرا جھک کر دیکھتے تو آپ ان کے سامنے تھے۔ اس حالت میں حضرت ابوبکر صدیق اقتضائے بشری سے گھبرا اٹھے مگر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً ارشاد فرمایا۔ خدا ہمارے ساتھ ہے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ خدا ہماری مدد فرمائے گا۔ چنانچہ ساتھ والے خدا نے یہ تدبیر کی کہ فوراً مکڑی نے غار کے منھ پر جالا تان دیا۔ اور کبوتر نے انڈا رکھا۔ مکڑی کا جالا لگانا فوراً کبوتر کا انڈا رکھنا یہ بھی سرکار کا معجزہ ہے بہر حال اسی دوران ولید نے کہا کہ اس غار میں تو دیکھو شاید اس غار میں چھپے ہوں۔

ابوجہل نے ولید کی ہنسی اڑاتے ہوئے کہا کیا بات ہے اس کے اندر تو ضرور ہوں گے۔
ولید ذرا عقل سے کام لو۔ یہ غار برسوں سے خطرناک حالت میں پڑا ہے۔ کوئی انسان
اس میں گھسنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ ابوسفیان نے استہزاء کے طور پر کہا کیا تم نے مکڑی
کا جالا نہیں دیکھا۔ اگر کوئی انسان غار کے اندر داخل ہوتا تو جالا صحیح سالم نہیں رہتا بلکہ
تار تار ہو جاتا۔ جب کہ اس کا ایک تار بھی نہیں ٹوٹا۔

ابولہب بولا کہ ولید کی تو عقل ماری گئی ہے۔ آؤ چلو وہ یہاں نہیں ہیں۔ ولید منہ
بنا کر رہ گیا۔ اور تمام کفار جمع ہوئے اور بے نیل ومرام واپس لوٹ آئے جب وہ دور
نکل گئے تو صدیق اکبر نے کہا کہ خدا کا ہزار شکر واحسان ہے کہ اس نے ہم کو بچالیا۔ سرکار
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو لوگ اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں تو خدا ان کی حفاظت
فرماتا ہے۔ اور مدد فرماتا ہے۔ صدیق اکبر نے سرکار دوعالم کی تائید کرتے ہوئے فرمایا
کہ بے شک اگر ایسا نہ ہوتا تو اگر وہ ایک قدم بڑھا کر جھانکتے تو ہم نظر آجاتے مگر یہ سب اس
لئے نہ ہوا کہ خدا کو ہماری حفاظت منظور تھی۔ اس لئے اس نے ایسے اسباب پیدا فرمائے
المختصر یہ کہ آج تین دن ہو گئے ہیں یہ دونوں مہ وخورشید اسی غار ثور کے اندر جلوہ فرما ہیں۔
اس غار کا بھی کیا مقام ہوگا کہ جس غار میں یہ مہر وخورشید جلوہ افروز رہوں تو وہ غار کس حیرانی
حالت میں رہا ہوگا۔ جب اس میں اللہ کا محبوب رونق افروز رہا ہوگا۔ خدا کی قسم وہ غار
دنیا کی تمام غاروں سے افضل واکرم ہوگا۔ جس میں اللہ کے محبوب جاگزیں ہوئے۔ تیسرا
دن تھا آفتاب بڑی عجلت سے جانب مغرب بڑھ رہا تھا۔ شب تاریک اپنی زلفوں کو
نکھارے ہوئے بڑی عجلت میں انگڑائی لیتی ہوئی چلی آرہی تھی۔ ابھی آفتاب غروب ہوا ہی
تھا کہ ماہ صفر بھی غروب ہوا اور ماہ ربیع النور کا ہلال طلوع ہوا۔ اب پہلی تاریخ ربیع الاول
کی شروع ہو گئی ہے۔ اندھیری رات تھی چہار جانب اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ جھلسی ہوئی
چٹانیں مہیب اور وحشت ناک معلوم ہو رہی تھیں۔ آسمان پر ستارے تیر رہے تھے اور
ان کی ہلکی ہلکی ضیاء تاریک فضا میں آکر کھوئی جاتی تھیں۔ ساکنان ارض اس ضیاء سے مستفیض
ہو رہے تھے۔ ذرا سی دیر میں کسی طرف پیروں کی پوئچل معلوم ہوئی۔ کان لگایا تو کسی آدمی

کے آنے کی آواز تھی۔ دونوں حضرات کے اوپر خاموشی طاری تھی کہ اچانک سلام کی آواز آئی۔ کون۔ ادھر سے آواز آئی۔ عبداللہ۔ دوسری آواز۔ اسماء۔ نام سنتے ہی سرکار نے دعاسے نوازا ؎

وہ دعا جس کا جوبن بہار قبول
اس نسیم اجابت پہ لاکھوں سلام

رات عبداللہ اور اسماء کے ذریعہ سارے احوال منکشف ہوئے زادراہ بھی وصول ہوا۔ اب رات گذر چکی ہے آج غار ثور میں چوتھا دن ہے اب یہ دونوں آفتاب و مہتاب یکم ربیع النور روز جان افروز دہابی سوز دل دوز پیر شریف کو غار ثور سے باہر تشریف لاتے ہیں۔ آپ کے خادم نے فوراً حاضر ہوکر دو اونٹنیاں پیش کیں۔ ایک اونٹنی پر اللہ کے رسول جلوہ فرما ہوئے۔ دوسرے پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ سوار ہوئے۔ اور عبداللہ بن اریقط آگے آگے پیدل چلنے لگے۔ اللہ اللہ جس راستے سے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم گذرے ہوں گے اس راستے کا بھی کیا مقام ہوگا۔ اعلحضرت فرماتے ہیں ؎

کھائی قرآں نے خاکِ گذر کی قسم
اس کفِ پا کی حُرمت پہ لاکھو سلام

## سراقہ اور اس کا گھوڑا

اِدھر آفتاب و مہتاب خراماں چل رہے ہیں اس طرف کائنات کے شہنشاہ چل رہے ہیں۔ اور ادھر کفار مکہ نے سرکار کو پکڑنے کے لئے انعام رکھا ہے۔ چنانچہ مکہ کا ایک شہسوار سراقہ بن مالک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوکر تعاقب کرتا ہوا نظر آیا۔ قریب پہونچ کر حملہ کرنا ہی چاہا کہ فوراً خدا کی قدرت یہ گھوڑے کے پیر میں ٹھوکر لگی اور گھوڑے سے گر پڑا۔ مگر سَو اونٹوں کا انعام کوئی معمولی چیز نہیں تھی۔ اس انعام کے لالچ نے اسے دوبارہ ابھارا اور وہ حملہ کی نیت سے آگے بڑھا۔ پھر حملہ کرنا چاہتا تھا کہ سرکار دوعالم نور مجسم فخر آدم و نبی آدم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور زمین کو حکم دیا کہ اے زمین تو اسے پکڑلے۔ زمین نے آپ کے حکم و دعا سے فوراً پکڑ لیا اور ایسا پکڑا کہ اس پتھریلی

زمین میں سراقہ کا گھوڑا دھنسنے لگا یہاں تک گھوڑے کے پاؤں زمین میں گھٹنے تک دھنس گئے

وہ دعا جس کا جوبن بہار قبول
اس نسیم اجابت پہ لاکھوں سلام

سراقہ نے جب یہ معجزہ دیکھا تو خوف وہراس کے آثار اس کے چہرے پر نمودار ہوئے اس کو اب جان کی پڑی دہشت سے اس کا دل اور بدن کانپنے لگا اور امان۔ امان کی صدائیں دینے لگا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل رحم وکرم کا سمندر تھا۔ انکی شان وما ارسلناك الا رحمة للعلمين تھی۔ سراقہ کی لاچاری اور گریہ وزاری دیکھ کر آپ کا دریائے رحمت جوش میں آگیا۔ پھر آپ نے دعا فرمادی تو زمین نے فوراً اسے چھوڑ دیا سبحان اللہ ؎

وہ دعا جس کا جوبن بہارے قبول
اس نسیم اجابت پہ لاکھوں سلام

جب زمین نے چھوڑ دیا تو سراقہ کے دماغ میں یہ بات گھس گئی کہ شاید یہاں کی زمین دلدل رہی ہو۔ جس کی وجہ سے میرے گھوڑے کے پیر زمین میں دھنس گئے تھے یہ سوچا اور اسی لالچ نے ان کو حملہ کے لئے پھر ابھارا جیسے ہی اس نے حملہ کا ارادہ کیا فوراً سرکار نے پھر دعا کی اور زمین کو حکم دیا کہ اے زمین سراقہ کو پکڑ لے۔ زمین نے فوراً پکڑ لیا۔ ؎

وہ دعا جس کا جوبن بہار قبول
اس نسیم اجابت پہ لاکھوں سلام

جب سراقہ کا گھوڑا دوبارہ زمین میں دھنسا تو پھر چاروں طرف یاس وناامیدی نظر آنے لگی اس کا سر چکرانے لگا جان آفت میں دکھنے لگی۔ پھر امان۔ امان پکارنے لگا سرکار کا دریائے رحمت پھر جوش پر ہوا۔ آپ نے پھر زمین کو حکم دیا۔ زمین نے پھر چھوڑ دیا۔ اور دعا فرمادی اس کا گھوڑا اوپر آگیا اور دوبارہ امان ملی۔ ؎

وہ دعا جس کا جوبن بہار قبول
اس نسیم اجابت پہ لاکھوں سلام

مگر سو اونٹوں کا انعام کوئی معمولی نہیں تھا۔ اس نے سراقہ کو پھر ابھارا۔

اور سراقہ نے پھر سوچا کہ شاید پھر کسی وجہ سے میرا گھوڑا پھنس گیا ہوگا۔ ایک بار پھر طبع آزمائی کی۔ اور جیسے ہی آگے بڑھا اب سرکار کو جوش آگیا اور بحالت جلال میں ارشاد فرمایا اے زمین اسے پکڑ لے۔ زمین حکم پاتے ہی فوراً سراقہ کے گھوڑے کے پیر کی زنجیر بن گئی اور آن کی آن میں زمین نے گھوڑے کو اپنے اندر دھسانا شروع کیا۔ بے حد سرعت سے زمین کے اندر گھوڑا دھساتا چلا جارہا تھا۔ سراقہ کے حواس باختہ تھے۔ وہ بیچارہ بنا ہوا تھا کوئی حامی و مددگار نہ تھا۔ کوئی بے چارے کا چارہ ساز نہ تھا دن میں تارے نظر آنے لگے سر چکرانے لگا۔ ادھر بار بار التجا اور پھر وعدہ کی بے وفائی سے اس کی نظریں شرم سے نیچی تھیں مگر پھر چارہ ساز دردمنداں کو مخاطب کر کے امان۔ امان پکارنے لگا اس پر رحمت عالم کو رحم آہی گیا کیوں رحم نہ آئے کہ یہی تو چارہ ساز دردمنداں ہیں بے سہاروں کے سہارا ہیں۔ بے کسوں کے کس ہیں بے بسوں کے بس ہیں۔ رحمت عالمیاں ہیں۔ آپ نے اس کی حالت زار دیکھ کر زمین کو حکم دیا زمین نے فوراً چھوڑ دیا ؎

وہ دعا جس کا جوبن بہار قبول
اس نسیم اجابت پہ لاکھوں سلام

اب سراقہ کو یقین کامل ہوگیا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں خدا کے پیغمبر ہیں نبی آخر الزماں ہیں۔ اور ان کے قبضہ و اختیار میں سب کچھ ہے فوراً سراقہ نے عرض کیا کہ مجھ کو امن کا پروانہ لکھ دیجئے۔ سرور کائنات نے حضرت ابو بکر صدیق سے حکم فرمایا اے ابو بکر سراقہ کو امن کی تحریر لکھ دو۔ حضرت صدیق اکبر نے بحکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم فوراً تحریر امن تحریر فرما کر عطا کر دیتے ہیں۔ سراقہ نے اس تحریر کو اپنے ترکش میں رکھ لیا اور واپس لوٹ گیا۔ واپسی میں جو کافر بھی سراقہ کو ملتا اور سرکار کے بارے میں دریافت کرتا تو سراقہ اس سے یہ کہکر واپس کر دیتے کہ میں نے بہت دور تک دیکھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف نہیں ہیں۔ سراقہ لوٹ تو آئے مگر سراقہ کے دل میں ایمان گھر کر گیا تھا۔ اور لوٹتے ہوئے سراقہ نے تھوڑا سامان سفر بھی حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت پر عظمت سراپا رحمت میں بطور نذرانہ پیش کیا تھا۔ مگر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول نہیں فرمایا۔

صحیح فرمایا سرکار اعلیٰحضرت نے ؎

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہان کی نعمتیں ہیں انکے خالی ہاتھ میں

یاد رہے کہ سراقہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے مگر اسی وقت ان کے دل میں سرکار کی عظمت و نبوت و رسالت اور اسلام کی صداقت کا سکہ بیٹھ گیا تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ اور جنگ طائف اور جنگ حنین سے فارغ ہو کر جعرانہ میں پڑاؤ ڈالا تو سراقہ اس پروانہ امن کو لیکر بارگاہِ رحمت عالم میں حاضر ہوئے اور اپنے قبیلہ کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ ایمان قبول کرلیا۔ سبحان اللہ سرکار اعلیٰحضرت کیا خوب فرماتے ہیں۔

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

## شجر و حجر سے سلام کی آواز

ایسا کیوں نہ ہو کہ یہ پیارے جدھر سے گذر جائیں جس طرف سے نکل جائیں تو ان کو شجر و حجر جھک کر سلام کریں۔ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں ایک طرف نکلا تو میں نے آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا کہ جو پہاڑ سامنے آتا جھک کر سلام کرتا۔ جس درخت کے قریب سے سرکار گذرتے اس سے السلام علیک یا رسول اللہ کی آواز آتی تھی۔ اللھم اللہ اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کی قبر انور پر رحمت کے پھول نچھاور ہوں کہ آپ اس کو اپنے انداز میں یوں بیان فرماتے ہیں۔

اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم جانور بھی کریں جنکی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

## شجر کا چلنا اور صدا دینا

برادران اسلام یہی نہیں بلکہ ایسے لاکھوں واقعات سرکار کے موجود ہیں۔ بے شمار معجزات کا ظہور ہے اگر آپ درخت کو حکم دیں تو وہ آپ کا فرماں بردار بن جائے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ سفر میں تھے۔ ایک جانب سے ایک بدو آتا ہوا نظر آیا۔ جب وہ آپ کے قریب آگیا تو اس سے

اللہ کے محبوب دریافت فرماتے ہیں کہاں جارہے ہو۔ اس نے جواب دیا مکان کا ارادہ ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کیا تمہیں نیکی کی ضرورت ہے۔ اس نے کہا ہاں وہ کون سی نیکی ہے تو آپ نے کلمۂ توحید کی تلقین کی۔ اس نے فرمایا اس کی شہادت کون دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا سامنے کا درخت جو لٹکا ہوا ہے یہ اس کی شہادت دیتا ہے۔ آپ نے یہ فرما کر پھر وادی کے کنارے سے اس درخت کو بلایا وہ دوڑتا ہوا فرماں بردار غلام کی طرح آپ کی بارگاہ میں آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور سرکار نے اسے تین مرتبہ کلمۂ توحید پڑھوایا۔ اور اس نے پڑھا۔ پھر آپ کے حکم سے وہ اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ اور بدو یہ کہکر اپنے مکان کو گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میرے گھر والوں نے بھی اسلام قبول کرلیا تو ان سب کو لیکر میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا۔ ورنہ میں تنہا آپ کی بارگاہ میں ضرور حاضر ہو جاؤنگا۔

اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

## جانور کا سجدہ کرنا

اور ان کی تو شان ہی عجیب وغریب ہے کہ عقل وفہم سے ماوراء ہے۔ دیکھو کتب احادیث میں وارد ہے کہ ایک مرتبہ ایک انصاری کا اونٹ بگڑ گیا تھا۔ بہت کوشش کی مگر وہ راہ راست پر نہ آیا۔ جتنا لوگ اسے صحیح کرنا چاہتے تھے وہ بگڑتا جاتا تھا۔ جب اس کے سدھرنے کی امید ختم ہوگئی تو آخر میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ لوگ حاضر ہوتے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں انصاری کا اونٹ بگڑ گیا ہے۔ کسی طرح وہ راہ راست پر نہیں آرہا ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فوراً اٹھے۔ اور اس کی طرف جانا چاہا تھا۔ سب صحابۂ کرام نے روکنے کی کوشش کی۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ اونٹ قطعاً آپ کی طرف دیکھنا نہیں چاہتا ہے۔ کوئی اس کے پاس جاتا ہے فوراً اس آدمی کو مثل کتے کے کاٹتا ہے۔ آپ وہاں اس کے پاس نہ جائیں۔ مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس کا کوئی ڈر نہیں۔ آپ یہ فرما کر آگے بڑھے جب آپ

یہ فرما کر آگے بڑھے جب آپ اس کے سامنے پہونچے فوراً اونٹ نے آپ کے قدموں پر اپنا سر جھکا دیا۔ آپ نے اس پر ہاتھ پھیرا اور اس کو پکڑ کر اس کے مالک کے حوالے کر دیا۔ پھر آپ نے لبہائے مبارک کو جنبش دیتے ہیں ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر مخلوق کو معلوم ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ جب صحابہ نے یہ منظر دیکھا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جانور آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہمارا سب سے پہلے حق ہوتا ہے کہ ہم آپ کی بارگاہ میں سجدہ کریں۔ سرکار نے فرمایا نہیں سجدہ صرف خدا کو ہے سچ ہے ؎

اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

## آپ کے حکم سے درخت کا چلنا

اسی طرح ایک مرتبہ آپ سفر میں تھے۔ آپ قضائے حاجت کے لئے نکلے حضرت جابر پانی لئے ہوئے آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے میدان میں ادھر ادھر دیکھا تو کوئی چیز آڑ کرنے کے لئے نہ ملی۔ میدان کے کنارے صرف دو درخت تھے آپ ایک درخت کے پاس تشریف لے گئے۔ اور اس کے ایک شاخ کو پکڑا اور فرمایا کہ میری اطاعت کرو۔ جیسے ہی آپ کے لسان مبارک سے یہ جملہ نکلا۔ وہ درخت فرماں بردار اونٹ کی طرح آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ پھر آپ دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے آپ نے ویسے ہی فرمایا اور وہ بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ پھر آپ نے دونوں کو ایک جگہ جمع فرمایا۔ اور جمع فرمانے کے بعد آپ نے فرمایا کہ دونوں ایک دوسرے سے مل جاؤ۔ آپ کے حکم سے دونوں درخت باہم ایک دوسرے سے مل گئے۔ پھر آپ نے اس کی آڑ میں قضائے حاجت فرمائی۔ جب آپ نے فراغت حاصل کی تو آپ کے حکم سے دونوں درخت اپنی اپنی جگہ جا کر کھڑے ہو گئے۔ اس قسم کے بے شمار واقعات و معجزات ہیں۔ دیگر واقعات آپ اور سماعت فرمائیں۔ کہ آپ ایک دن کفار مکہ کی ایذا رسانی سے بہت ہی رنجیدہ خاطر تھے۔ نہایت ہی غمگین حالت میں جلوہ فرما تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوتے ہیں۔ اور آپ کی حالت دریافت کرتے ہیں۔ تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے ایک درخواست کی کہ ہم کو کوئی

ایک نشانی دکھا۔ جس سے میرا یہ غم دور ہو۔ ارشاد ربانی ہوا۔ کہ اس میدان کے کنارے جو ایک درخت ہے۔ آپ اس کو بلایئے جیسے ہی آپ نے اس درخت کو بلایا تو وہ درخت فوراً بلاتاخیر آپ کی بارگاہ میں آکر کھڑا ہو گیا۔ اور پھر آپ نے جانے کا حکم دیا تو وہ درخت پھر واپس اپنی جگہ لوٹ گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اب ہم کو کوئی غم نہیں ہے۔ جبھی تو اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

## ہرنی کی آپکی بارگاہ میں حاضری

ایک مرتبہ سرکار دوجہاں محبوب کبریا سارے عالم کے ملجا و ماوا جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگل سے گذر رہے تھے۔ اچانک ایک درد بھری آواز الغثنی یارسول اللہ کی سنی کہ اے اللہ کے رسول آپ ہماری مدد فرمایئے۔ رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرۂ انور کو موڑ کر نظر کرم فرمائی۔ تو دیکھا کہ ایک ہرنی جال میں پھنسی ہوئی ہے۔ اور مجھ سے فریاد کر رہی ہے۔ اللہ اللہ جانور بھی سمجھتے ہیں۔ کہ یہ اللہ کے رسول دافع البلاء ہیں۔ مگر آج کا انسان جو اپنے آپ کو انسان کہتا ہے اور حضور کا امتی کہلاتا ہے۔ وہ سرکار کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ اگر سرکار کو مصیبت کے وقت مدد کے لئے پکارو گے تو شرک ہو جائے گا۔ معاذ اللہ جن کے نام سے بلا ٹل جائے جو دافع البلاء ہوں۔ شافع الخطاء ہوں۔ بھلا بتاؤ کہ ان کو مصیبت میں اگر پکارا جائے تو کیسے شرک ہو سکتا ہے۔ جو اس پکارنے کو یارسول اللہ کا نعرہ لگانے کو شرک کہے وہ کہیں مسلمان ہو سکتا ہے۔ سچ فرمایا سرکار اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ؎

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

اور مولانا ہدایت رسول صاحب لکھنوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

ہزاروں تیر لگتے ہیں وہابی کے کلیجے پر ؞ جو کہتا ہے کہیں کوئی مسلماں یارسول اللہ

بہر حال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہرنی جال میں پھنسی ہے اور سرکار کو مدد کے لئے پکار رہی ہے
رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے؟ تو ہرنی نے عرض کیا اے رحمت عالم
اے میرے آقا و مولیٰ میرے دو چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ
بچے بہت بھوکے ہیں۔ بھوک اور پیاس سے تڑپ رہے ہوں گے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم آپ مجھے رہا کر دیجئے۔ میں بچوں کو دودھ پلا کر جلد واپس آجاؤں گی۔ رحمت
عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اپنے وعدے میں سچی ہے۔ تو ایسا کرے گی۔ ہرنی
عرض کرتی ہے اے آقا کون آپ کے ساتھ بے وفائی کر سکتا ہے۔ تو رحمت عالم صلی اللہ
علیہ وسلم اس کو کھول دیتے ہیں۔ یہودی آکر کہنے لگا کہ آپ نے میرا شکار کیوں چھوڑ دیا۔
تو آپ نے فرمایا کہ گھبراؤ مت ہرنی اپنے بچوں کو دودھ پلانے گئی ہے وہ دودھ پلا کر فوراً
واپس آجائے گی مگر یہودی کو یقین نہ آیا۔ وہ کہنے لگا کہ آپ کیسی بات کرتے ہیں کہیں کمان
سے نکلا ہوا تیر واپس آتا ہے اور ایسا ممکن ہے کہ کمان سے نکل کر تیر بھی واپس آجائے
تو جب گیا ہوا تیر واپس نہیں آسکتا ہے۔ تو پھر گیا ہوا شکار کس طرح واپس آسکتا ہے
اور کیسے واپس آئے گا۔ آپ نے نہایت اطمینان سے ارشاد فرمایا کہ وہ ہرنی ضرور واپس
آئے گی۔ اس لئے کہ وہ اللہ کے رسول سے وعدہ کرکے گئی ہے۔ تو یہودی کو کچھ سکون ہوا
اور بولا اگر وہ ہرنی واپس آگئی تو میں اللہ اور اس کے رسول کے اوپر ایمان لے آؤں گا۔

دوستو ادھر یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہیں اٹھیں
اور آپ نے ارشاد فرمایا۔ دیکھو وہ ہرنی اپنے دونوں بچوں کو ساتھ لئے ہوئے آرہی ہے
ہرنی آتے ہی اپنا سر سرکار کے قدموں پر جھکا دیا۔ سرکار کا یہ معجزہ جب یہودی نے دیکھا
تو ادھر ہرنی نے سر جھکایا۔ ادھر یہودی نے دل جھکا دیا۔ اور سر جھکا کر پڑھ لیا۔ لاالٰہ
الا اللہ محمدٌ رسول اللہ۔ اور مسلمان ہو گیا۔ اس کے بعد ہرنی کو بچوں کے ساتھ آزاد
کر دیا۔ تاکہ سرکار ہم سے خوش ہو جائیں۔ اب وہ ہرنی اچھلتی پھرتی اور کہتی لا الٰہ
الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور یہی کہتی ہوئی جنگل چلی گئی۔ سبحان اللہ سبحان اللہ اس
کو میرے اعلیٰحضرت فرماتے ہیں ؎

ہاں نہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد نہیں سے چاہتی ہے ہرنی داد
اسی در پہ شتران ناشاد گلہ رنج و عنا کرتے ہیں

## ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا

برادران اسلام بعض سفہائے زمانہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی طاقت و قوت حاصل نہیں وہ کسی چیز کے مالک و مختار نہیں۔ مگر ان بے وال کے بوجھوں کو یہ نہیں دکھتا کہ ان کی انگلی کے اشارے سے ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا انہوں نے اشارہ فرما دیا تو چاند نے اپنا کلیجہ شق کر دیا۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ دونوں عالم کے مالک و مختار محبوب پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام صہبا میں نماز عصر ادا فرمائی۔ اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو ایک کام سے بھیج دیا۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم واپس آئے تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آغوش میں ان کے زانو پر اپنا سر اقدس رکھکر آرام فرمانے لگے ادھر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم محو خواب ہیں۔ یاد رہے کہ سرکار جب آرام فرماتے تھے تو انکی آنکھیں سوتی اور دل جاگتا تھا۔ سرکار محو خواب ہیں اور اس طرف ابھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے نماز عصر ادا نہیں فرمائی۔ ادھر سورج رفتہ رفتہ اپنی کرنوں کو سمیٹ رہا ہے ادھر رات اپنی زلفوں کو سنوار رہی ہے اب سورج بالکل غروب ہونے والا ہے۔ حضرت علی کش مکش کے عالم میں ہیں۔ کبھی ان کے دل میں یہ آتا ہے کہ سرکار کو خواب سے بیدار کروں۔ مگر پھر خیال آتا ہے کہ سرکار کی نیند میں خلل واقع ہو جائے گا آخر کار فیصلہ یہ کرتے ہیں کہ نماز اگر قضا ہو رہی ہے تو ہو جانے دو۔ اس لئے کہ نماز اگر قضا ہو گی تو وہ ادا ہو سکتی ہے۔ مگر مصطفیٰ جان رحمت کی نگاہوں کی قضا کیسے پوری ہو گی۔ کس طرح اس کو پورا کیا جا سکتا ہے۔ کسی شاعر نے اس طرح کہا ہے ؎

نمازیں گر قضا ہوں پھر ادا ہوں
نگاہوں کی قضائیں کب ادا ہوں

آخر کار مولیٰ المسلمین غیظ المنافقین امام المتقین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

نے اپنی نماز چھوڑ دی۔ مگر پیارے مصطفیٰ کو جگانا پسند نہ فرمایا۔ حضرت علی نے نماز قضا کر دی وہ بھی کون سی نماز ہے جس کے بارے میں خود خداوند کریم ارشاد فرماتا ہے۔ حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطیٰ۔ کہ نمازوں کی تم حفاظت کرو۔ یعنی نماز ہمیشہ قائم رکھو۔ بالخصوص نماز وسطیٰ یعنی نماز عصر بتایئے۔ جس نماز کی خود خدائے تعالیٰ تاکید فرمائے کہ خاص کر تم نماز عصر کو نہ چھوڑنا وہی نماز ہے مگر۔ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ الکریم صحابی تھے وہابی نہیں تھے۔ انہوں نے یہ سوچا کہ اے علی یہ نماز جس کے لئے تم جگانا چاہتے ہو۔ یہ بھی تو پیارے مصطفیٰ ہی کی عطا کردہ ہے۔ اگر پیارے مصطفیٰ نہ ہوتے تو یہ نماز کیسے نصیب ہوتی۔ لہٰذا یہ نماز اگر قربان کرنا پڑے تو قربان کر دو۔ مگر پیارے مصطفیٰ کو نہ جگاؤ چنانچہ حضرت علی نے اپنی نماز عصر جو سب سے زیادہ اہم ہے اس کو مصطفیٰ جان رحمت پر قربان کر دی۔ اسی کو میرے اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ اس انداز میں ارشاد فرماتے ہیں ؎

مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز

وہ بھی نماز عصر جو اعلیٰ خطر کی ہے

بہر حال جب مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی نماز قضا ہو گئی اور سورج غروب ہو گیا۔ ادھر نماز کا اشتیاق اس قدر بڑھ گیا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ کی سسکی بندھ گئی۔ جب مولیٰ المسلمین کے پر نور چہرے کے اوپر سرگیں آنکھوں سے موتیوں جیسے آنسو نکل کر مصطفیٰ جان رحمت کے چہرۂ انور پر پڑے ہیں تو پیارے مصطفےٰ کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں۔ اے علی آخر کیا وجہ ہے۔ جس سے تمہارے چہرے پر آنسو جاری ہوئے۔ آخر تمہیں بے قراری کیا ہے۔ دنیا کی کون سی طاقت ہے۔ کہ جس نے تم کو بیقرار کر دیا ہے۔ کیا کسی دشمن نے ستایا ہے۔ یا کسی چشم بد نے تمہاری جانب چشم بد سے دیکھا ہے۔ اے علی تمہاری بیقراری کائنات کی بیقراری ہے۔ جلد بتاؤ کہ کس چیز سے تمہیں دکھ ہے۔ جب سرکار نے اصرار فرمایا۔ تو حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے۔ میرے بدن میں کوئی درد نہیں۔ تو سرکار نے فرمایا پھر کیا ہے۔ اس استفسار بسیار حضرت علی نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقعہ یہ ہے کہ آپ نے نماز عصر ادا فرمالی تھی۔ اور میں نے اب تک نماز عصر ادا نہیں کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج غروب ہو گیا میں نے یہ سوچا کہ اگر سرکار کو جگاتا ہوں تو آپ کی نیند میں خلل واقع ہوتا ہے۔ آپ کی نیند کی وجہ سے میں نے آپ کو نہیں جگایا۔ گویا حضرت علی فرما رہے تھے ؎

نمازیں گر قضا ہوں ہو پھر ادا ہوں :: نگاہوں کی قضائیں کب ادا ہوں

اے لوگو حضرت علی نے نماز عصر چھوڑ دی۔ مگر سرکار نے یہ نہیں فرمایا کہ اے علی تم نے نماز چھوڑ دی برا کیا۔ یہ نہیں فرمایا اے علی تم کو نماز نہیں چھوڑنا چاہئے۔ کیوں چھوڑ دی۔ بلکہ ارشاد فرماتے ہیں اے علی بس اتنی سی بات کے لئے تم حیران ہو۔ اسی وجہ سے تم پریشان ہو۔ اسی سبب سے تمہارے چہرے پر اداسی کے آثار رونما ہیں۔ اے علی اگر سورج غروب ہو گیا ہے۔ گر جب تم نے نماز نہیں پڑھی ہے۔ تو تمہاری نماز کے واسطے سورج پھر نکل آئیگا اتنا فرما کر سرکار نے اپنی انگلی کا ارشارہ فرمایا جیسے ہی آپ انگشت مبارک سے اشارہ فرماتے ہیں فوراً وہ ڈوبا ہوا سورج پلٹ آتا ہے۔ اور پھر لطف یہ کہ سورج اسی جگہ آکر رکتا ہے۔ جس جگہ ٹھیک عصر کا وقت ہوتا ہے۔ اے لوگو ذرا غور کرو اور اپنے سینے پر ہاتھ رکھکر سوچو کہ اللہ کے محبوب دانائے غیوب کو اللہ کی جانب سے کیسی طاقت اور قوت حاصل تھی کہ سورج کو اشارے سے پلٹا رہے ہیں۔ امام اہلسنت اعلیٰحضرت قدس سرہ فرماتے ہیں ؎

اشارے سے چاند چیر دیا چھپے ہوئے خور کو پھیر لیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و تواں تمہارے لئے

نکتہ۔ دوستو میں کہتا ہوں کہ صرف سرکار نے سورج ہی نہیں پلٹایا تھا۔ بلکہ کائنات پلٹ گئی تھی۔ سارا جہاں پلٹ گیا تھا۔ کیوں کہ جس وقت سرکار سورج کو پلٹا رہے ہوں گے اور جب سورج پلٹ آیا ہوگا۔ تو جس جگہ دن ہوگا وہاں پر پھر رات ہو گئی ہوگی اور جہاں رات رہی ہوگی وہاں پھر سے دن ہو گیا ہوگا۔ جس جگہ مغرب کا وقت تھا وہاں عصر کا وقت ہو گیا تو جہاں مغرب کا وقت رہا ہوگا وہاں عشاء کا وقت ہو گیا ہوگا۔ بلکہ اس کو یوں کہا جائے کہ دن کو رات سے تبدیل کر دیا اور رات کو دن سے بدل دیا۔ اس معجزے کو اعلیٰحضرت سے یوں

سنو وہ ارشاد فرماتے ہیں سہ

صاحب رجعت شمس شق القمر
نائب دست قدرت پہ لاکھوں سلام

اور اسی معجزہ کو دوسری جگہ اپنی نعت میں یوں پروتے ہوئے فرمایا ہے سہ

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

## سوکھے درخت پھل دینے لگے

ایک روز حضور پر نور شفیعنا یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق وحضرت عمر فاروق وحضرت علی رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو لیکر ابو الہیثم ابن التیہان کے گھر تشریف لے گئے۔ اس نے دیکھ کر کہا مرحبا یا رسول اللہ وصحابہ رضی اللہ عنہم۔ میری دلی خواہش تھی کہ حضور اپنے اصحاب کے ساتھ میرے گھر تشریف لائیں۔ میرے پاس جو چیز بھی تھی ہمسایوں کو تقسیم کر دی۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا! بہت اچھا کیا ہے :مجھے جبریل نے ہمسایہ کے اتنے حقوق بتائیں ہیں۔ کہ مجھے ڈر تھا کہیں ہمسایہ وراثت کا حقدار تو نہیں ہو جائے گا۔ اس کے بعد آپ نے نگاہ اٹھائی تو دیکھا کہ ابو الہیثم کے گھر کے کونے میں ایک کھجور کا درخت تھا۔ سرکار نے ابو الہیثم سے فرمایا۔ اگر اجازت ہو تو ہم چند کھجوریں کھالیں۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک زمانے سے اس درخت پر کبھی پھل نہیں آیا۔ اب آپ کو اختیار ہے حضور نے فرمایا اللہ خیر و برکت دیگا۔ پھر حضرت علی کو حکم دیا کہ اے علی ایک پیالہ پانی لے آؤ۔ حضرت علی نے فوراً پانی آپ کی بارگاہ میں حاضر کیا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑا سا پانی کلی کر کے اس سوکھے ہوئے درخت پر پھینکا اس طرف سرکار کا پانی پھینکنا تھا کہ فوراً درخت ہرا ہو گیا اور اس میں کھجور کے خوشے لٹکنے لگے۔ بعض بڑی بڑی کھجوریں تھیں۔ آپ نے فرمایا یہ باغ جنت کی کھجوریں ہیں جو تمہیں قیامت کے دن ملیں گی۔ یہ وہ نعمتیں ہیں کہ جن کا قیامت کے دن حساب ہو گا یہ سرکار کا ایک معجزہ ہے۔ کہ بعض نبی اگر مردوں کو زندہ کر دیتے تھے مگر ہمارے نبی نے

تو سوکھے ہوئے درخت کو ہرا کر دیا۔ اسی معجزے کو میرے اعلیٰحضرت اس طریقے سے ارشاد فرماتے ہیں ؎

جس کے پانی سے شاداب جان وجناں
اس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام
زرع شاداب و ہر ضرع پر شیر سے
برکاتِ رضاعت پہ لاکھوں سلام

## حریم بارگاہ رسالت میں

حضرت ابوہریرہ کا بیان ہے کہ ایک دن حریم بن فاتک امیر المؤمنین غیظ المنافقین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے۔ کہنے لگے کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ آپ کو سناؤں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں آپ ضرور سنائیں۔ پھر انھوں نے سنانا شروع کیا۔ کہ میرا اونٹ گم ہو گیا تھا۔ اس کے پیروں کے نشانوں پر میں چلا یہاں تک کہ رات ہو گئی۔ میں ایک ہولناک وادی میں پہونچ چکا تھا میں نے بلند آواز سے یہ پڑھنا شروع کیا۔ اعوذ بالعزیز ھذا الوادی من سفہاء قومہ ہاتف نے آواز دی مرحبا! ؎

غذ عایذ اباللہ ذی الجلال ؛ والمجد ونعماء والافضال
واقرء ایات من الانفال ؛ وحد اللہ والابطال

وہ کہتے ہیں کہ مجھے اس کرخت آواز سے ڈر آنے لگا۔ جب میں اپنے حواس پر قابو پا چکا تو کہا ؎

یا ایہا ھاتف ما تقول ؛ ارشد عند اکلام تضلیل

ہاتف نے میرے جواب میں کہا ؎

ھذا رسول اللہ ذوالآیات ؛ بیثرب یدعوا بالخیرات
یامر بالصوم والصلوٰۃ ؛ ینتزع الناس من المنہیات

وہ کہتے ہیں جب میں نے یہ سنا تو اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ کا رخ کر لیا۔ مدینہ پہنچا تو جمعہ کا دن تھا۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی سے نکل کر میری طرف

آرہے تھے۔ اور فرما رہے تھے۔ یرحمک اللہ آپ کے اسلام قبول کرنے کی خبر ہم تک پہنچ چکی ہے۔ میں نے عرض کیا۔ اے صدیق اکبر مجھے معلوم نہیں وضو کیسے کیا جاتا ہے۔ تو انھوں نے مجھے وضو کرایا۔ اس کے بعد میں مسجد شریف میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ سرکار دو عالم مسجد پاک میں منبر پر بیٹھے خطبہ دے رہے ہیں۔ اور آپ کا جسم اطہر ایسا معلوم ہو رہا تھا۔ جیسے چودھویں رات کا چاند اور چہرہ مقدس کا تو کہنا کیا تھا۔ اس وقت آپ نے فرمایا۔ ما من مسلم توضاء فاحسن الوضوء ثم صلی صلوٰۃ یحفظھا و یعقلھا دخل الجنۃ یعنی جو ایمان لایا پھر اس نے وضو کیا اور بہترین وضو کیا پھر اس نے نماز پڑھی تو وہ جنت میں داخل ہوگیا۔

میں نے مسجد میں لوگوں کے ساتھ نماز ادا کی۔ اس کے بعد سرکار کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوا۔ تو میرے حالات کی خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ جس شخص نے تمھیں وعدہ دیا تھا۔ اس نے پورا کر دیا۔ اور تمہارے اونٹوں کو تمہارے گھر پہنچا دیا۔ کہاں بیٹھے ہیں۔ وہ وہابی دیوبندی۔ جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب نہیں۔ یہ غیب نہیں تو پھر اور کیا ہے سچ ہے ؎

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پر کروروں درود

(پڑھئے درود پاک)

## سوآد بن قارب کیسے ایمان لاتے ہیں

ایک دن امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما تھے۔ کہ ان کے قریب سوآد بن قارب آئے لوگوں نے کہا اے امیر المنین جنوں نے ان کو اسلام اور بعثت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آگاہ کیا تھا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس لاؤ لوگ اس آدمی کو لائے تو آپ نے اس سے سوال کیا۔ کیا تم کاھن ہو؟ وہ بہت زیادہ غضب ناک ہوا کہنے لگا آج تک ایسی بات عرب کی سر زمین پر نہیں بلکہ کہیں روئے زمین پر مجھے کسی نے نہیں کہی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ آپ ناراض نہ ہوں۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ حضور پر نور شفیعنا یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور کے متعلق کون سے جنوں نے آپ کو اطلاع دی تھی؟ تو انھوں نے کہا۔ کہ ایک دن میں نیم خوابی کے عالم میں تھا۔ کہ ایک جن میرے پاس آیا۔ اور مجھے اپنے پیر کی ٹھوکر مار کر کہنے لگا۔ کہ اے سواد بن قارب اٹھو اور چند ضروری باتیں سن لو۔ پھر اس نے کہا تمہیں پتہ ہے کہ آقائے دو عالم نور مجسم فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہو چکا ہے۔ اور وہ خدا کی عبادت کا حکم دیتے ہیں۔ میں نے کہا چھوڑ دو مجھے سونے دو میں کل سے سویا نہیں ہوں وہ چلا گیا۔ دوسری رات کو پھر وہی شخص آیا جیسا پہلی رات میں اس نے کہا تھا کہنے لگا۔ میں نے پھر وہی جواب دیا۔ تیسری رات کو جب وہ پھر آیا تو میں نے وعدہ کیا۔ کہ میں صبح مدینہ جاؤں گا۔ دوسرے روز میں مدینہ کو روانہ ہوا۔ اور وہاں پہنچا۔ میں نے دیکھا۔ کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کے درمیان جلوہ فرما ہیں۔ اور میری نظر جب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر پڑی تو ایسا معلوم ہوا کہ میرے سامنے سورج اتر کر آگیا۔ یا آسمان کا چاند۔ میری نگاہوں میں سما گیا۔ اللہ اللہ جس وقت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے درمیان جلوہ فرما ہوتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ ستاروں کے درمیان چودھویں رات کا چاند طلوع کر آیا ہے۔ اور سارا عالم منور ہو رہا ہے۔ مگر آپ کے چہرۂ انور کو کیا کہا جائے۔ کس چیز سے تشبیہہ دی جائے جس چیز سے تشبیہہ دی جاتی ہے۔ وہ تمام چیزیں آپ سے ہی نور کی بھیک مانگتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ آپ کو اگر دن کا سورج کہا جائے جب بھی صحیح نہیں اور اگر آسمان کا چاند کہا جائے جب بھی صحیح نہیں پھر کیا کہا جائے ان کو اگر کچھ کہنا ہے تو محبوب خدا کہو۔ حبیب خدا کہو۔ مالک دوسرا کہو ؎

رخ دن ہے یا مہر سما یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
شب زلف یا مشک ختا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

بہر حال میں بیان یہ کر رہا تھا۔ کہ حضرت سواد کا بیان ہے کہ جب میں مدینہ پہنچا تو سرکار صحابۂ کرام کے درمیان جلوہ فرما تھے۔ فوراً میں نے اسلام قبول کیا اور میں نے

عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائی جائے تو سرکار نے مجھے وہی اشعار سنائے۔ جو خواب میں میں نے سنا تھا۔ اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی چند اشعار لایا ہوں اور عرض کیا

واشھد ان اللہ لا شی غیرہ ⁂ وانک مامون علی غائب

وانک ادنی المرسلین وسیلۃ ⁂ الی اللہ وابن الاکرمین الاطائب

فمرنا بما یاتیک یا خیر من مشی ⁂ وان کان فیما جاء شیب الذوائب

وکن لی شفیعاً یوم لا ذو شفاعۃ

سواک بمغن عن سواد بن قارب

اس حکایت سے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام بہت شادمان ہوئے کیوں کہ میں نے خوشی کے آثار ان کے چہرے پہ چمکتے ہوئے دیکھے جب حضرت عمر نے حضرت سواد کے اس واقعہ کو سنا تو خوشی کے مارے اچھل پڑے اور ارشاد فرمایا کہ یہ میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور حضرت سواد سے بغل گیر ہوئے برادران ملت اسلامیہ ایسے ہزاروں لاکھوں کروروں معجزات سرکار سے ظہور میں آئے۔ بلکہ یوں کہا جائے کہ سرکار کی ساری زندگی اور زندگی کا ہر ہر پہلو معجزہ ہے اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد اعظم دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

ترا مسندِ ناز ہے عرشِ بریں ترا محرمِ راز ہے روحِ امیں
تو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

---

یہ قصۂ لطیف ابھی ناتمام ہے
جو کچھ بیاں ہوا وہ آغاز باب تھا

# شانِ اعلحضرت
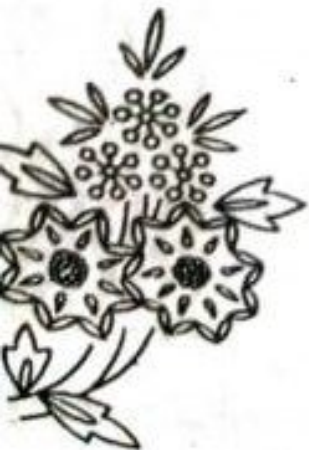
الحمد للہ رب العالمین ہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین ہ
وعلیٰ الہٖ وصحبہٖ اجمعین
امابعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ۔ اٰمنت باللہ صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الامین الکریم ونحن علیٰ ذالک لمن الشاھدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین۔ ایک عاشق صادق مدحت اعلحضرت میں اس طرح نغمہ سرا ہے ؎

میں کجا اور کجا مدحت اعلحضرت
اونچے اونچوں سے سنو رفعت اعلحضرت
بحر علمی ہوا آفاق میں جاری ان کا
ساری دنیا میں ہوئی شہرت اعلحضرت
جس طرف دیکھئے بجتا ہے انہیں کا ڈنکا
واہ کیا شان ہے کیا شوکت اعلحضرت
اس مریض غم ہجراں کو اسی دم ہو شفا
دیکھ پائے جو کبھی صورت اعلحضرت

بادۂ توحید کے متوالو۔ شمع رسالت کے پروانو۔ غوث وخواجہ کے دیوانو۔ اعلحضرت

کے عاشقو ۔ اولیاء امت کے جاں نثارو ۔ میرے مفتی اعظم کے شیدائیو ۔ آغاز گفتگو سے پیش تر آیئے ہم اور آپ سب ملکر اللہ کے پیغمبر سارے عالم کے رہبر ۔ دونوں عالم کے سرور ۔ صاحب اِنَّا اَعطَینٰکَ الکَوثَر محبوب خدا اور حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ درود نچھاور کریں ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

پیارے سنی بھائیو آج مجھے فخر ہے کہ اس تاریخ ساز محفل میں اس ناچیز کو ایک ایسی ذات مقدس کی مدح سرائی کے لئے حکم دیا گیا ہے ۔ جو سارے عالم میں اہل ایمان کا ملجا و ماویٰ بنا ہوا ہے ۔ جو برگزیدہ اولیاء کرام میں سے ہے ۔ بلکہ جو آسمان ولایت کا خورشید ہے ۔ جو علم کا جبل استقامت ہے ۔ جس کے اخلاق و شمائل آداب و فضائل کی تعریف اپنے تو اپنے بیگانوں نے کی ہے ۔ جس کو دنیا عاشق موجود مطلق کہتی ہے ۔ جس کے سینے میں آتش عشق محمدی کے شعلے بھڑک رہے تھے ۔ جس کے دل و دماغ میں محبوب خدا کے مشاہدہ کا شوق سمایا ہوا تھا ۔ جس کے عشق کے آفتاب سے اشراقات کے سارے افق درخشاں ہیں ۔ وہ کہ جس کی فصاحت کے سامنے فصحائے عرب اپنی فصاحت بھول جاتے ہیں وہ کہ جس کی بلاغت کے سامنے بلغائے عرب اپنی بلاغت فراموش کر دیتے ہیں ۔ اے لوگو مجھے کہہ لینے دو اس پیارے کو مقتدائے محقق اور دانائے مدقق کہنا پڑتا ہے ۔ وہ حقیقت کے اوراک میں کامل تھا ۔ اسی کے پیش نظر اسے طریقت کا مقتداء اور حقیقت کا راہنما ماننا پڑے گا ۔ یعنی دنیا جس کو اعلیٰحضرت ۔ عظیم البرکت ۔ مجدد اعظم دین و ملت کہتی ہے ۔ جس کی تعریف میں عالم اسلام کے ایک بہت بڑے عالم ۔ شیر بیشۂ اہل سنت تاج الفحول حضرت علامہ ہدایت رسول رامپوری علیہ الرحمۃ القوی یوں نغمہ سرا ہیں ۔

ترا پاک نائب ترا سچا وارث
ترا بندہ احمد رضا تاج والے
ترے دشمنوں کے کلیجوں میں دل میں
لگاتا ہے تیر رسا تاج والے

زمانے میں جب تک زمانہ ہے باقی
رہے نام احمد رضا تاج والے

پڑھئے درود پاک

سب سے پہلے میں ہدیہ سلام پیش کرتا ہوں۔ اس ذات ستودہ صفات پر جس نے دنیائے قلوب پر حکومت کی۔ ہزاروں سلام کے گلدستے اس ذات عالی صفات پر جس کی یاد دل میں روشنی پیدا کرتی ہے۔ لاکھوں سلام اس ہستی پر جس کا خیال دلوں کی تاریکیاں لیکر چلا جاتا ہے۔ کروروں سلام اس پر جس کے پیر کبھی نہ ڈگمگائے۔ بیشمار سلام اس پر جو صراط مستقیم پر ساری زندگی رواں دواں رہا۔ سلام کی لڑیاں اس پر جس نے ملت کو شعور زندگی بخشا۔ سلام کی ڈالیاں اس مقدس ہستی پر جس نے راہ خدا میں سب کچھ لٹا دیا۔ سلام ہو اس پر جو حقیقت میں فانی فی اللہ تھا۔ سلام ہو اس ذات پر جو باقی باللہ تھا۔ سلام ہو اس پر جو عاشق رسول اللہ تھا۔ سلام ہو اس ذات پر جس نے عشق کرنا سکھایا۔ سلام ہو اس ذات پر جس نے ڈوبتوں کو ترایا۔ سلام ہو اس ذات پر جس نے گرتوں کو اٹھایا۔ سلام ہو اس ذات پر جو محبت کا پاسدار تھا۔ سلام ہو اس ذات پر جو سلف صالحین کا خلاصہ تھا۔ سلام ہو اس ذات پر جو اللہ کی برہان تھا۔ سلام ہو اس ذات پر جو افتخار خلف تھا۔ سلام ہو اس ذات پر جو واصل باللہ تھا۔ سلام ہو اس ذات پر جس نے دشمنان رسول کے جبڑے پھاڑ دیئے۔ سلام ہو اس ذات پر جس نے باطل کے طوفانوں کے منہ موڑ دئے۔ سلام ہو اس ذات پر جس نے نجد کے قلعے ڈھا دئے۔ سلام ہو اس ذات پر جو ساری زندگی تعریف رسول میں طرب لسان رہا۔ سلام ہو اس ذات پر جو جانشین محبوب خدا تھا۔ سلام ہو اس ذات پر جو اپنے وقت کا صدیق تھا۔ سلام ہو اس پر جو اپنے وقت کا فاروق تھا۔ سلام ہو اس ذات پر جو عارف باللہ تھا۔ سلام ہو اس ذات پر جو صاحب کمالات باہرہ تھا۔ سلام ہو اس ذات پر جو صاحب کمالات ظاہرہ تھا، سلام ہو اس ذات پر جو صاحب تصانیف کثیرہ تھا، سلام ہو اس ذات پر جو سید الواصلین تھا، سلام ہو اس ذات پر جو سند الکاملین تھا۔ سلام ہو اس ذات پر جو قطب اوانہ و امام زمانہ تھا۔ سلام ہو اس ذات پر جو وارث علوم اولین تھا۔ سلام ہو اس ذات پر جو مورث

کی لات آخرین تھا۔ سلام ہو اس ذات پر خلاصۂ اخبار ماضیہ ہے۔ سلام ہو اس ذات پر جو وافع جیوش نجدیہ ہے۔ سلام ہو اس ذات پر جو غواص بحار عرفان تھا۔ سلام ہو اس ذات پر جو آشنائے دریائے عرفان تھا ۔

منظہر خلق شہِ رحمت سراپا السلام
پیکر عشق نبی الفت سراپا السلام

ہاں ہاں تو وہ کون ہے؟ ارے وہ علوم عقلیہ کا غواص ہے۔ وہ علوم نقلیہ کا تاجدار ہے۔ وہ میدان فقاہت کا شہسوار ہے۔ وہ میدان سیاست کا علم بردار ہے۔ وہ جس کو دنیا شیخ الاسلام والمسلمین کہے۔ وہ جسے دنیا حجۃ اللہ فی الارضین کہے وہ جس کو اہل حق مجدد اعظم دین وملت کہیں۔ وہ جسے فقہائے عرب وعجم مجدد ملت بعینہ کہیں۔ اورے وہ۔ وہ تھا جس کو اہل بصیرت اعلٰحضرت کہیں۔ جس کو مقتدائے اہل سنت کہیں۔ وہ وہی ہے جس کو امام احمد رضا فاضل بریلوی کہتے ہیں۔ جس کی تعریف میں ایک عاشق اس طرح طرب اللسان ہے ۔

آبروئے مومناں احمد رضا خاں قادری
رہنمائے گمرہاں احمد رضا خاں قادری (رہنما)
تیرا علم وفضل شان وشوکت وجاہ حشم
شش جہت پر ہے عیاں احمد رضا خاں قادری (پڑھئے درود پاک)

برادران ملت اسلامیہ ذرا غور کرو اور اپنے دل سے سوچو کہ امام احمد رضا۔ اللہ کی کس طرح برہان ہیں تو سنو۔ جب نجد کی زمین سے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ کے فرمان کے تحت شیطان کا سینگ طلوع ہو چکا تھا۔ اور اسی سینگ کی شاخیں سارے عالم کے مسلمانوں کو گمراہ کر رہی تھیں۔

جب ــــــــ اطاعت رسول کو شرک سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔
جب ــــــــ ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شرک کہا جا رہا ہے۔
جب ــــــــ میلاد رسول کو کنہیا کے جنم سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔

جب ــــــــــ محبت رسول کو شرک قرار دیا جا رہا تھا ۔
جب ــــــــــ نجدیت کے فتنے پورے طور سے مسلمانان عالم کو گمراہ کر رہے تھے
جب ــــــــــ وہابیت کے بیج بوئے جا رہے تھے ۔
جب ــــــــــ نام نہاد ملّے امریکہ کی بولی بول رہے تھے ۔
جب ــــــــــ سارے عالم کے مسلمانوں پر شرک کے فتوے داغے جا رہے تھے ۔
جب ــــــــــ علم غیب رسالت کا انکار کیا جا رہا تھا ۔
جب ــــــــــ رسول اعظم کے علم کو (معاذ اللہ) بچوں پاگلو اور چوپاؤں کے
ــــــــــ علم سے تشبیہ دی جا رہی تھی ۔
جب ــــــــــ انبیاء و اولیاء کو محتاج مانا جا رہا تھا ۔
جب ــــــــــ سلام و قیام کو بدعت کہا جا رہا تھا ۔
جب ــــــــــ عیسائیت سر ابھار رہی تھی ۔
جب ــــــــــ یا رسول اللہ کا نعرہ لگانا شرک لکھا جا رہا تھا ۔
جب ــــــــــ اولیاء انبیاء سے مدد مانگنا شرک ٹھہرایا جا رہا تھا ۔
جب ــــــــــ یا علی کہنا شرک بتایا جا رہا تھا ۔
جب ــــــــــ یا غوث المدد کہنے والے کو مشرک کہا جا رہا تھا ۔
جب ــــــــــ خواجۂ اعظم کی خواجگی پر انگشت نمائی ہو رہی تھی ۔
جب ــــــــــ رہزن لباس رہبر میں پھر رہے تھے ۔
جب ــــــــــ ذیاب ثیاب میں شکار کھیل رہے تھے ۔
جب ــــــــــ اعراس اولیاء کرام کو شرک بتایا جا رہا تھا ۔
جب ــــــــــ وہابیت کے بادل منڈلا رہے تھے ۔
جب ــــــــــ ذریات شیطان سرزمین نجد سے نکل کر سارے عالم میں شیطنت
ــــــــــ پھیلا رہی تھی ۔
جب ــــــــــ قادیانیت کا طوفان مسلمانوں کو دام گرہی میں پھنسا رہا تھا ۔

جب ——— ایمان بچانا مشکل تھا۔

جب ——— ایمان کے ہر طرف ڈاکو گھوم رہے تھے۔

کوئی یہ لکھ رہا تھا کہ زمین چکر میں ہے۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ آسمان چکر میں ہے۔ اس گرمی ہوئی حالت میں کوئی ایسا رہنما نظر نہیں آرہا تھا کہ جو یہ یک وقت ان تمام فتنوں کو مٹا دیتا۔ پھر اسی نیل گوں آسمان کے نیچے۔ اور اسی وسیع و عریض سرزمین پر لوگوں کی نظریں مدینے کی جانب یاس و امید سے لگی ہوئی تھیں۔ کہ رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کب اپنے نائب کو حکم فرمائیں گے۔ کہ ان فتنوں کا جواب دے۔ اللہ کی بارگاہ میں اولیاء کرام دعا کر رہے تھے کہ اے مولیٰ اب ضرورت ہے تیرے ایک ایسے سچے بندے کی جو صحیح طریقے سے تیرے محبوب کی نیابت کرے۔ وہ سب درد بھری دل کی آوازیں آسمان کے پردے سے جا کر ٹکرا ہی گئیں۔ اللہ کو اپنے محبوب کی مفلوک الحال امت پر رحم آ ہی گیا تو اس نے ایک ایسے اپنے بندے کو تولد فرمایا کہ جس نے اس کے محبوب کی نیابت کا حق ادا کر دیا۔ اس کی آواز کیا تھی گویا قہر خداوندی تھی کہ ملحدین کے فتنوں کو مٹاتی ہوئی چلی گئی۔ اس کی آواز کو قہر خداوندی کہا جائے یا برق آسمانی کہ جس نے قادیانیوں کے خرمن کو جلا ڈالا۔ اگر گروہ وہابیت پر پڑی کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ اگر مودودیوں پر اس کا قلم اٹھا تو بے نقاب کر دیا۔ اگر خارجیوں کی طرف اس کا قلم اٹھا تو ان کا سر جدا کر دیا۔ اگر رافضیوں کی طرف اس کا قلم اٹھا تو پر اپنچے اڑا دئے۔ جب اوھام پرست سائنس والوں نے لکھا کہ زمین و آسمان چکر میں ہیں چاند و سورج اپنی جگہ ہیں۔ تو اس نے انھیں کے اقوال اور قرآن و حدیث سے تقریباً ایک سو پچاس براہین سے سائنس والوں کے اس باطل خیال کا ستیاناس کر دیا۔ اور ان کو دنداں شکن جواب دیا۔ انگریزوں سے الگ مقابلہ کیا غرض یہ کہ اسی ایک ذات ستودہ صفات نے ظلمت میں نور پھیلا دیا۔ اندھیروں میں اجالا پھیلا دیا۔ اور چند ہی دنوں میں سارے عالم پر چھا گیا وہی ہے جس کو اہل عجم نے یگانہ مانا۔ وہ وہی ہے کہ اہل عرب نے جس کا ترانہ گایا۔ اور سارے عالم کے اہل علم اور دانش وروں نے جس کا لوہا مانا۔ وہ وہی ہے جس نے مسلمانوں کا ایمان بچایا۔ بزرگوں کے یادگاروں کی حفاظت

کی۔ ارے بولو وہ کون ہے؟ تو آپ بھی کہتے ہوئے نظر آئیں گے کہ وہ اللہ کی برہان ہے
تو سنو! اسی کو دنیا والے اعلیٰحضرت۔ امام اہلسنت۔ مجدد اعظم دین وملت امام احمد رضا
فاضل بریلوی کہتے ہیں کسی نے اسی حالت کو بیان کرتے ہوئے کیا خوب کہا ہے سہ

سہ مانا عرب نے تجھکو یگانہ گایا عجم نے تیرا ترانہ
مانے ہے تجھکو سارا زمانہ حامیٔ سنت اعلیٰحضرت

چیخ پڑے ہے چوٹی کے وہ بڑے پھاڑ دیئے ہر ایک کے چیتھڑے
خنجر حق کیا خوب چلایا حامیٔ سنت اعلیٰحضرت

(پڑھئے درود پاک) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

حضرات جس طرح اعلیٰحضرت نے قلم کے ذریعہ عالم اسلام کے مسلمانوں کے ایمان
کی حفاظت کی ہے۔ وہیں ساتھ ہی ساتھ دل کی دنیا بھی بدل دی ہے جس پر توجہ فرمائی
اس کا دل پلٹ دیا اس کے دل میں نور مصطفےٰ بھر دیا۔ جس پر ایک نظر ڈالی تو اس کے دل
میں عشق رسول بھر دیا۔ جس پر ایک نظر ولایت فرمائی اس کے سینے کو محبت رسول کا گنجینہ
بنا دیا۔ جہاں میرے اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ وہیں وہ علم سینہ
کے بھی ایک بحر ناپیدا کنار تھے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ میرے اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
علم وحکمت وکشف وکرامت کے ایسے روشن آفتاب تھے جن سے سارا عالم روشن ہو گیا
اور اس آفتاب کی روشنی سارے کرۂ ارضی پر پھیل گئی۔ یہی نہیں بلکہ جو ان کے چرنوں سے
لگا وہ بھی چمک گیا جس کی جانب اس آفتاب حق نے توجہ فرمائی۔ وہ خود درخشندہ وتابندہ
ستارہ بن کر چمکا دیکھو کوئی حجۃ الاسلام بن کر چمکا تو کوئی مفتیٔ اعظم بن کر چمکا۔ کوئی صدر
الشریعہ بن کر چمکا تو کوئی صدر الافاضل فخر الاماثل بن کر چمکا۔ کوئی محدث اعظم بن کر چمکا۔
تو کوئی شیر بیشۂ اہل سنت بن کر چمکا۔ کوئی ملک العلماء بن کر چمکا تو کوئی قطب مدینہ بن کر
چمکا۔ کوئی مجاہد ملت بن کر چمکا تو کوئی حافظ ملت بن کر چمکا۔ کوئی مفکر اعظم بن کر چمکا۔ تو کوئی
مفسر اعظم بن کر چمکا۔ غرض یہ کہ ہزاروں ماہتاب اس ایک آفتاب سے چمکے۔ اور چمک
رہے ہیں اور قیامت تک چمکتے رہیں گے۔ اسی آفتاب کا صدقہ ہے کہ آج دنیا میں اہل

ایمان کے ایمان کی حفاظت ہو رہی ہے - اس کے غلام ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ اسی لئے جب میدان شجاعت کا شہسوار علم و عرفان کا شہریار شیر بیشۂ اہل سنت تاج الفحول حضرت علامہ ہدایت رسول اپنے لبوں کو حرکت دیتے ہیں تو اسی آفتاب کی اس طرح مدح سرائی کرتے ہیں سہ

تمہارے دشمنوں کے سر کچلنے کو رہیں باقی
غلامان شہ احمد رضا خاں یا رسول اللہ (پڑھئے درود پاک)

## اعلیحضرت کی دعا سے بارش

بزرگو اور دوستو میرے اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاں ساڑھے تیرہ سو تصانیف کا عظیم الشان سرمایہ امت محمدیہ کو دیا۔ وہیں سرکار اعلیحضرت سے بے شمار کرامتیں ظہور میں آئیں۔ جو بیان سے باہر ہیں۔

چنانچہ حضرت مولانا شاہ غلام حسین صاحب چشتی یہ علم نجوم اور توقیت جانتے تھے تو اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا کہئے بارش کب تک ہوگی۔ آپ کا اس میں کیا خیال ہے۔ انھوں نے ستاروں کی وجہ سے زائچہ بنایا اور کہا اس مہینہ میں پانی نہیں ہے۔ بارش آئندہ ماہ میں ہوگی۔ یہ کہہ کر زائچہ اعلیحضرت کی طرف بڑھا دیتے ہیں اعلیحضرت نے دیکھ کر فرمایا اللہ تعالیٰ کو سب قدرت ہے وہ چاہے تو آج ہی بارش ہو۔ انھوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ ستاروں کی وضع کو نہیں دیکھتے اعلیحضرت نے فرمایا میں سب دیکھ رہا ہوں۔ پھر اس مشکل مسئلے کو اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی قدر آسان طریقے سے سمجھا دیا۔ سامنے گھڑی لگی ہوئی تھی۔ اعلیحضرت نے ان سے دریافت فرمایا اب وقت کیا ہوا ہے وہ بولے سوا گیارہ بج چکے ہیں۔ میرے اعلیحضرت نے فرمایا بارہ بجنے میں کتنی دیر ہے۔ وہ بولے ٹھیک پون گھنٹہ۔ اب میرے اعلیحضرت اٹھے اور گھڑی کی سوئی کو بارہ پر کر دیا فوراً ٹن ٹن بارہ بجنے لگے۔ پھر میرے اعلیحضرت نے فرمایا۔ آپ نے کہا تھا کہ بارہ بجنے میں ٹھیک پون گھنٹہ ہے۔ شاہ صاحب بولے آپ نے اس کی سوئی گھما دی ہے۔ ورنہ اپنی رفتار کے ساتھ پون گھنٹے کے بعد ہی بارہ بجتے۔ تو سرکار اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ قادر مطلق ہے۔

کہ جس ستارے کو جس وقت جہاں چاہے پہنچادے وہ چاہے تو ایک مہینہ کیا ایک ہفتہ کیا۔ ایک دن کیا ابھی بارش ہو۔ ادھر آپ کے زبان فیض ترجمان سے یہ کلمات نکلے ادھر قدرت نے سچ کر دیا کہ فوراً گھنگھور گھٹائیں چھاگئیں اور موسلا دھار بارش ہونے لگی سبحان اللہ کیا ذات تھی سرکارِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

آپ ہر فن کے ہر علم کے ہیں امام مستفیض آپ سے ہیں سبھی خاص و عام

آپ ہیں نائب خاتم المرسلین سیدی مرشدی شاہ احمد رضا

## جاؤ میں نے رہا کر دیا

بعض لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ اولیاء۔ انبیاء بالکل محتاج ہیں وہ کسی چیز کے مالک و مختار نہیں مگر وہ یہ نہیں سوچتے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مخصوص بندوں کو وہ طاقت عطا فرمادی ہے کہ ٹوٹی چٹائی پر بیٹھتے ہیں اور عالم پر حکومت کرتے ہیں۔ اللہ کی عطا سے ان کے اختیار میں سب کچھ ہے۔ سنئے اور غور کیجئے ۱۹۰۱ء کا واقعہ ہے اعلیٰحضرت سرکار کے ایک مرید جن کا نام امجد علی صاحب ہے قصبہ بھینوڑی کے رہنے والے تھے وہ شکار کو نکلے اسی دوران گولی چلاتی نشانہ غلط ہوگیا اور غلطی سے گولی بجائے شکار کے ایک آدمی کو لگی اور آدمی مر گیا اور امجد علی صاحب گرفتار ہوگئے۔ پولیس نے آپ پر قتل عمد ثابت کر دیا اور پھانسی کا حکم ہوگیا۔ چند احباب بارگاہِ سرکار اعلیٰ حضرت میں حاضر ہوئے بعد قدم بوسی کے عرض کیا سرکار آپ کے غلام امجد علی کو پھانسی کا حکم ہوگیا ہے سرکار دعا فرمادیں۔ سرکارِ اعلیٰحضرت نے فرمایا جائیے ہم نے اسے رہا کر دیا۔ اب وہ لوگ خوش خوش بارگاہِ اعلیٰحضرت سے واپس جاتے ہیں اور جا کر امجد علی صاحب کو پروانۂ رہائی سناتے ہیں اب کیا تھا امجد علی صاحب کا جو غم تھا سارا کا سارا دور ہوگیا اور ان کو یقینِ کامل ہوگیا کہ جب میرے اعلیٰ حضرت نے فرمادیا ہے تو اب میں رہا ہو جاؤں گا۔ ادھر تاریخ گزرتی گئی جو دن پھانسی کا تھا وہ آرہا ہے پھانسی کی تاریخ سے کچھ دن قبل کچھ لوگ ملاقات کے لئے گئے اور رونے لگے امجد علی صاحب نے کہا آپ لوگ جاؤ آرام کرو مجھے پھانسی نہیں ہوگی اس دن میں گھر پر آکر ملوں گا اس لئے کہ میرے سرکار مرشدِ برحق اعلیٰحضرت نے فرمادیا ہے کہ میں نے مجھے رہا کیا۔ سب لوگ چلے گئے مگر سب

لوگ پریشانی حیرانی اور ناامیدی کے عالم میں پڑے ہوئے تھے دن گذرتے گئے یہاں تک کہ پھانسی کا دن آگیا اور پھانسی سے قبل ان کی والدہ ملنے کیلئے آئیں اور لخت جگر کو یہ سمجھ کر کہ آخری دیدار ہے دیکھ کر رونے لگیں مگر کیسا یقین کہ انھوں نے کہا جاؤ کیوں پریشان ہو گھر پر ناشتے کا انتظام کرو میں انشاءاللہ گھر آکر ناشتہ کروں گا یقین ہو تو ایسا ہو۔ ڈاکٹر اقبال نے گویا اسی موقعہ کے لئے کہا تھا ؎

ہو گر ذوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

سارا گھر پریشان و غمزدہ خویش و اقارب مضطرب مگر امجد علی مطمئن ہیں اب بالکل وقت ہو گیا اور امجد علی صاحب کو سب سے ملاقات کرا کر اب پھانسی گھر لے جایا گیا۔۔ پھانسی دینے سے قبل حسبِ دستور پوچھا گیا کہ امجد علی آپ کی کیا کوئی خواہش ہے اگر کسی چیز کی طلب ہے تو بتا دو امجد علی صاحب نے فوراً بشاش چہرے سے فرمایا کیا کروگے معلوم کر کے میرا وقت ابھی نہیں آیا ہے۔ تمام لوگ حیرت کی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے کہ یہ کیسا آدمی ہے کچھ طلب نہیں کرتا بلکہ یہ کہہ رہا ہے میرا وقت ابھی نہیں آیا ہے لوگ سمجھ رہے تھے کہ شاید وقت قریب ہونے کی وجہ سے دماغ پہ اثر پڑ گیا ہے اور لوگ دیوانہ سمجھنے لگے مگر۔۔

دیوانے کی نظروں کو جہاں دیکھ رہا ہے
دیوانہ خدا جانے کہاں دیکھ رہا ہے

لوگ تو کچھ اور سمجھے مگر وہ جو سمجھ چکے تھے بس وہی سمجھے ادھر ان کو پھانسی کے تختے پر لے جا کر گلے میں پھانسی کا پھندہ ڈال دیا جاتا ہے جیسے ادھر پھانسی کے پھندے کا پڑنا تھا کہ ملکہ وکٹوریہ کے بیٹے ریڈ ورڈ ہفتم کی تاجپوشی کی خوشی میں مجرموں کی رہائی کا تار آتا ہے کہ اتنے خونی اور اتنے قیدی فوراً آزاد کر دیئے جائیں فوراً امجد علی صاحب کو پھانسی کے تختے سے اتار کر رہا کر دیا گیا۔ کسی شاعر نے سچ کہا ہے ؎

# اعلیٰحضرت نے مُردے کو زندہ کر دیا!

برادرانِ اسلام حضرت مفتی غلام سرور صاحب رضوی نے اپنی کتاب الشاہ احمد رضا میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے وہ لکھتے ہیں سیدنا سرکار اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مردے کو زندہ فرمایا۔ واقعہ یوں ہے کہ شیخ حبیب الرحمٰن صاحب اسکیوٹنگ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کا واقعہ ہے کہ بچپن میں آپ کو نمونیہ ہوئی تمام ڈاکٹر وحکماء سب کے سب ناکام ہو گئے حالت یہ ہوئی کہ آپ کا انتقال ہو گیا آپ اپنے والد کے اکلوتے لڑکے تھے ویسے والدین ہی نہیں بلکہ عام طریقے سے ہر ایک کو بچہ پیارا ہوتا ہے مگر جو الفت ومحبت والدین کو اپنے بچہ سے ہوتی ہے اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں بالخصوص والدہ کو جو محبت ہوتی ہے اس کا الگ ایک نام ہے جس کو ممتا کہتے ہیں ماں اپنی جان تو دے سکتی ہے مگر اپنے بچے کو پریشان نہیں دیکھ سکتی اور جس ماں باپ کے صرف ایک ہی نورِ نظر ہو ایک لختِ جگر ہو ایک دلبند ہو ایک ہی اس کے بڑھاپے کا چارہ اور سہارا ہو اس کی محبت اس کی الفت اس سے عقیدت کس درجہ ہوگی کچھ بیان نہیں کیا جاسکتا۔ ان کے انتقال ہوتے ہی پورے گھر میں کہرام برپا ہو گیا اکلوتا بیٹا تھا وہ بھی ختم ہو گیا سارے رشتہ دار خویش واقارب جمع ہو گئے سب غم میں ڈوب گئے اور کفن وغیرہ کا انتظام ہونے لگا۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے والدین بریلی شریف میں سرکار اعلیٰ حضرت کے زیر سایہ ایک قریبی مکان میں رہتے تھے۔ والدہ دوڑتی ہوئی بارگاہ مجدد اعظم میں حاضر ہوئیں اور رو رو کر کہنے لگیں حضور میرا لڑکا حضور میرا لڑکا مر گیا۔ یہ اکلوتا لڑکا آپ ہی کی دعا سے نصیب ہوا تھا حضور بس اسکے علاوہ کوئی نہیں آپ مجھے لڑکا دیجئے۔ وہ لڑکا مرا اپنی موت سے ——— مگر ایسا معلوم ہو رہا ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت نے ان کے لڑکے کو چھپا دیا ہے تو وہ مانگ رہی ہیں کہ حضور ہمارا لڑکا ہمیں دے دیجئے میں کہتا ہوں کہ چھپایا تو نہیں تھا مگر اس لڑکے کی ماں سے اعلیٰ حضرت کا مرتبہ نہیں چھپا تھا وہ جانتی تھیں کہ دد حقیقت لڑکا تو مر گیا ہے مگر ان کے سامنے اعلیٰ حضرت کا مرتبہ ظاہر تھا کہ۔

جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں۔

انہیں یقین تھا کہ اعلیٰ حضرت اپنے وقت کے ولی ہی نہیں، قطب ہی نہیں بدل ہی نہیں۔ ارشاد ہی نہیں بلکہ وہ قطب الارشاد ہیں۔ غوثِ زمانہ اور مجددِ اعظم دین و ملت ہیں انہیں لوگوں کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب بندہ میرا ہو جاتا ہے تو میں اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے میں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے میں اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے تو وہ سمجھ رہی تھیں کہ ان کا سننا ان کا سننا نہیں بلکہ اللہ کا سننا ہے ان کا بولنا ان کا بولنا نہیں بلکہ خدا کا بولنا ہے لہٰذا یہ جو فرمادیں گے اللہ وہی کرے گا اس لئے مولانا روم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود
اولیا را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گرداند ز راہ۔

والدہ مچل گئیں اور قدموں سے لپٹ گئیں رو کر عرض کرنے لگیں حضور مجھے اور کچھ نہیں چاہئے مجھے تو اپنا بیٹا چاہئے سرکار میرے بیٹے کو زندہ فرمائیے حالانکہ سرکارِ اعلیٰحضرت بھی دیکھ رہے تھے کہ بچہ مر گیا ہے اس لئے کہ اولیاء اللہ کی نظروں سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں رہتا حد تو یہ ہے کہ اولیاء اللہ کے سامنے لوحِ محفوظ رہتی ہے تو پھر پوشیدہ کیا رہے گا۔ مولوی معنوی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

لوحِ محفوظ است پیش اولیاء
آنچہ محفوظ است محفوظ از خطا

مگر اعلیٰحضرت اس طرح اٹھے گویا کوئی بیمار ہے اس کی مزاج پرسی کرنے جا رہے ہیں۔ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھڑی اٹھائی اور شیخ صاحب کے مکان پر تشریف لائے سب لوگ

سرکار اعلیٰ حضرت کو دیکھ کر تعظیماً کھڑے ہو گئے اور سب یہ سمجھ گئے کہ اعلیٰ حضرت بھی تعزیت کیلئے تشریف لائے ہیں آپنے فرمایا پردہ کیجئے ذرا ہم بھی بچے کو دیکھیں گے فوراً پردہ ہوا اعلیٰحضرت میت کے قریب پہنچے تو والدہ پھر چیخنے چلانے لگیں کہ میرا لڑکا زندہ کیجئے مجھے اور کچھ نہیں چاہیئے اعلیٰحضرت نے بچے کے اوپر سے کپڑا ہٹایا اور کچھ پڑھ کر فرمایا آنکھیں کیوں نہیں کھولتا دیکھ تو تیری والدہ کیا کہہ رہی ہیں بس اتنا فرمانا تھا کہ بچے نے فوراً آنکھیں کھول دیں اور رونا شروع کر دیا اعلیٰحضرت نے فرمایا یہ بچہ تو زندہ ہے کون کہتا ہے کہ یہ مر گیا ہے

جلا سکتی شمع کشتہ کو موجِ نفس دم میں
الہیٰ کیا چھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں

پھر تو ہر چہار جانب خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ والدین کی آنکھوں میں نور دل میں سرور پیدا ہوا پھر اعلیٰحضرت نے اس کے سر پر محبت و شفقت کا ہاتھ پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا اور رونا بند کر دیا اور چہرے پہ ہلکی سی مسکراہٹ معلوم ہونے لگی آج بھی بحمدہ تعالیٰ وہ شیخ حبیب الرحمٰن صاحب پاکستان میں موجود ہیں اس موقع پر بلبلِ گلشنِ رضویت الحاج قاری امانت رسول صاحب دام فیوضہم نے کیا خوب کہا ہے۔ (از شاہ امام احمد رضا و تجلیات امام احمد رضا)

بچپنے میں ہوئی ایک شیخ کی موت جب کر دیا آپنے زندہ باذنِ رب
آپ کو طاقتیں ایسی ایسی ملیں اے سیّدی مرشدی شاہ احمد رضا (پڑھیئے درود شریف)

حاضرینِ مجلس ذرا آپ حضرات اعلیٰحضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس کرامت سے اندازہ لگائیے غور کیجئے۔ سوچئے کہ جب اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو من جانب اللہ یہ طاقت حاصل تھی تو پھر سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز جو خواجۂ خواجگان شہنشاہ ہندوستان ہیں وہ کس طاقت کے مالک ہوں گے اور جب خواجہ اعظم ہند کا تو عالم کہ سمندر کو کوزے میں سما دیں تو پھر غوث اعظم کا کیا مقام ہوگا اور جب غوثِ اعظم کا حال یہ کہ بارہ سال کی ڈوبی ہوئی کشتی کو نکال دی اور سب کے سب لوگ زندہ اور صحیح سالم جیسے تھے ویسے ہی نکل آئے تو پھر رسولِ اعظم نورِ مجسم، مختارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا مقام ہوگا۔ اب ذرا سوچیں وہ لوگ جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ جنکا نام محمد اور علی ہے وہ کسی چیز کے مالک و مختار نہیں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ جب اُن کے نائب اور ان کے عاشق میں یہ بات ہے کہ مردے کو زندہ کر دے تو پھر ان کا مقام کیا ہوگا کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہانِ زمانہ کی جھولی ؛ محتاج کا جب یہ عالم ہے مختار کا عالم کیا ہوگا (درود شریف)

**کرامت**

برادرانِ اسلام میرے اعلیٰ حضرت کی کیا بات ہے ان کا جواب تو آج دنیا لانے سے قاصر ہے، وہ لاجواب تھے وہ جانشینِ غوثِ اعظم تھے انھوں نے تو نیابتِ رسول کا حق ادا کر دیا میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ سرکارِ اعلیٰ حضرت پیدائشی عالم تھے، عربی داں اور فصیح عربی صرف بول ہی نہیں لیتے تھے بلکہ ماہر تھے، جو میں بیان کرنا چاہتا ہوں یہ کرامت سیرتِ اعلیٰ حضرت، میں درج ہے۔ واقعہ یوں ہے سیدنا اعلیٰحضرت ایک دن اپنی مسجد کے سامنے تشریف فرما تھے آپ کی عمر صرف تین سال کی تھی ایک صاحب اہلِ عرب کے لباس میں جلوہ فرما ہوئے انھوں نے آپ سے فصیح عربی زبان میں گفتگو فرمائی آپ نے فصیح عربی میں ہی ان سے کلام کیا اس بزرگ ہستی کو پھر کبھی نہیں دیکھا گیا۔ اور نہ آپ ہی نے بتایا کہ وہ کون بزرگ تھے اور ان سے کیا گفتگو ہوئی۔

اے لوگو! مجھے آج کہہ لینے دو اے سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت صرف یہی نہیں کہ وہ عربی ہی میں ماہر اور قادر الکلام ہوں بلکہ بچپن ہی میں وہ ہر فن میں ماہر تھے۔ اللہ اللہ ذرا میرے اعلیٰ حضرت کو دیکھو آج ہی آپ کی رسم بسم اللہ خوانی ادا ہو رہی ہے ابھی آپ کی عمر شریف چار سال سے بھی کم ہے، چار سال میں تو آپ نے ظاہراً قرآنِ پاک ناظرہ ختم کر لیا تھا، چار سال کی عمر شریف سے قبل ہی۔ آپ کی رسم بسم اللہ خوانی ہوئی اس دن جو آپ نے سوال کیا ہے اس سے یقین ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر فن میں ماہر پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے استاذ گرامی نے بسم اللہ خوانی کے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد الف با تا، ثا جس طرح پڑھا جاتا ہے پڑھایا میرے اعلیٰ حضرت ان کے پڑھانے کے مطابق پڑھتے رہے جب استاذِ محترم نے فرمایا لام الف تو حضور اعلیٰ حضرت خاموش ہو گئے۔ استاذ گرامی نے پھر فرمایا کہو لام الف پھر حضور خاموش رہے استاذ گرامی نے پھر کہا کہ کہو میاں لام الف اس پر اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔ حضور یہ دونوں حروف تو پڑھ چکے لام بھی پڑھ چکے ہیں الف بھی پڑھ چکے ہیں یہ دوبارہ کیسا اس پر حضور کے جد امجد علامہ الشاہ رضا علی قدس سرہٗ جو کہ جامع کمالاتِ ظاہری و باطنی تھے فرمایا استاد کا کہا مانو جو کہتے ہیں پڑھو حضور اعلیٰ حضرت نے اپنے جد امجد کی جانب نظر کی حضور کے جد امجد اپنی فراستِ ایمانی سے سمجھ لیا کہ بچے کو شبہ ہے کہ یہ حروفِ مفردہ کا بیان ہے اب اس میں ایک مرکب لفظ آیا ورنہ دونوں لفظ الگ الگ تو پڑھ چکے ہیں۔ اگرچہ بچے کی عمر کے لحاظ سے یہ راز ظاہر کرنا مناسب نہ تھا۔ اور اس عمر میں سمجھ سے بالا خیال کیا جاتا، مگر حضرت جد امجد نے نورِ باطنی سے جان لیا کہ یہ بچہ آگے چل کر کچھ ہونے والا ہے اس لئے ابھی سے اسرار و نکات کا ذکر ان کے سامنے مناسب جانا۔ اور گویا ہوئے فرمایا بیٹا تمہارا خیال درست سمجھنا بجا ہے مگر بات یہ ہے کہ شروع میں جو تم نے الف پڑھا ہے وہ حقیقۃً الف نہیں ہمزہ ہے اور یہ در حقیقت الف ہے لیکن الف

ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور ساکن کے ساتھ ابتدا ناممکن ہے اس لئے ایک حرف یعنی لام اس کے اول میں لاکر اس کا تلفظ بنانا مقصود ہے۔ اعلیٰ حضرت اس پر خاموش نہ رہے بلکہ اس جواب پر پھر ایک سوال کیا فرمایا تو پھر کوئی بھی ایک حرف ملا دینا کافی تھا۔ جو پہلے آچکے ہیں اور لام سے قبل گزر چکے ہیں۔ اتنے حرفوں کے بعد لام کی کیا خصوصیت ہے با۔ تا۔ دال۔ سین بھی لاسکتے تھے۔ جیسے ہی یہ دوسرا سوال اعلیٰ حضرت نے کیا فوراً آپ کے جد امجد نے غایت محبت اور جوشِ الفت میں گلے لگالیا۔ اور دل سے دعائیں دیں۔ پھر فرمایا الف لام میں صورتاً مناسبت خاص ہے اور ظاہراً لکھنے میں بھی دونوں ہم شکل ہیں کا یا لا۔ اور سیرۃً بھی مناسبت موجود اس لئے کہ لام کا قلب الف ہے اور الف کا قلب لام ( ل ام ) ( ا ل ف ) ہے یعنی یہ اس کے بیچ میں وہ اس کے بیچ میں گویا ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بعد ازاں من دیگرم تو دیگری

کہنے کو تو حضور کے جد امجد نے اس لام الف کو مرکب لانے کی وجہ بیان فرمائی مگر سچ یہ ہے کہ انھوں نے باتوں باتوں میں سب کچھ بتا دیا اور اسرار و حقائق کے رموز و اشارات کے دریافت اور ادراک کی صلاحیت و قابلیت اسی وقت سے پیدا فرمادی جس کا اثر سارے عالم نے دیکھا کہ اعلیٰ حضرت شریعت میں اگر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم بقدم ہیں تو طریقت میں حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نائبِ اکرم ہیں۔ اسی لئے تو کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

مخزنِ علم و حکمت ہیں احمد رضا معدنِ خیر و برکت ہیں احمد رضا
قائدِ اہلسنت ہیں احمد رضا ان کے در پہ جو آئے سنبھل جائیگا

اور میں تو صرف اتنا بارگاہِ اعلیٰ حضرت میں کہہ کر رخصت ہو رہا ہوں

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
گھر گھر لئے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ۔